

DAMAGE BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU 188598

UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۵۷ / Accession No. ۱۴۲۵۴

Author ک. س. کلیم الرحمن 14254

Title سوٹ روس

This book should be returned on or before the date last marked below.

سویٹ روٹ

از

محمد کلیم اللہ

پبلشرز
ماڈرن بک ڈپو
پبلشرز اینڈ بک سیلر
سلطان بازار حیدر آباد دکن

قیمت تین روپے

مطبوعہ انتظامی پریس

۱۹۴۴ء

۵۴۰ ف عرض حال

تحقیق

عالمی سامراج۔ رحبت پسندی اور بربریت کے بے پناہ سیلاب کو روک کر سوویت یونین نے نہ صرف ناستی درندوں کے عالمگیر تسلط کے ناپاک راہروں کو ختم میں لادیا بلکہ ساری دنیا کے آزادی پسند عوام کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی اور خراج کی ہر ایک میاں مضرب نیوالے نئے نظام عالم کی بنیاد ڈال دی اور آزادی کا نیا باب کھول دیا سوویت یونین کی ہر نئی فوجی و سیاسی فتح عوام میں پھیلی اور شوق پیدا کرتی ہے کہ دنیا کو ناستیت اور سامراج کی محکومیت سے بچانے والے اور انسانیت کو حیات نو کا پیام دینے والے ملک اور اس زندہ گی کے واقعات و حالات کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں یہی وجہ ہے کہ تمام ملکوں میں آج کے ادب کا سب سے زیادہ پڑھا جانے والا موضوع ”سوویت روس“ بن گیا یہ ہندوستان کی مولانا زبائون میں اس موضوع پر کثرت سے کتابیں اور کتابچے چھپ رہے ہیں اردو زبان میں سوویت زندگی پر بہت کم لکھا گیا ہے صرف قومی دارالاشاعت ممبئی نے اس اہم تقاضہ کو پورا کرنے کی سادہ بھرپور کوشش کی ہے۔ اس کے باوجود ان تک اردو میں کوئی ایسی کتاب نہیں چھپی جو سوویت روس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالتی ہو۔ اس کی کوپرا کرنے کے لئے ہم زیر نظر کتاب شائع کر رہے ہیں جو سوویت روس کے سماجی سیاسی اور سماجی پہلوؤں پر نہایت عام فہم انداز میں سہند معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ محض موضوع کی اہمیت اور افادیت کو پیش نظر رکھ کر کاغذ کی موجودہ قلت و گرانہی کے زمانہ میں ہم تین صفحوں کی کتاب شائع کرنے کی جرات کر رہے ہیں۔

ناشرین

ماڈرن بک ڈپو

سلطان با ناز حید آباد کوٹہ

پانچ سو روپے

تمہید

گزشتہ سالوں میں روس۔ اسکا معاشی نظام اور اس کی زندگی کے مختلف پہلو
 جس قدر زیر بحث رہے ہیں تنہا اندیشہ کسی موضوع سے لوگوں نے دھیمی لی ہوگی لیکن
 جتنی غلط فہمیاں روس سے متعلق تلمذ میں پھیلی رہی ہیں اسکی مثال بھی شکل سے ملے گی۔ یہ
 غلط فہمیاں اکثر تو خود غرض لوگوں نے عمدتاً تمام دنیا میں پھیلانی تھیں اور کچھ اس لیے پھیلی
 رہیں کہ اصل واقعات اور حقائق عوام تک اکثر پہنچنے نہیں پاتے تھے۔ انقلاب کے
 بعد کے ابتدائی سالوں میں جو تصور عام طور سے تمام دنیا کے سامنے رہا وہ یہ تھا کہ روس
 میں میٹروں کی حکومت ہے اور اسکا کام صرف انسانوں کے خون سے ہولی کھینکنا ہے
 وہاں نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ مال و دولت اور نہ مذہب دایمان۔ اس کے
 بعد جب نئی معاشی پالیسی کا دور شروع ہوا تو یہ کہا جانے لگا کہ دیکھئے آخر شتر کی
 نظام معیشت ناکام رہا اور روس کو پھر سرایہ دارانہ نظام کی طرف لوٹنا پڑا۔ ۱۹۲۸ء
 میں پہلے پنج سالہ نظام العمل کا دور شروع ہوا تو تمام دنیا کے ماہرین معاشیات نے اسکو باگلوں
 کی پتی کہنا شروع کیا جہاں اس قدر ناممکن العمل پروگرام بنائے جاتے ہیں ہر طرف اسکا مذاق
 اڑایا جانے لگا اور لوگ روسی باشندوں سے اپنی ہمدردی ظاہر کرنے لگے۔ یہ پروگرام نہ
 صرف کامیاب رہا بلکہ چارہ ہی سال میں ختم ہو گیا اور اب ذرا ان علماء ریاست اور معیشت کو
 نہ صرف حیرت ہونے لگی بلکہ شبہ ہونے لگا کہ شاید یہ نظام انکی باتوں اور پیش گوئیوں کے
 باوجود روز بروز اس کا رخ ۱۸۰ درجہ تک موڑ دیا جائے اور اسکا نظام عمل کامیاب ہو جائے۔

ب

زرعی، سواحی، اور ساحل ترقی ترقی نے سوئٹ ڈشمن قوتوں، خاص طور سے فاسسول کے حواس کم کر دیا اور ان کے
 غلام جھوٹ کا ایک طومار ساری دنیا میں پھیلایا گیا۔ ساری دنیا کے عوام کو اس سے
 بدظن کر دیا کہ انتہائی کوشش کی گئی اس کے بعد جرمنی کے روس پر حملہ سے ایک نیا دور شروع ہوا
 جس نے ایک طرف برطانیہ امریکہ اور دوسری ترقی پسند عوام دوست قوتوں کو روس کیساتھ
 لاکھ لاکھ اور دوسری ہنگامہ نداشت انسانیت دشمن قوتوں کو باکسل عریاں کر دیا۔

اس جنگ میں روسیوں کی عظیم انضباط بھادری، جانثاری اور قومی اتحاد نے
 انسانی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ دوسری اتحادی قوتوں کے ساتھ فاسسول
 کے تمام دنیا کو غلام بنانے کے خوابوں کو لیا میٹ کر دیا۔ آج ساری دنیا میں سوئٹ
 روس سے محبت، یکجہانیت اور احترام کا جذبہ بڑھتا جاتا ہے اور ہر شخص یہ معلوم کرنا
 چاہتا ہے کہ اس قدر مختصر مدت میں غیر معمولی ترقی، کئے کیا اباب ہیں۔ ایک ہندستان

بھی زیادہ پس ماندہ اور زرعی ملک بیس سال کی اتنی قلیل مدت میں اس قابل کیسے
 ہو گیا کہ آج سارے یورپ کے خلاف گذشتہ ڈھائی تین سال سے لڑ رہا ہے اور شکست
 پر شکستیں دیر رہا ہے جس کی پشت پر دو سو سال کی صنعتی اور زرعی اور سائنسی ترقی
 ہے۔ وہ کیا قوت ہے جس نے اس ملک کی ۸۰ قوتوں کو ایک دوسرے سے متحد کر کے ایک
 جان کر دیا ہے باوجودیکہ ان کے مذہب جدا ہیں، معاشرت اور زبان جدا ہے بعض
 قومیں تو انتہائی مشرقی علاقوں میں رہتی ہیں اور بعض یورپی علاقوں میں۔

ان سوالات کا جواب پانے کے لئے لوگ روس کے متعلق کتابیں پڑھنے کیلئے
 بے چین رہتے ہیں، انگلستان امریکہ اور دوسرے ممالک میں روس کی زندگی کے مختلف
 پہلوؤں کے متعلق روزانہ بے شمار کتابیں نہ صرف مختلف گوشائے کر رہے ہیں بلکہ خود ہاں کی

ج

حکومتیں بھی بے شمار طریقہ پر شائع کر رہی ہیں خود ہندوستان میں بھی حکومت کی جانب سے سوئٹ زندگی کے متعلق انگریزی زبان میں رسالے شائع کئے جاتے ہیں لیکن اردو دان طبقہ ان سے یکسر محروم رہتا ہے۔ اب تک اردو زبان میں روس کے متعلق بہت کم کتابیں شائع کی گئی ہیں اور ان میں سے بھی اکثر بہت پرانی ہو چکی ہیں۔ اس کی سخت ضرورت ہے کہ اردو دان طبقہ کے لئے بھی اپنے پریمی دوست کے حالات کے متعلق کتابیں شائع کی جائیں اور اسی سلسلہ کی بہ ایک کوشش ہے۔

اس کتاب کی تیاری میں زیادہ قریب لگوں کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے جنہیں راست سوئٹ روس سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ ایسے مصنفین کی تحریروں سے مدد لی گئی ہے جنکی کی غیر جانبداری اور ایمان داری پر کسی کو بھی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ ان میں تقریباً سب ہی لوگوں کا اپنے ملکوں کی کمیونٹ پارٹی سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان میں سے ڈین آف کنٹریری جولیس ہکر سڈنی اور بیٹر سوب۔ مارسل۔ ہنڈس جی۔ این پراٹ۔ پروفیسر نیگیسکی پروفیسر بالدین۔ پروفیسر نال اور پروفیسر کو تھر کا ذکر کرنا ضروری ہے اس لئے کہ انکی کتابوں اور انکے سوئٹ روس کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے شخصی مطالعے سے خاص طور سے استفادہ کیا گیا ہے۔

فہرست

صفحات

۴

تہیہ

حصہ اول معاشی زندگی۔

۳

پہلا باب۔ صنعتی نظام (۱)

انقلاب سے قبل۔ انقلاب کے بعد۔ نئی معاشی پالیسی۔ فائدہ بندی

۲۱

دوسرا باب۔ صنعتی نظام (۲)

پہلا پنج سالہ نظام العمل۔ دوسرا پنج سالہ نظام تعمیل۔ تیسرا پنج سالہ نظام العمل۔ زائد جنگ کی صنعتیں

۳۶

تیسرا باب۔ طبعی سائنس کی ترقی۔

۵۰

چوتھا باب زرعی نظام (۱)

انقلاب سے قبل۔ انقلاب کے بعد۔ نئی معاشی پالیسی۔ پنج سالہ نظام العمل

۶۵

پانچواں باب زرعی نظام (۲)

مشترکہ کھیت۔ سرکاری مزدے۔ زمینوں اور زر کھیز کے آئین

۷۷

چھٹا باب زرعی سائنس

۹۱

ساتواں باب تقسیم پیداوار کا نظام

انقلاب سے قبل۔ انقلاب کے بعد۔ پنج سالہ نظام العمل۔ املاک باہمی کی اجنبی تنظیم

اٹھواں باب معاشی تحفظ

حصہ دوم۔ سیاسی زندگی

نواں باب سویٹ حکومت (۱)

متممہ نظام حکومت۔

دسواں باب سوئٹ حکومت (۲)

مزدور سبھائیں۔ کیونٹ پارٹی۔ سوئٹ دستور کی خصوصیات
گیارہواں باب خارجی حکمت عملی

۱۷۸ بارہواں باب قومیت کا مسئلہ

۱۸۰ تیسرہواں باب غیر رسمی علاقوں کی سماجی و معاشرتی ترقی۔

چودھواں باب سرخ فوج

۱۹۲ ناشتوں کا حملہ۔ سرخ فوج کا نظام خصوصیات۔

حصہ سوم۔ معاشرتی زندگی۔

۲۱۲ پندرہواں باب تعلیم و تربیت

انقلاب سے قبل۔ انقلاب کے بعد۔ نظام تعلیم۔ تعلیم کی تنظیم خصوصیات۔

۲۳۱ سولہواں باب فنون لطیفہ (۱)

آرٹ کی حیثیت۔ فن تعمیر۔ مصوری و سنگتراشی

سترہواں باب فنون لطیفہ (۲)۔۔ تعمیر اور ناچ گھر۔ سینما۔

۲۷۸ اٹھارواں باب فنون لطیفہ (۳)، ادب۔ پریس۔

۲۹۵ انیسواں باب۔۔ صحت جسمانی اور کھیل

بیسواں باب۔۔ عورتوں کی حیثیت

اکیسواں باب۔۔ مذہب و اخلاق

حصہ اول

معاشی زندگی

چاہے کچھ ہو لیکن مجھے اس کا یقین ہے کہ نازی فوجیں اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کے باوجود فرانس، پولینڈ، یوگوسلاویا اور یونان کی فوجوں کی طرح سرخ فوج کو کبھی بھی شکست نہیں دے سکیں گی۔ تعداد اور ہتھیار میں وہ دونوں ایک دوسرے کے برابر ہیں لیکن قیادت و جرات اور اخلاقی قوت میں سرخ فوج یہ دکھلا دیگی کہ عوام کی فوج کیا ہوتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ نازی فوجوں کو شکستیں دیکر اور تباہ کر کے جرمنی میں واپس دھکیل دیا جائیگا۔ اور اس کے بعد نسل انسانی کی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوگا۔ اس لئے کہ روس پر اس چیز کا ساتھی ہے جو ترقی پسند ہے وہ تو بل اور طبقات کی مساوات اور انصاف کا حامی ہے وہ انسانوں کی باہمی لوٹ کھسوٹ کے خلاف ہے وہ ایک اعلیٰ معاشی اور معاشرتی نظام کا علمبردار ہے جس کی بنیاد مر اسر اخلاقی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگوں کو اس سے سخت نفرت ہے اور یہی وجہ ہے کہ نازیوں نے اس پر حملہ کیا ہے۔

یہ کہنا درست ہوگا کہ آج اس جنگ میں انسانوں کی قسمتوں کی بازی لگی ہوئی ہے۔ ایک طرف نور ہی نور اور ترقی ہے اور دوسری طرف سخت تاریکی۔ رجعت پسندی۔ غلامی اور موت۔ روس اپنی اشتراکی آزادی کے لئے لڑ رہا ہے اور ہماری آزادی کے لئے بھی ماسکو کی مدافعت گویا لندن کی مدافعت ہے۔

(مسٹر ہیولٹ جانسن۔ ڈین آف کنٹریری)

۳۰ جون ۱۹۴۱ء

پہلا باب

صنعتی نظام

(۱)

روس میں صنعتوں کی ابتداء سب سے پہلے ۱۸۱۵ء
انقلاب سے قبل میں ہوئی جب کہ یورپ کے علاقہ میں کارخانے
قائم کئے جانے شروع ہوئے۔ ابتداً صنعتیں ملک کی اندرونی ضروریات کی تکمیل
کے لئے وجود میں آئی تھیں لیکن بعد میں ان علاقوں اور دوسرے شمالی علاقوں
کی صنعتوں نے کچھ ترقی کر لی تو روسی صنعتیں دنیا کے دوسرے بازاروں میں بھی
نظر آنے لگیں۔ ان صنعتوں کے قیام کے تھوڑے عرصہ کے بعد جب ملک کے

بعض حصوں میں کسانوں کو جاگیرداروں کی غلامی سے آزادی ملنے لگی۔
تو صنعتی ترقی میں بھی کسی قدر سرعت پیدا ہو گئی۔ لیکن ترقی کی یہ رفتار یورپ
کے اور دوسرے حصوں کے مقابلہ میں نہایت مست رہی۔

۱۹ ویں صدی کے نصف اول میں جبکہ سارے یورپ میں جاگیردارانہ
نظام کو کاری ضرب لگ چکی تھی۔ ابھرتی ہوئی سرمایہ داری قدم قدم پر جاگیردارانہ
نظام پر وار کر رہی تھی صنعتوں اور بین الاقوامی تجارت میں تیزی سے
ترقی ہو رہی تھی۔ بینک کاری اور نئے مالی نظام نے معاشی زندگی میں
اپنا مقام پیدا کر لیا تھا۔ تو روس ابھی معاشی ارتقا کے اسی زینے پر تھا
جسے جاگیردارانہ نظام کہتے ہیں۔ جہاں دیہی معیشت ہی کا زور تھا۔ جس
کی وجہ سے روسی صنعتوں کے لئے بازار مشکل سے ملتا تھا۔ قدم قدم پر اسے
حکومت کی سرپرستی کی ضرورت پڑتی تھی۔ تمام ملک میں دیہی صنعتیں
پھیلی ہوئی تھیں اور حمل و نقل کی قوتوں کی وجہ سے ان کا مقابلہ دشوار
معلوم ہوتا تھا۔ گذشتہ صدی کے اواخر اور اس صدی کے شروع میں جب
ابھرتی ہوئی سرمایہ داری اور جاگیردارانہ نظام میں کشمکش بڑھی اور کاشتکاروں
پر جاگیرداروں کی گرفت کسی قدر ڈھیلی ہوئی۔ عام طور پر کاشتکاروں کو
بازار میں اپنی محنت کی آزادانہ فروخت کا موقع ملا اور حمل و نقل کے
وسائل میں ترقی ہوئی تو صنعتوں کو بھی آگے بڑھنے کے مواقع ہاتھ آ گئے۔

۱۹ ویں صدی کے اواخر میں باوجود اس کے کہ حکومت کو جاگیرداروں
اور سرمایہ داروں کی دو متضاد قوتوں کو مطمئن کرنا تھا۔ ایک طرف ابھرتا ہوا

سرمایہ دار طبقہ آگے بڑھنا چاہتا تھا۔ اور صنعتوں کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینا چاہتا تھا۔ دوسری طرف جاگیردار طبقہ قدم قدم پر اس کا مخالف تھا اس لئے کہ صنعتی ترقی جاگیردار طبقہ اور اس کے پورے نظام کے لئے موت کا پیام تھی۔ تاہم ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات اس پر مجبور کر رہی تھیں۔ کہ صنعتی ترقی پر زیادہ سے زیادہ توجہ کی جائے خصوصاً جنگی ضروریات اور خاص طور پر اوائل بیسویں صدی میں جاپان سے شکست نے ہزاروں کو اس پر مجبور کر دیا کہ جاگیردار طبقہ کی بجائے سرمایہ دار طبقہ کا ساتھ دے۔ چنانچہ باوجود اندرونی کشمکش اور تضاد کے بیسویں صدی کے ابتدائی دس بارہ سال میں کافی صنعتی ترقی ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۱۳ء میں برقی قوت ۱۹ ملیں کیلو واٹ پیدا کی جانے لگی۔ کوئلہ بیس ملین ٹن نکالا جانے لگا۔ نیل اور گیس کی مقدار ۹۲ ملین ٹن حاصل ہوئی اور فولاد ۱۸ ملین ٹن تیار ہونے لگا۔

انقلاب کے بعد روس جب ۱۹۱۴ء کی جنگ میں داخل ہوا ہے تو پورا زار شاہی نظام انتہائی فرسودہ حالت

میں تھا۔ کاشتکار اور جاگیردار مزدور و سرمایہ دار سرمایہ دار اور جاگیردار کے اندرونی تضادات میں انتہائی شدت پیدا ہو گئی تھی۔ جنگ میں داخل ہونے کے ساتھ ہی اس میں اور اضافہ ہو گیا۔ ۱۹۱۷ء میں جو انقلاب ہوا تو پورا معاشی نظام ایک انتہائی بوسیدہ نظام کی طرح نیچے آ رہا۔ سارے ملک میں انتہائی غلغشا مچ گیا۔ لینن اور اس کی سرکردگی میں اشتراک

پارٹی نے جب انقلابی جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا تو اسے مسلسل اس قدر غیر معمولی اور مشکل حالات سے سا بقہ پڑا کہ ان سے عہدہ برآ ہونا بالکل ناممکن معلوم ہوتا تھا۔ ۱۹۱۶ء سے ۱۹۲۰ء تک کا زمانہ اس نئی انقلابی حکومت کے لئے اس قدر نازک اور سخت آزمائش کا تھا کہ اس کا تصور آج اتنی بڑی جنگ کے دوران میں بھی دشوار ہے۔ انقلاب کے بعد پورا معاشی نظام درہم برہم ہو چکا تھا۔ اکثر کارخانے بند ہو چکے تھے۔ نہ کسی کی جان محفوظ تھی اور نہ مال و زر۔ معمولی روٹی کے لئے مسلسل جدوجہد کرنی ہوتی تھی۔ محنت کش طبقوں کو اور خاص طور سے کاشتکاروں کو جو صدیوں سے مظلوم تھے۔ کچلے ہوئے اور دیے ہوئے تھے۔ جب ایک دم ابھرنے کا موقع ملا تو انہوں نے من مانی حرکتیں شروع کر دیں۔ لوٹ اور غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ دوسری طرف مخالف انقلاب قوتیں اور جماعتیں ہر طرف سراکھٹانے لگیں اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی مدد سے ہر طرف سویت حکومت کے خلاف محاذ قائم کر دیئے۔ دوسری طرف مشرق میں جاپان نے اور مغرب میں تقریباً ۲۰ مختلف یورپی اور امریکی حکومتوں کی فوجوں نے چڑھائی کر دی۔ سویت حکومت کے لئے یہ زمانہ سب سے زیادہ نازک تھا۔ ایک طرف ایسے لوگوں کو منظم کر کے لڑنا تھا جو جنگ سے نیرازاچکے تھے۔ معاشی تباہ حالی سے عاجز ہو گئے تھے۔ دوسری طرف ان فوجوں کے لئے رسد کا انتظام کرنا تھا۔ معاشی زندگی کو دوبارہ بحال کرنا تھا۔ نظم و ضبط قائم کرنا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا کام تھا جس سے ایک غیر معمولی اراد

اور سمیت والی جماعت ہی عہدبر آہو سکتی تھی۔ چنانچہ جب ایک مرتبہ
 لیٹن سے کسی نے سوال کیا کہ ان مین سالوں میں نئی سویٹ حکومت نے
 کیا کیا تو اس نے فوراً جواب دیا کہ اس نے انقلاب کو زندہ اور برقرار رکھا۔
 کیا یہ کوئی معمولی بات ہے؟

نئی سویٹ حکومت چونکہ مزدوروں اور کسانوں کی اپنی حکومت تھی
 اس لئے کسانوں اور خاص طور سے صنعتی مزدوروں کی انجمنوں اور انکے
 لیڈروں نے نہایت جواہر دی اور قابلیت سے ان تین سالوں میں معاشی
 بحران پر قابو پایا اور معاشی زندگی کو کافی بحال کر دیا۔ آہستہ آہستہ
 اکثر کارخانے سرخ فوج کے لئے سامان تیار کرنے لگے۔ مزدور سبائیں
 مزدوروں کو منظم کرنے اور سرخ فوج کی بھرتی کرنے کا ادارہ
 بن گئیں تمام سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مکانات، مال و دولت
 اور جائیداد پر حکومت نے قبضہ کر لیا۔ زمینات غریب کاشتکاروں میں
 تقسیم کر دی گئیں۔ اور پیداوار دولت کے تمام ذرائع خاص طور پر صنعتیں
 حکومت کی ملکیت میں آ گئیں۔ اس دوران میں سارے ملک میں
 فوجی قانون نافذ رہا۔

۱۹۲۰ء میں سرخ فوج کی بڑھتی ہوئی قوت نے نہ صرف بیرونی
 حملہ آوروں کو اسپر مجبور کیا کہ وہ اپنی فوجیں روس سے واپس بلوائیں
 بلکہ تمام اندرونی مخالف انقلاب قوتوں کو بھی شکست فاش دیدی۔
 اور نومبر ۱۹۲۰ء تک تقریباً پورے ملک میں امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔

۱۹۲۱ء کے شروع میں سویٹ حکومت نے
 نئی معاشی پالیسی کو اپنا کر دیا۔ اور اسی زمانہ میں روس
 ۱۹۲۱ء تا ۱۹۲۸ء میں بہت بڑا اور بہت سخت قحط آگیا
 اکثر صوبوں میں فصلیں خراب ہو گئیں اور ملک سخت فاقہ کشی اور بے مینی
 میں مبتلا ہو گیا۔ یوں تو روس میں ہر پانچ چھ سال کے بعد سخت
 اور بڑے بڑے قحط آتے تھے لیکن یہ اپنی شدت میں ان سب
 سے بڑھ کر تھا۔ تقریباً ۴۰ لاکھ لوگ انسان فاقہ کشی پر مجبور ہو گئے تھے
 جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض مقامات پر کاشتکاروں میں بغاوتیں
 پھیل گئیں، ان حالات میں سویٹ حکومت نے اپنی معاشی پالیسی
 کو تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک نئی معاشی پالیسی کی ابتدا کی گئی جسے
 نیپ (NEP) کہتے ہیں۔ اس پالیسی کے تحت کاشتکاروں سے
 ان کی پیداوار جتنی حاصل کرنا طریقہ مسدود کر دیا گیا۔ اس کی جگہ
 ان پر ایک چھوٹا سا ٹیکس مقرر کر دیا گیا۔ جو اکثر غلہ کی شکل میں
 وصول کیا جاتا تھا۔ اور اس کے ذریعہ شہری آبادی کی ضروریات پوری
 کی جاتی تھیں۔ سکے کے طین کو دوبارہ رائج کیا گیا۔ ریلوں کے کرایہ
 اور ڈاکخانوں کے نظام کی تنظیم کی گئی۔ تمام کارخانوں کو ایک قسم
 کی اندرونی خود مختاری دیدی گئی کہ وہ جہاں چاہیں خام مال خریدیں
 اور اپنا تیار کیا ہوا مال جس بازار میں چاہیں فروخت کریں۔ حتیٰ کہ
 حکومت بھی ان سے کوئی چیز بغیر دام و اس کے نہیں خریدتی تھی۔ اس

نئی پالیسی کی وجہ سے چھوٹی بڑی تمام صنعتیں پھر سے بحال ہونے لگیں اور شہروں اور دیہاتوں کے درمیان معاشی تعلقات دوبارہ قائم ہونے لگے۔

نئی معاشی پالیسی کے یہ معنی تھے کہ تقریباً اسی قسم کا معاشی نظام دوبارہ بحال کر دیا گیا جیسا کہ انقلاب کے پہلے تھا۔ لیکن فرق اس قدر تھا کہ کارخانوں پر بجائے کسی ایک سرمایہ دار کے مزدوروں کی ملکیت تھی اور زمینات بجائے چند زمینداروں کے قبضہ میں رہنے کے تمام کاشتکاروں میں تقسیم کر دی گئی تھیں۔ اس کے علاوہ ملک کے بہت سارے لوگوں کو نئی نئی صنعتیں قائم کرنے کی اجازت دیدی گئی اور بعض بیرونی سرمایہ داروں کو بھی اس کا موقع دیا گیا کہ ان مقامات پر جہاں حکومت فی الوقت توجہ نہیں کر سکتی تھی نئی کانیں کھودیں۔ اس نئی معاشی پالیسی کو سرمایہ داروں نے ساری دنیا میں بہت اچھالا اور ہر جگہ یہ کہنا شروع کر دیا کہ اشتراکی نظام معیشت روس میں باکسل ناکام ہو گیا ہے۔ حالانکہ اس پالیسی کو شروع کرتے وقت لینن اور اس کی پارٹی نے یہ صاف طور پر واضح کر دیا تھا کہ اشتراکی نظام معیشت کی طرف بڑھنے کے لئے واجبت کر کے دو قدم آگے بڑھنے کے لئے ہم ایک قدم پیچھے ہٹ رہے ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ پورا بینک کاری نظام اب بھی حکومت کے قبضہ میں تھا۔ تمام بیرونی تجارت حمل و نقل کے تمام ذرائع۔ شہروں کی تمام عمارتیں۔ برقی قوت اور ہر قسم

کامیاب نہ تھی۔ تمام بیماری صفتیں اور اکثر ہلکی صفتیں حکومت ہی کے قبضہ میں
 تھیں اور تمام مزدور سجاد اور صارفین کی امداد باہمی کی انجمنوں
 پر نگرانی ابھی تک حکومت ہی کی تھی۔ تو محض کاشتکاروں کو اس کی اجازت
 دینے سے کہ وہ مکھلے بازار میں اپنی پیداوار فروخت کریں یا مصنوعات کو
 اس کی اجازت دینے سے کہ وہ چھوٹے چھوٹے کارخانے قائم کریں
 اشتراکی نظام معیشت کے مستقبل پر کیا اثر پڑ سکتا تھا۔ عام معاشی زندگی
 کے بحال ہونے کے بعد آسانی سے سرمایہ دارانہ نظام کے ان آثار کا
 خاتمہ کیا جاسکتا تھا۔

اس نئی معاشی پالیسی کا مقصد یہ تھا کہ اشتراکی نظام معیشت
 کی طرف اور قدم بڑھانے سے قبل ملک کو معاشی غفلت سے نکالا
 جائے۔ اور معمولی معاشی زندگی کو بحال کر دیا جائے۔ یہ مقصد بڑی
 حد تک اس پالیسی سے حاصل ہو گیا۔ لیکن ساتھ ہی اس کے اثرات بہت
 بھی مرتب ہونے لگے۔ لوگوں میں ذاتی نفع اندوزی کا جذبہ بڑھنے
 لگا۔ انفرادیت پسندی پھر عود کرنے لگی۔ اور بعض صورتوں میں لوگ
 چھوٹے چھوٹے کارخانے قائم کر کے ان میں مزدور رکھ کر نفع کماتے
 لگے۔ اس طرح ایک اور درمیانی سرمایہ دار نمودار ہونے لگا۔ نئی
 پالیسی کے نفاذ کے ایک ہی مہینہ بعد کمیونسٹ پارٹی نے اس کو محسوس
 کر لیا اور اس کے انسداد کی جانب فوراً توجہ کرنی شروع کر دی ایک
 طرف خاکہ بندی کی ابتداء کر دی گئی اور پورے ملک کے لئے

۱۱
 برقی قوت پیدا کر نیکا ایک خاکہ بنا لیا گیا۔ دوسرے اپنی زیر نگرائی
 حکومت نے بڑے بڑے سجاتری ادارے قائم كئے۔ بلدی اداروں
 كے ذریعہ سجاتر كوفروغ دینا شروع كیا۔ خرید و فروخت كی اعداد
 باہمی كی انجمنوں كا ایک جال ملك كے طول و عرض میں پھیلا دیا۔
 جس كا یہ نتیجہ نكلا كہ انفرادی تاجروں اور نئے قسم كے چھوٹے سرمایہ اربوں
 كا بڑی تیزی سے خاتمہ ہونے لگا۔ جو اس پر بھی سنج رہے انپر بھاری
 ٹكس لگا یا گیا۔ اور انپر سخت نگرانی قائم كر دی گئی۔ كارخانوں كی پیداوار
 میں تیزی سے اضافہ كیا گیا۔ ساتھ ہی وہ افراد جو خانگی سجاتر كی
 وجہ سے آہستہ آہستہ بیکار ہو رہے تھے انھیں مختلف سجاتری اور صنعتی
 اداروں میں ان كی صلاحیتوں كے لحاظ سے روزگار دیدیا گیا۔ ان
 میں ایک چھوٹی سی جماعت بعد میں اسی بھی رگٹی تھی جو كسی طرح بھی
 حكومت كی پالیسی كا ساتھ دینا نہیں چاہتی تھی۔ اپنی انفرادیت كو
 بہر حال باقی ركھنا چاہتی تھی۔ اور شخصی نفع اندوزی كے طریقہ كو كسی
 طرح چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اس جماعت نے حكومت كے خلاف
 سازشیں كرنے كی كوشش بھی كی لیكن عوام كی اتنی بڑی قوت نے
 انھیں تنے كی طرح بہا دیا۔

نئی معاشی پالیسی كے آخری دور میں صنعتوں میں تو بڑی حد تک
 انفرادیت كی جگہ اشتراكیت نے لے لی لیكن زراعت میں انفرادیت
 كا ابھی وہی دور دورہ تھا۔ اس میں شك نہیں كہ زمینداروں اور

جاگیرداروں کا صلح مع پوری طرح ہو گیا تھا لیکن زمینات پر کسانوں کا انفرادی قبضہ ابھی باقی تھا۔ ہر کاشتکار کے پاس اتنی زمین تھی کہ وہ اپنے خاندان کے ساتھ کاشت کر سکے۔ وہ دوسرے مزدور لگا کر کاشت نہیں کر سکتا تھا۔ زرعی معیشت میں اشتراکی اصول ابھی دخل نہیں کیا گیا تھا بلکہ ہر شخص اپنی ڈیڑھ ایکڑ کی مسجد علیحدہ لکڑی کے ہوٹے تھا۔ اور نہ یہ نئی معاشی پالیسی کے درمیاں ممکن ہی تھا۔ ۱۹۱۷ء سے سویٹ روس کی معاشی زندگی میں ایک نئے دور کا آغاز ہوتا ہے جبکہ نہ صرف صنعتوں میں اشتراکی اصول کا عمل دخل مکمل ہو جاتا ہے بلکہ زراعت میں بھی اس کا دخل ہو جاتا ہے۔

لنین اور کیمونسٹ پارٹی کے ہمیشہ یہ پیش نظر **خاکہ بندی** تھا کہ اشتراکی نظام قائم کرنے کے لئے یہ بنیاد ضروری ہے کہ جملہ ذرائع پیداوار خواہ وہ صنعتی ہوں یا زرعی رجحان کے معنی مشترکہ طور پر سارے عوام کے قبضہ میں ہونے چاہیں اور جملہ پیداوار اور تقسیم بالکل خاکہ بندی کے اصول پر ہونی چاہئے ملک کی ترقی کے لئے پیداوار سے مزاجیت کا خارج کرنا ضروری ہے۔ ساتھ ہی پیداوار کا مقصد بجائے انفرادی نفع اندوزی کے مشترکہ ضروریات کی تکمیل قرار دینا لازمی ہے۔ انقلاب کے بعد سویٹ حکومت کو اس قدر غیر معمولی حالات کا سامنا کرنا پڑا تھا کہ اس اصول کو ملک کی پوری معاشی اور معاشرتی زندگی پر...

حاوی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ابتداً صرف صنعتی ذرائع پیداوار پر حکومت قبضہ کر سکی اور زرعی پیداوار اور صنعتی اور زرعی پیداوار کی تقسیم زیادہ تر انفرادی نفع اندوزی کے اصول پر باقی رہی۔ لیکن اسی زمانہ میں خاکہ بندی کی ابتدا کر دی گئی تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں سب سے پہلا تجربہ فروری ۱۹۲۰ء میں کیا گیا تھا جب کہ سارے سوٹ روس کیلئے برقی قوت پیدا کرنے کی اسکیم بنانے کے واسطے ایک اسٹیٹ پلیننگ کمیشن قائم کیا گیا تھا۔ اس کمیشن نے سارے ملک کے لئے ایک خاکہ ترتیب دیا جس میں مختلف صنعتی مقامات کے لئے برقی قوت کے پٹن تعمیر کرنے کی اسکیمیں مرتب کی گئی تھیں۔ اس خاکہ کی تمام سوئس کی آٹھویں کانگریس نے بھی منظوری دیدی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۲۵ء میں اسٹیٹ پلیننگ کمیشن نے ایک اور قدم آگے بڑھایا۔ اور آئندہ سال کے لئے ملک کی زرعی اور صنعتی پیداوار کا اندازہ مرتب کیا اور اس کے لحاظ سے اشیاء کی قیمتوں اور مزدوروں کی اجرت کے تعین کے لئے تخمینی اعداد مرتب کئے۔

۱۹۲۸ء میں جب حالات کسی قدر موافق ہو گئے تو یہ طے کیا گیا کہ اب ایک قدم پیچھے ہٹنے کا زمانہ ختم ہو چکا ہے اور دو قدم آگے بڑھنے کا زمانہ آگیا ہے۔ چنانچہ اس سال سے باقاعدہ معاشی خاکہ بندی کی بنیاد رکھی گئی اور ایک پنج سالہ نظام العمل مرتب کیا گیا۔ جس کا بنیادی مقصد یہ قرار دیا گیا کہ سویت روس کو

۱۴
ایک زرعی ملک سے صنعتی ملک میں تبدیل کر دیا جائے۔ تمام ذرائع پیداوار دولت اور تعلیم پیداوار کے نظام کو حکومت بالکلیہ اپنے ہاتھ میں لے لے۔ سرمایہ دار نہ نظام کی تمام باقی ماندہ صنعتوں کو ختم کر کے اشتراکی نظام معیشت پوری طور پر قائم کر دیا جائے۔ جس میں جملہ پیداوار عوام کے قبضہ میں ہو۔ وہی اس کو پیدا کریں اور وہ انھیں کی ضروریات کی تکمیل کرے۔ ذاتی نفع اندوزی کسی صورت میں بھی باقی نہ رہے۔ خاکہ بندی میں ہر کارخانہ، مزرعہ، دواخانہ غرض کہ ہر ادارہ ایک خاص خاکہ کے تحت کام کرتا ہے۔ خاکہ کو قانونی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور ہر ادارے کے فرض میں یہ داخل ہوتا ہے کہ اس کی تکمیل میں اپنے پورے وسائل صرف کر دے۔ ہر ادارے کے خاکہ میں اس کی صراحت ہوتی ہے کہ آئندہ ایک سال میں وہ کس نوعیت کا کس قدر سامان تیار کریگا۔ پیداوار کی لاگت اندازہ کیا ہوگی۔ کتنے مزدور دفتر میں کام کرنے والے اور کنیکٹل کام کرنے والے درکار ہوں گے۔ مزدور کے کام کا سیار کیا ہوگا۔ خام مال ایندھن اور دوسری ضروری اشیاء کی کتنی مقدار درکار ہوگی اور یہ چیزیں کس طرح اور کہاں سے فراہم کی جاسکتیگی۔ ہر ادارے کے خاکے میں اس کے کام کے لحاظ سے تفصیلات درج ہوتی ہیں۔

تمام زمینیں صنعتیں بنک اور ذرائع حمل و نقل وغیرہ حکومت

۱۵
 لی ملکیت میں آجانے کے بعد سے تمام صنعتی ادارے مرزے - تجارتی
 دارے، مدرے اور دوسرے تمام معاشی اور معاشرتی ادارے مختلف
 ہوامی وزارتوں () کے تحت آگئے ہیں۔ ان کے ذریعہ
 حکومت پوری معاشی اور معاشرتی زندگی کی تنظیم کرتی ہے۔ ان وزارتوں
 کے فرائض میں صرف خاگوں کی تیاری ہی نہیں ہے بلکہ ان کی تکمیل پر
 لڑائی رکھنا بھی ہے۔ خاکہ بندی کسی ایک ادارے کو متعلق نہیں ہوتی
 بلکہ اس کی تکمیل میں ملک کی پوری معاشی اور معاشرتی مشنری
 حصہ لیتی ہے۔

سویٹ روس میں سب سے بڑی اور مقتدر جماعت اعلیٰ
 روسی سویٹ یا روسی پارلیمنٹ *Soviet* ہے
 جو اس کے تحت مجلس وزراء ہوتی ہے۔ جو اس کی طرف سے تمام
 نظامی کام انجام دیتی ہے۔ مجلس وزراء کے تحت اسٹیٹ بینک
 مشن ہوتا ہے جو پورے ملک کے لئے خاکہ بناتا ہے۔ اس کمیشن میں
 مائنس دان، ماہر معاشیات، سیاسیات، زراعت، اور دوسرے
 حاشی اور معاشرتی شعبوں کے ماہر ہوتے ہیں۔ اسی قسم کے اسٹیٹ
 بینک کمیشن جمہوریتوں کی مجالس وزراء کے تحت قائم کئے جاتے
 ہیں۔ اس کے علاوہ پورے روس کے مختلف قومی علاقوں، صوبوں
 و ضلعوں کی سویٹ کی مجالس انتظامی کے تحت بھی اسی طرح کے
 مشن قائم کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے خاکہ سازی میں مزاجیت

پیدا ہونے نہیں باقی بلکہ زیادہ سے زیادہ باہمی تعاون حاصل ہوتا ہے اور کام میں صحت پیدا ہوتی ہے۔

خاکہ سازی کی بنیاد انفرادی اور قومی ضروریات پر رکھی جاتی ہے مثلاً پہلے اس کا مواد جمع کیا جاتا ہے کہ ملک کے تمام لوگوں کے لئے اطمینان بخش معیار زندگی برقرار رکھتے ہوئے۔ کتنی غذا کتنے کپڑے کتنے اسکول اور ہسپتال درکار ہوں گے اور اس کے لئے کونسی اور کتنی چیزیں کہاں کہاں سے مہیا ہو سکیں گی۔ یہ مواد مقامی پلیننگ کمیشن مزدور سبھائیں اور امداد باہمی کی انجمنیں جمع کر کے مرکزی کمیشن کے پاس بھیجتی ہیں۔ اس کے بعد یہ حساب لگایا جاتا ہے کہ کس علاقہ میں کن چیزوں کی پیداوار بڑھائی جاسکتی ہے کون کون سے نئے کارخانے قائم ہو سکتے ہیں۔ پرانے کارخانوں کی پیداوار میں کس طرح اور اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اور موجودہ وسائل کی بنیاد پر کتنے ہسپتال اور مدرسے وغیرہ قائم کئے جاسکتے ہیں اس کے بعد پیداوار اور تقسیم کا تفصیلی خاکہ ترتیب پاتا ہے۔

خاکہ سازی کا کام ہمیشہ پنجے سے شروع ہوتا ہے۔ ہر ادارے میں پہلے مختلف شعبہ جات کے صدر ملکر اپنی مدت تک ایک تفصیلی خاکہ بناتے ہیں جس میں ہر تین ماہ۔ ہر سال پورے پانچ سال کا تفصیلی پروگرام ہوتا ہے۔ اس میں اس کی صلاحیت ہوتی ہے کہ اس کارخانہ یا ادارے میں کون کون سی کتنی چیزیں تیار ہوتی ہیں۔ کتنی آئندہ

بنائی جاتی ہیں۔ پیداوار میں کس طرح اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ ان
 سب کیلئے گننا خام مال اور کتنے تربیت یافتہ کام کرنے والے درکار
 ہوں گے۔ اس ادارے کی معاشرتی ضروریات کیا ہیں اور ان کی
 تکمیل کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ یہ خاکہ تیار ہونی چکے
 بعد اس ادارے کے جلسہ میں پیش ہوتا ہے۔ جس میں ہر شخص بلا
 امتیاز شریک ہوتا ہے اور بحث و مباحثہ کے بعد اس میں مناسب
 ترمیم کر کے یہ خاکہ مقامی پلننگ کمیشن کے پاس بھیج دیا جاتا ہے
 جہاں سے وہ جمہوریت کے پلننگ کمیشن کے پاس جاتا ہے
 یہ پلننگ کمیشن تمام خاکوں کو ایک جگہ ترتیب دے کر اپنے
 تبصرہ کے ساتھ اپنی مجلس وزارت کی منظوری کے بعد مرکزی
 پلننگ کمیشن کو بھیج دیتا ہے مرکزی کمیشن کے پاس ایک طرف یہ تمام
 خاکے ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف خام مال کا مواد اور ملک
 کی پوری ضروریات کے اعداد ہوتے ہیں۔ ان کی بناء پر وہ پورے
 ملک کی زرعی اور صنعتی پیداوار کا تعین کرتا ہے اور سارا ملک کے لئے
 ایک خاکہ ترتیب دیتا ہے اور اس کی بناء پر تمام اداروں کے
 خاکوں میں مناسب ترمیم کر دی جاتی ہے۔ یہ مکمل خاکے مرکزی
 مجلس وزراء کی منظوری کے بعد متعلقہ اداروں کو واپس کر دیے جاتے
 ہیں اب ہر ادارے کا فرض ہو جاتا ہے کہ مقررہ مدت کے اندر
 اپنا مغوفہ کام مکمل کر دے۔ کام پر نگرانی ہر جمہوریت کی مجلس

رھتی ہے۔ اس خاکہ سازی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ ان خا
 کی تیاری میں زیادہ تر حصہ اُن ہی لوگوں کا ہوتا ہے جو دراصل ان
 میں کام کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے مفعولہ کام کی تمام مشکلات سے واقف
 ہوتے ہیں اور کام کے ہر جزیرہ ان کی نظر بہت گہری ہوتی ہے تھوڑے
 سے تجربہ میں انہیں یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کس قسم کے کام کے لئے
 کتنا صرفہ آتا ہے۔ کتنا وقت صرف ہوتا ہے۔ اور اس ادارے
 کا کونسا شخص کس کام کا زیادہ اہل ہے۔ اس کی وجہ سے ایسی
 چیزیں آنے نہیں پاتیں جو اس ادارے کے بس سے باہر ہوں
 اور اس تجربہ کا مفید اثر ہوتا ہے کہ آئندہ سالوں کی خاکہ سازی
 پچھلے سالوں کے مقابلہ میں بہت کامیاب ثابت ہوتی ہے۔ ان
 اداروں میں جب ہر شخص نہایت محنت اور دلچسپی سے کام کرتا
 ہے تو ان میں سے بہت سے لوگ غیر معمولی صلاحیتوں کا بھی اظہار
 کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی ہر طرح ہمت افزائی کی جاتی ہے اور ضرورت
 ہو تو ان کے لئے خاکہ تک میں تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ
 بعض صورتوں میں ان کے لئے علیحدہ تجربہ خانے بھی ہیا کر دیئے
 جاتے ہیں۔

غیر معمولی لوگوں اور ان کے کام کی بڑے بڑے انعامات اور
 اعزازات سے بھی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا یہ
 خیال ہے کہ خاکہ سازی میں انفرادیت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ

حقائق کے باطل برعکس ہے ہزاروں مشہور عالم سویٹ سائنسدان
فوجی جنرل اچھے شمار قومی ہیرو اس کے آپ جواب ہیں۔

ملک کی معاشی زندگی میں خاکہ سازی جسقدر اہمیت رکھتی ہے
اس کی تکمیل اس سے بھی زیادہ اہم ہے اور اس کا اظہار ان کڑوروں
ان فلوں سے ہوتا ہے جو اس میں عملی حصہ لیتے ہیں۔ حکومت خاص طور
سے اس پورے کام پر نگرانی کا انتظام کرتی ہے۔ نگرانی کا کام صرف
حکومت کے ادارے نہیں کرتے بلکہ اس میں کام کرنے والے بھی اس میں
حصہ لیتے ہیں۔ ان کی مزدور سمجھائیں۔ امداد باہمی کی انجمنیں بھی حصہ
لیتی ہیں اور حکومت کی جانب سے وقتاً فوقتاً ان اداروں کو امداد
اور ہدایات بھی ملتی ہیں۔

حکومت کی ہدایتوں کا اثر نہ صرف کسی خاص ادارے کی سرگرمیوں
پر پڑتا ہے بلکہ پورے ملک کی معاشی زندگی اس سے متاثر ہوتی
ہے چند سال کا عرصہ ہوا کہ حکومت نے یہ محسوس کیا کہ کونے
کی صنعت میں کام نظام انہل کے مطابق تکمیل نہیں پا رہا ہے
بلکہ کہیں کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے اور کام کی رفتاریں سستی پیدا ہو گئی ہے
چنانچہ حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے پورے ملک
کے بہترین کالہ کنوں کو ماسکوں میں جمع کیا۔ اور ان کی کانفرنس منعقد کی
اس میں کئی کالہ کنوں نے کام میں سست رفتار کی کے اسباب پر تقریریں
کیں جن سے اصل خرابی کے اسباب فوراً معلوم ہو گئے اور اسکی بناء پر

حکومت نے چند فوری تدابیر اختیار کیں مثلاً اجرت کے طریقوں میں تبدیلی کر دی گئی۔ اور انجینئروں اور مکینیشنوں کو ہدایت دی گئی۔ کہ وہ کانوں کے اندر کام کیا کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کوئلے کی پیداوار انتہائی سرعت سے بڑھنے لگی اور ایک ہی سال میں ۲۳ فیصدی کے قریب اضافہ ہو گیا۔ کسی خرابی کے دور کرنے کے لئے خود کام کر نیوالوں سے مشورہ کیا جاتا ہے اور ان ہی سے مدد لی جاتی ہے۔ جس سے خرابی کی اصلاح بہت جلد ہو جاتی ہے۔

خاکہ بندی کے بعد سوتھام ذرائع پیداوار دولت پر عوام کی مشترکہ ملکیت قائم ہو گئی اور اب اس پوری مشنری کے چلانے کی ذمہ داری ہر شخص پر آگئی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کام کر نیوالوں میں ذمہ داری کا احساس بڑھ گیا۔ اور پیداوار میں توقع سے بھی زیادہ اضافہ ہونے لگا۔ خاکہ بندی کی وجہ سے ملک سے معاشی نزاجیت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ہر شخص کی مادی اخلاقی و روحانی حالت مسلسل ترقی پذیر رہے اور خوشحالی روز بروز بڑھتی جاتی رہے۔



دوسرا باب

صنعتی نظام

(۲)

پہلا پنج سالہ نظام العمل سویت یونین میں پہلے پنج سالہ نظام العمل کے مطابق کام ۱۹۲۸ تا ۱۹۳۳ء کے آخر میں شروع ہوا اس کا مقصد یہ تھا کہ صنعتی پیداوار کو زائد سے زائد بڑھایا جائے اور سویت یونین کو ایک زرعی ملک سے صنعتی ملک بنا دیا جائے۔ اس کے لئے سب سے پہلے ایسی صنعتیں کی گئیں۔ جن سے دوسرا ملکی صنعتیں قائم ہو سکتی تھیں۔ اور ذرائع حمل و نقل میں ترقی

ہو سکتی تھی۔ تاکہ چھوٹے چھوٹے مزرعوں کی جگہ بڑے بڑے مشترکہ مزرعے قائم ہو سکیں جن میں زراعت سب مشینوں کے ذریعہ ہو اور ملک میں صنعتی اور معاشی حالات اس نوبت پر آجائیں کہ جس کی وجہ سے ملک کی دفاعی قوت اپنے عروج پر پہنچ جائے اور ہر قسم کے بیرونی حملہ کی مدافعت ممکن ہو سکے۔

سویٹ باشندوں نے اس خاکہ کی تکمیل میں غیر معمولی جوش و خروش کا اظہار کیا اور پہلا نظام المل پانچ سال کی بجائے چارہری سال میں مکمل ہو گیا۔ اس کی وجہ سے نہ صرف ملک کی مشینی قوت میں اضافہ ہو گیا بلکہ پوری معاشی اور معاشرتی زندگی میں انقلاب پیدا ہو گیا۔ اس دوران میں سویٹ روس نے پس ماندگی اور اور سرمایہ داری کے عہد کی تمام علامتیں مٹا دیں اور ایک زرعی ملک چار سال کے قلیل عرصہ میں ایک صنعتی ملک بن گیا انفرادی کاشتکاری کے طریقہ کی جگہ اشتراکی طریقہ کاشت نے لے لی۔ ٹکڑی کے بلوں کی جگہ بڑی بڑی مشینیں آگئیں۔ جہازات اور افلاس کی جگہ شائستگی اور خوشحالی آگئی۔ ملک کے ہر حصہ میں ہر قوم کی اپنی زبان میں ہزاروں مدرسے قائم ہو گئے۔ صنعتوں کی نئی نئی شاخیں قائم ہو گئیں جن میں مشینوں کے پرزے۔ موٹر گاڑیاں۔ ٹریکٹرز کیمیاوی اشیاء اور ہوائی جہاز بنانے کی صنعتوں اور زرعی مشینوں۔ برقی قوت پیدا کرنے کی مشینوں۔ اعلیٰ قسم

کے فولاد۔ لوہے کے مرکبات۔ مصنوعی ربڑ۔ مصنوعی کھاد اور مصنوعی
ریشے پیدا کرنے کی صنعتیں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

اس مختصر سے زمانہ میں ہزاروں بالکل جدید قسم کے نئے
کارخانے اور صنعتیں قائم کی گئیں ہیں۔ اسی زمانہ میں نیپرو پٹر اے
میگنٹو پٹر اے۔ کنزسکٹر اے۔ چلبا پٹر اے۔ آب رکی۔ یورالی
ماسٹر اے۔ جیسے صنعتی مرکزوں کی تعمیر ہوئی۔ بہت ساری پرانی
صنعتوں اور کارخانوں میں نئی مشینیں اور نئی ٹیکنک آگئی جنوبی
اور مشرقی روس کی آزاد جمہوریوں میں بے شمار نئی صنعتوں کا آغاز
ہوا۔ ۲ لاکھ مشترکہ مرکزے اور ۵ ہزار سرکاری مرکزے قائم کئے گئے۔
جن کے لئے جدید ترین آلات زرعی جیہا کئے گئے اور ٹریکٹرز اور
زرعی مشینوں کے کئی ہزار مرکز ان کی امداد کے لئے قائم کئے گئے۔

پرانے صنعتی شہروں کی آبادی انتہائی سرعت سے بڑھ گئی اور
مختلف ویران علاقوں میں نئے نئے خوشناما صنعتی شہر ابھر آئے
یورال میں فولاد کی صنعتوں کے کارخانے قائم کئے گئے اور یورال
اور قازقستان میں دھاتوں اور پٹرول کے نٹرل معدن دریافت
کر کے روس کی صنعتی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا گیا۔

پہلے پنجسالہ نظام العمل کی تکمیل پر کل ۱۶۰ ارب روبلز صرف ہوئے
تھے۔ اس کی وجہ سے کل آمدنی ۹۲۹ لاکھ کے ۲۹ کروڑ روبلز کے مقابلہ
میں ۵۰ کروڑ روبلز سالانہ ہو گئی۔ ۱۹۲۹ء میں صنعتیں کل پیداوار کا

۲۴
 ۵۴۵ فیصدی یقیں اور زراعت ۵۴۵ فیصد ۱۹۳۳ء میں صنعتی پیداوار کل پیداوار کا ۴۴ فیصد ہو گئی اور زرعی پیداوار ۹۵ فیصد اکثر لوگوں کو یہ حیرت ہوتی ہے کہ آخر اس قدر زبردست تبدیلی تین چار سال کے قلیل عرصہ میں کیسے واقع ہو گئی اور ایک ایسا ملک جو صنعتی اور زرعی نقطہ نظر سے اتنا پیچھے تھا اتنی قلیل مدت میں اتنا آگے کیسے بڑھ گیا۔ کیا ایک معجزہ نہیں ہے؟ یہ واقعی ایک معجزہ ہوتا اگر ایسا انقلاب کسی سرمایہ دار - ملک میں واقع ہوتا لیکن اگر ہم یہ پیش نظر رکھیں کہ یہ ترقی اشتراکی نظام معیشت کے تحت ہوئی ہے تو ہمیں کوئی حیرت نہیں معلوم ہوتی۔

دوسرا پنجالہ نظام العمل ۱۹۳۳ء
 میں شروع ہوا۔ یہ بھی چار سال سے کم میں مدت میں تکمیل پا گیا۔ اس کے ختم پر تمام صنعتوں کا ۹۹۸ فیصدی حصہ اور کل زراعت کا ۹۸۶ فیصدی حصہ اشتراکی نظام معیشت کے تحت آ گیا اور پورے ملک کے پیداواری نظام میں جدید ترین تکنک استعمال ہونے لگی۔ ۱۹۳۳ء میں ملک کی صنعتی پیداوار کا ۸۸ فیصدی حصہ ایسے کارخانوں میں تیار کیا گیا تھا جو پہلے اور دوسرے پنجالہ نظام العمل کے تحت قائم کئے گئے تھے۔ اس سال زراعت میں جتنے ٹریکٹرز اور فصلیں کاٹنے کی مشینیں استعمال میں یقیں وہ سب کی سب گزشتہ چار سال میں

تیار ہوئی تھیں۔ اس پروگرام کا سب سے اہم جز مشرقی حصوں میں زراعت کو ترقی دینا تھا یہ بھی چار سال میں مکمل ہو گیا۔

۱۹۳۲ء کے مقابلہ میں ۱۹۳۷ء میں صنعتی پیداوار میں ۱۲۰ فیصدی اضافہ ہوا۔ حالانکہ نظام العمل کے مطابق صرف ۱۱۴ فی صدی ہونا چاہیے تھا۔ استیغاث تحریک کی وجہ سے مزدوروں اور دوسرے تمام کرنے والوں کی کارکردگی میں بے حد اضافہ ہو گیا صنعتوں کے تمام شعبوں میں انتہائی ترقی یافتہ تکنک آگئی۔

قومی معاشی سرگرمیوں میں کام کرنے والوں کی تعداد میں ۱۷،۶ فیصدی اضافہ ہوا۔ اور اجرتوں میں ۱۱۳،۵ فیصدی اجرتوں کے فنڈ میں بجائے ۵۵ فیصدی متوقعہ اضافہ کے ۱۵۰ فیصدی اضافہ ہوا۔ تعلیمات صحت عامہ اور دوسری معاشرتی سرگرمیوں پر سالانہ خرچ بمقابلہ... ۱۹۳۲ء کے ۵۸۳۹ ملین روپے کے ۲۵۲۰۲ ملین روپے ہو گیا مشترکہ فرارعوں کے کسانوں کی عام معاشی اور معاشرتی خوشحالی میں صرف چار سال میں ۷۰ فی صدی اضافہ ہوا۔ اور اجرتوں میں ۳۵۰ فیصدی اضافہ۔ لوگوں کے عام استعمال کی چیزیں ۱۹۳۲ء کے مقابلہ میں تین گنا زیادہ تیار کی جانے لگیں۔ گوشت کی بنی ہوئی چیزوں اور مسکہ وغیرہ کی پیداوار میں دو سے تین گنا اضافہ ہوا۔ سرکاری اور امداد باہمی کے اداروں کی تجارت میں ۳ گنا اضافہ ہوا۔ ۴ سال میں ابتدائی اور ثانوی مدارس میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد ۲۱،۳ ملین سے

۲۶
۲۹۴ ملین ہو گئی۔ اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں طلباء کی تعداد ساڑھے پانچ لاکھ کے قریب پہنچ گئی۔ تعلیم عام ہو گئی۔ ابتدائی تعلیم لازمی قرار دیدی گئی کتب خانوں کی تعداد ۷۰ ہزار۔ کلبوں کی تعداد ۹۵ ہزار اخباروں کی تعداد ۸۵ ہزار ہو گئی اور ۳۶ ہزار مدرسوں کی نئی عمارتیں تعمیر ہوئیں۔

دوسرے نظام مہل کے ختم پر سویت روس معاشی نقطہ نظر سے بالکل خود کفنی ہو گیا اور اس قابل ہو گیا کہ فوجی اور غیر فوجی دونوں قسم کی تمام معاشی ضروریات کی تکمیل کر سکے۔

۱۹۱۳ء کے مقابلہ میں ۱۹۳۷ء میں روس کی صنعتوں میں ۸ گنا اضافہ ہوا اور مشینوں یا انجینئرنگ ور دھاتوں کی صنعتوں میں ۱۹۲۹ء کے مقابلہ میں ۳ گنا اضافہ ہوا۔ برقی صنعت میں ۱۹۱۳ء کے مقابلہ میں ۷۳ گنا اضافہ ہوا اور ۲۲۸۰۰ ملین کیلو واٹ برقی قوت پیدا کی جانے لگی صنعتوں میں اکثر کام جو ہاتھ سے کئے جاتے تھے وہ اب نئی قسم کی مشینوں سے کئے جانے لگے تھے۔ مشرقی علاقے جہاں صنعتوں کا کبھی وجود بھی نہیں تھا انتہائی ترقی یافتہ ممالک کے مقابلہ میں آگئے یورال میں جہاں ۱۹۱۳ء میں ۹ ہزار ٹن کچا لوہا تیار ہوتا تھا ۱۹۳۷ء میں ۱۲۶ لاکھ ٹن تیار ہونے لگا۔ اس سال زراعت میں بھی مشین کا پوری طور پر عمل دخل ہو گیا۔ ۴ لاکھ ۸۳ ہزار ٹریکٹرز ۱۱ لاکھ ۳۰ ہزار فلیس کاٹنے کی مشینیں ایک لاکھ ۲۰ ہزار فلیس گہانے کی مشینیں اور ایک لاکھ ۹۲ ہزار بار برداری کی موٹرین مختلف فرزعوں میں استعمال میں تھیں

درعی پیداوار نظام اعلیٰ کے مطابق ۲۰۰۰ ملین پونڈس (Pounds) ہوتی چاہئے تھی لیکن ۳۰۰۰ ملین پونڈس (Pounds) ہوئی۔ مشترکہ مزرعوں کی آمدنی ۱۹۳۳ء کے ۵۶۶۲ ملین روپے کے مقابلہ میں ۱۹۳۴ء میں ۱۸۰۰ ملین پونڈ ہو گئی۔ جس کی وجہ سے کاشتکاروں کی اجرتوں

میں ۱۰ فیصدی اضافہ ہو گیا۔
 تیسرا خاکہ ۱۹۳۹ء کے شروع میں منظور ہوا تھا اور توقع تھی کہ ۱۹۳۸ء و ۱۹۳۹ء یہ بائیں سال سے کم ہی مدت میں تکمیل پائے گا لیکن ۱۹۴۱ء میں جب فاشیتوں نے اس پر امن ملک پر حملہ کر دیا تو پوری معاشی دشمنی کو جنگ کے اغراض کے لئے مختص کر دینا پڑا۔ اس خاکہ میں یہ مقصد پیش نظر تھا کہ زندگی کے ہر شعبہ میں نہ صرف یورپ کے تمام ترقی یافتہ ممالک اور امریکہ کے مسادی پہنچ جائیں۔ بلکہ ہر چیز میں خاص طور پر فی کس آبادی کے لئے خام لوہے، فولاد، ایندھن، برقی قوت، دشمنی اور اسی طرح کے دوسرے ذرائع پیداوار اور استعمال کی چیزوں میں بہت لے جائیں۔

روسی باشندوں کے معاشی اور معاشرتی معیار کو اور زیادہ بلند کرنے کے لئے تیسرے خاکہ میں عام استعمال کی چیزوں کی پیداوار میں ۱/۲ سے گنا تک اضافہ رکھا گیا تھا۔ اور عام مزدوروں اور دوسرے

کام کر نیوالوں کی اجرت میں ۱۰ اور مشترکہ مرزعوں میں کام کرنے والوں کی اجرت اور تعداد میں اضافہ بھی پیش نظر تھا۔ شہری اور دیہی آبادی کی معاشرتی سرگرمیوں کے فنڈ میں کافی اضافہ رکھا گیا تھا۔ ہر سویت مزدور کی کارکردگی اور معیار زندگی میں اتنی ترقی کی توقع تھی کہ وہ ٹھیکروں اور ملکینشینز کے ہم پلہ ہو جاتے ملک کی دفاعی قوتوں کو مضبوط بنانے کے لئے جنگ سے متعلق صنعتوں کے واسطے بھی کافی گنجائش رکھی گئی تھی۔ خاص طور سے مشرقی علاقوں کی صنعتوں پر خاص طور سے زور دیا گیا تھا۔ اور ایک اسکیم بنائی گئی تھی جس کی بموجب ان علاقوں میں ہر قسم کے سامان اور ایندھن کے بہت بڑے بڑے ذخائر قائم کئے گئے تھے۔ ذیل میں میرے پنجالہ نظام العمل کا مختصر خاکہ دیا جاتا ہے جس سے معلوم ہو گا کہ اگر فاشست درندے ۱۹۴۱ء میں حملہ نہ کر دیتے تو صنعتی ترقی کس لوبہ پر پہنچ جاتی۔

صنعتیں	متوقع پیداوار ۱۹۴۲ء میں	فیصدی اضافہ ۱۹۴۲ء کے مقابلہ میں
کل صنعتیں	ایک لاکھ ۹۰ ہزار ملین روپے	۸۸
پیداوار دولت متعلق	ایک لاکھ ۱۲ ہزار ملین ..	۱۰۳
صنعتیں		
استعمالی اشیاء	۶۸ ہزار ملین روپے	۶۹
مشینری	۶۲ ہزار ملین ..	۱۲۵
موٹرین	۴ لاکھ (اکائیاں)	۱۰۰

۲۹	صنعتیں	متوقع پیداوار ۱۹۴۳ء میں	فیصدی اضافہ ۱۹۳۷ء کے مقابلے میں
۱۰۶	برقی قوت	۷۵ ہزار کلو واٹ	۱۰۶
۱۱۱	کوئلہ	۲۳۰ ملین منٹک ٹن	۱۱۱
۵۹	نولاد	۲۷۷۵	۵۹
۱۲۷	کیمیائی مرکبات	۱۳۴۰۰ ملین روپے	۱۲۷
۴۲	سوتی کپڑا	۴۹۰۰ ملین میٹر	۴۲
۶۷	ادنی کپڑا	۱۷۵	۶۷
۴۳	چمچے کے جوتے	۲۲۵ ملین جوڑے	۴۳
۱۰۶	ڈبوں کی کھانے کی چیزیں	۱۸۰۰ ملین ڈبے	۱۰۶

•••

تیسرے خاکہ کے پہلے تین سال میں سویٹ روس کی صنعتی پیداوار میں ۴۴ فیصدی اضافہ ہو گیا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں صنعتی پیداوار ۹۵۵ ملین روپے تھی اور ۱۹۴۱ء میں ۱۳۷۵۰۰ ملین روپے ہو گئی۔ باوجودیکہ تیسرے خاکہ کے زمانے میں زیادہ تر توجہ دفاعی تیاریوں پر صرف کی گئی تھی اور ہوائی جہاز، ٹنک، مشین گن، اور ڈرائی کے دوسرے سامان کی تیاری کو ہر چیز پر فوقیت دی گئی تھی لیکن ساتھ ہی روزمرہ کے استعمال اور ضروریات زندگی کی چیزوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا تھا۔

چنانچہ ذرائع پیداوار میں ۱۹۲۰ء کے مقابلہ میں ۵۲ فیصدی اضافہ کے ساتھ استعمالی چیزوں کی پیداوار میں ۳۳ فیصدی اضافہ کیا گیا۔ اور مشینوں کی صنعت کی ترقی کو سب سے نمایاں جگہ دی گئی۔ ان تین سالوں میں ۲۹.۰۰ ملین کارخانے۔ کانیں، برقی قوت کے اسٹیشن قائم کئے گئے۔ حالانکہ پہلے خاکہ کے پورے پانچ سالوں میں ۱۵ سوئے کا پچاس فیصد ہوئے تھے۔

تیسرے خاکہ کے پہلے تین سالوں میں ان نئے نئے کارخانوں اور کانوں کی وجہ سے کوئلہ کی سالانہ مقدار میں ۵۱ ملین ٹن اضافہ ہو گیا۔ برقی قوت میں ۲۴ لاکھ کیلو واٹ کا اور لوہے کی صنعت میں ۲۹ لاکھ ٹن کا اضافہ ہو گیا۔ اور کپڑے کی ملوں میں دس لاکھ ہینڈلس SPINDLES کا اضافہ ہو گیا۔

صنعتی پیداوار کی غیر معمولی ترقی نے محنت کشوں کے معیار زندگی کو بہت کافی بلند کر دیا۔ اور ان کے استعمال کی چیزوں میں بھی لازماً بہت تیزی سے اضافہ کرنا پڑا۔ ان تین سالوں میں قومی آمدنی میں بہت کافی اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء میں قومی آمدنی ۹۶ ہزار ملین روپے تھی اور ۱۹۳۹ء میں ایک لاکھ ۲۵ ہزار سو ہو گئی کام کرنے والوں کی اجرت ۱۹۳۰ء کے مقابلہ میں ۱۹۳۹ء میں ۵۰ فیصدی زیادہ ہو گئی۔ اور ۱۹۳۹ء اور ۱۹۳۰ء میں باوجود سرحد پر فوجی کارروائیوں کے ملک کی صنعتی معاشی اور معاشرتی ترقی میں

وہی رنقا رہ رہ رہ رہی۔

سویٹ یونین پر حملہ کے بعد جرمن فاشٹ
زمانہ جنگ کی صنعتیں اور بہت سارے ناواقف لوگ یہ سمجھتے
تھے کہ روسی صنعتی اور زرعی قوت پر کاری ضرب لگانے کے لئے جنوبی
روس اور یوکرین کے علاقوں پر قبضہ کر لینا کافی ہوگا۔ اور ایک مرتبہ
ان علاقوں پر قبضہ ہو جائے تو روسی صنعتی قوت پھر باطل اس قابل نہیں
رہتی کہ کسی قسم کی بھی مزاحمت کر سکے۔ لیکن باوجودیکہ پورے ڈان
ڈونیز اور نیپرس کے علاقوں کے صنعتی مرکزوں اور شمال میں ماسکو کے
مشرقی حصوں کے صنعتی شہروں پر فاشستوں کا کامل قبضہ ہو گیا تھا
اور گزشتہ دو سال میں انھوں نے ان علاقوں میں کافی تباہی مچا دی
تھی لیکن ہم آج دیکھتے ہیں کہ روسی فوجیں پہلے کے مقابلہ میں گنتی قوت
اور دگنے سامان سے ایس ہو کر نازیوں کو قدم پر سخت شکستیں دیر رہی ہیں
ان کے حمل نقل کے ذرائع میں حیرت خیز ترقی ہو گئی ہے۔ ٹینک
مشین گن اور ہوائی جہاز سب پہلے سے زیادہ اور نئے قسم کے
استعمال ہو رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج روسی ہر لحاظ سے دلاں قبل کی
فوجوں سے زیادہ طاقتور اور سامان حرب سے زیادہ لیس ہیں۔

روسی صنعتوں کی روز افزوں ترقی ساری دنیا کو حیرت میں ڈالے
ہوئے ہے۔ لیکن جن لوگوں نے سویٹ روس کو زیادہ قریب سے سمجھنے
کی کوشش کی ہے وہ ہمیشہ سے یہ جانتے تھے کہ اس کی قوت کتنی بڑی

اور کتنی پھیلی ہوئی ہے۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد ہی سے انھیں یہ معلوم تھا کہ جلد یا بدیر ایک عالمگیر جنگ کا سامنا کرنا ہے۔ لہٰذا ان اسٹالین اُن کے ساتھیوں کے پیش نظر وسطی ایشیاء اور یوراں کی صنعتی ترقی ہمیشہ رہی تاکہ وقت پڑنے پر ان سے پورا پورا کام لیا جاسکے۔ چنانچہ پچھلے پنجاہ نظام لہلہ سے ہی ان پر خاص توجہ کی جا رہی ہے۔ آرکٹک۔ میگنٹو گار سک۔ نورسی بر سک۔ تومسک۔ اور سورڈو بو وغیرہ میں لوہے۔ فولاد۔ اور کیمیائی اشیاء کے اتنے بڑے بڑے کارخانے قائم کئے گئے ہیں جو کسی طرح بھی خاک و کف۔ ٹیگز اگ اور اسٹیلینو وغیرہ سے کم نہیں ہیں۔ ان علاقوں میں جہاں ایک زمانہ میں آبادی بہت خال خال نظر آتی تھی۔ زراعت بہت ہی کم ہوتی تھی اب بڑے بڑے صنعتی شہر نمودار ہو گئے ہیں۔ پن بجلی کے کئی اسٹیشن تعمیر ہو گئے ہیں کان کنی انتہائی معراج پر پہنچ گئی ہے۔ اور زمانہ جنگ کی ضروریات کی تمام دھاتیں مثلاً لوہا۔ تانبا۔ جست۔ المونیم۔ اور کوئلہ وغیرہ سب یہیں پر نکالے جاتے ہیں۔

سویٹ مدافعت اور صنعتی ترقی کا صرف یہی راز نہیں ہے۔ کہ سویٹ حکومت نے ان علاقوں کی صنعتوں کو وسیع کیا ہے بلکہ امین نادار المثال سویٹ تنظیم اور سویٹ باشندوں کی غیر معمولی سرفروشی اور اپنے نظام اور ملک سے محبت کو بھی خاص دخل حاصل ہے۔ جنگ کے ابتدائی زمانہ میں جوہنی۔ وسطی اور جنوبی علاقوں کی صنعتوں کو خطرہ لاحق

ہو گیا تو فوراً یہ صنعتیں دو لگا کے اس پار مشرقی رودس میں منتقل کر دی گئیں۔ جرمن فاشست اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اتنے بڑے کارخانے اور ان میں کام کرنے والے مزدور اور انجینئر منتقل بھی کئے جاسکتے ہیں۔ جیسے جیسے جرمن آگے بڑھتے جاتے تھے بڑے بڑے صنعتی شہروں کو مشینوں اور کام کرنے والوں سے خالی پاتے تھے۔ اور یہ کارخانے جب ان علاقوں میں لائے گئے تو ان میں اس قدر جلد کام شروع ہو گیا کہ بظاہر انسانی قوت سے بعید نظر آتا ہے۔ ایک کارخانہ جب یوراں میں منتقل کیا گیا تو اس کے لئے ۱۶ بڑی عمارتوں کی ضرورت پیش آئی یہ عمارتیں نہ صرف بیس روز میں کھسٹری کر دی گئیں بلکہ کارخانے کا کام بھی شروع ہو گیا۔ مرد اور عورتیں گویا خود مشین بن گئے تھے۔ ان علاقوں میں نہ صرف کارخانے ہی منتقل ہو کر آ رہے تھے بلکہ نئی نئی فیکٹریاں بھی ابھر رہی تھیں۔ اور ان میں بھی وہی تیز رفتاری تھی۔ ایک بہت بڑا فلز کاری (دھاتیں صاف کرنے) کا کارخانہ ۳۱ ماہ میں تیار ہو گیا۔ وسطی ایشیا میں ٹریکٹرز کا ایک کارخانہ صرف سات ماہ میں مکمل ہو کر ٹریکٹرز تیار کرنے لگا۔ اسی علاقے میں موٹر بنانے کا ایک بہت بڑا کارخانہ مہینہ میں تعمیر ہو کر اس قابل ہو گیا کہ روزانہ ہزاروں کی تعداد میں موٹر بنی تیار کرے۔ یوراں میں چلیا ہنسک کے مقام پر دھاتیں صاف کرنے کا ایک کارخانہ صرف نو ماہ میں تیار ہو گیا یہ اتنا بڑا کارخانہ ہے کہ اس کا شمار دنیا کے سب سے بڑے کارخانوں

۳۴
میں ہوتا ہے میگنٹو گار سک کا فولاد کا کارخانہ جو سارے یورپ میں
سب سے بڑا ہے جنگ شروع ہونے کے بعد تعمیر ہونا شروع ہوا
اور ایک سال ہوتا ہے کہ مکمل ہو چکا ہے۔ اور لاکھوں ٹن فولاد
تیار کر رہا ہے۔ دور دراز مشرقی علاقوں مثلاً ازبکستان۔

قازقستان۔ خرمیسا وغیرہ میں بڑی صنعتوں۔ چھوٹی صنعتوں اور
غذا سے متعلق صنعتوں میں نہ صرف کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ بلکہ
بے شمار نئے کارخانے صرف چند ماہ کے عرصہ میں قائم ہو گئے ہیں
کئی جگہ دھاتوں اور میٹلر کی نئی نئی کانے کھودی گئی ہیں اور ان کے
صاف کرنے کے کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔

سویٹ مزدوروں۔ انجینروں اور دوسرے کام کرنا والوں
کی کارکردگی میں استقرا اضافہ ہو گیا ہے کہ جو کام مہینوں میں
جا کر کمیل پاتا تھا اب ہفتوں میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ
ہے کہ لاکھوں سویٹ باشندوں نے مشین چلانے اور اوزار استعمال
کرنے میں اعلیٰ درجہ کی مہارت حاصل کر لی ہے۔ بلکنکس غیر
محمولی ترقی ہو گئی ہے۔ ایسے کام کرنے والوں کی تعداد اب
ہزاروں سے گزر کر لاکھوں تک پہنچ گئی ہے جنہوں نے اپنی کارکردگی
میں ایک ہزار فی صدی اضافہ کر لیا ہے۔ اور یہ تحریک بہت تیزی
سے مقبول ہو رہی ہے۔ اب ہر شخص اس کی کوشش میں ہے کہ
دوسرے سے سبقت لے جائے۔ نہ صرف سبقت کا یہ جذبہ مزدوروں

میں ترقی پا رہا ہے بلکہ ایک کارخانہ دوسرے کارخانے سے آگے بڑھ جانے کی دھن میں ہے۔ سویٹ باسندوں کے اس بڑھتے ہوئے جوش و خروش اور فائنیشنوں کے خلاف اہتمام کرنے کا سامان زیادہ سے زیادہ پیدا کرنے کے جذبہ کو قابو نہیں رکھنے کے لئے لگائیں وہ اپنی بساط سے زیادہ کام کی کوشش میں..... اپنی صحت بے بگاڑ لیں۔ حکومت کو خاص طور سے قانون بنانے پڑے ہیں۔ جن کی رو سے کام کی ایک حد مقرر کر دی گئی ہے۔ ان جو شیلے کام کرنے والوں کے لئے بہتر غذا کا انتظام کیا گیا ہے اور ماہرین کی نگرانی میں ان کی تفریح۔ آرام اور صحت بخش ماحول کا خاص انتظام کیا گیا ہے۔ مزدور سبائیں بھی خاص طور سے ان کی راحتوں اور صحت جسمانی کا خیال رکھتی ہیں۔ ہر وقت ہر قسم کی سہولت بہم پہنچاتی ہیں۔ حادثات وغیرہ کو کم کرنے اور صحت کو برقرار رکھنے کے لئے مشینوں میں خاص قسم کی جدید کاری جاتی ہیں چونکہ مزدور اور کسان آجکل اپنا زیادہ تر وقت جنگی پیداوار بڑھانے میں صرف کرتے ہیں اس لئے ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت کھیل کود اور تمام معاشرتی سرگرمیوں کا انتظام اور ذمہ داری مزدور سبھاؤں اور دوسرے اداروں نے اور زیادہ اپنے ہاتھ میں لے لی ہے تاکہ یہ قومی سپاہی ہر چیز سے بے فکر ہو کر دشمن سے اپنے ملک کو پاک کرتے کی جدوجہد میں پوری تندی سے مصروف رہ سکیں۔

تیسرا باب

طبعی سائنس کی ترقی

جب ہم روس کی اس قدر غیر معمولی سائنٹیفک اور صنعتی ترقی پر نظر ڈالتے ہیں تو فوراً یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگوں اور مشین دانوں نے وہ کیا طریقے اختیار کئے تھے اور اپنی تنظیم کو کس نہج پر ڈھالا تھا کہ اتنی کم مدت میں پورے معاشی نظام میں نہ صرف انقلاب پیدا کر دیا بلکہ سارے یورپ میں اپنے ملک کو سب سے بڑا صنعتی ملک بنا دیا۔ اور ساری دنیا کے انسانوں کے دل میں عزت اور محبت کے جذبات موجزن کر دیئے۔ دنیا کے اس سرعت سے تبدیل ہونیوالے سماجی سیاسی اور معاشی نظام کی تشکیل میں سویت روس جو غیر معمولی جھلے

۳۷ رہا ہے اور جو آئندہ لے گا اس کو ہم اس وقت تک نہیں سمجھ سکتے ہیں جب تک کہ ہم روس میں سائنس کی تنظیم کے نظام کو اچھی طرح نہ سمجھ لیں۔ یہی تنظیم اصل میں اس ملک کی غیر معمولی ترقی کا راز ہے۔

یہ خیال کرنا تو درست نہ ہو گا کہ زار روس کے زمانے میں سائنٹفک سرگرمیاں روس میں بالکل مفقود تھیں۔ لیکن اس زمانہ میں سائنس کو قومی معاشی زندگی کی ترقی میں کبھی بھی استعمال نہیں کیا گیا تھا سائنس داں بہت ہی منتخب آدمی سمجھے جاتے تھے۔ جنھیں بڑی بڑی تنخواہیں ملتی تھیں۔ ہر قسم کا آرام میسر تھا۔ اور جو صرف سائنٹفک تحقیقات انجام دیتے تھے بظاہر ہے کہ یہ اعزاز صرف چند ہی لوگوں کو ملتا تھا خاص طور پر ان لوگوں کو جو اعلیٰ خاندان سے ہوتے تھے اور زار کی حکومت سے ان کی وفاداری اور وابستگی ملے ہوئی تھی۔

زار روس کی اس پالیسی کے برخلاف سویٹ روس نے سائنس کو اپنے نظام زندگی میں بنیادی اہمیت دی اور اس کی ترقی کو اپنی تمام سرگرمیوں کا زینہ بنایا۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں خانہ جنگی اور بیرونی حملہ آوروں کی ریشہ دوانی ابھی جاری ہی تھی کہ حکومت نے سائنٹفک تحقیقاتی کام کی ابتدا کر دی اور لینن گراڈ کے پروفیسر جوزف (Joffe) کی مدد سے لینن گراڈ میں ۱۹۱۷ء میں ایک طبعی ٹیکنیکل ادارہ قائم کر دیا گیا۔ جہاں طبعی سائنس اور اس کی خاکہ بندی سے متعلق کام شروع کر دیا گیا۔ اس ادارے میں

جہاں آٹھ آدمیوں سے کام شروع کیا گیا تھا ۱۹۲۹ء میں تقریباً ۲ ہزار سائنس دان اعلیٰ قسم کے سائنٹفک کام انجام دینے لگے۔ اس ادارے میں جب غیر معمولی ترقی ہو گئی اور ماہرین کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا تو فارکوف - سوڈومسک - نیپریٹروسک ٹھونس - تانسک - سمرفداورتاشقند میں نئے نئے اداروں کا اضافہ کیا گیا۔

اور ان میں مقامی حالات اور ضروریات کے پیش نظر تحقیقاتی کام شروع کیا گیا۔ مثلاً فارکوف میں بلند تناؤ کی برق (H.C. TESLA) اور (ELECTRIC) میکینکل طریقوں سے پست تپش پر جدا کرنے اور اطراف کی صنعتوں سے متعلق کام شروع کیا گیا۔ نیپریٹروسک میں فلز کاری (Metallurgy) پر کام کیا جاتا ہے۔ اسکو میں حرارت اور برقی انجینئرنگ پر لینن گراڈ کے آٹیکل انسٹیٹیوٹ میں مختلف قسم کے مشینوں پر کام انجام پاتا ہے۔ طبیعیات کے علاوہ بے شمار حمل بنائات حیوانیات اور دوسری شاخوں مثلاً معاشیات - فلسفہ نفسیات - وغیرہ کے متعلق قائم ہیں۔ جن میں سے اکثر جنگ چھڑنے کے بعد سے مشرتی حصوں میں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔

روس میں زندگی کے دوسرے تمام شعبوں کی طرح سائنٹفک تحقیقاتی کام بھی ایک معین نظام عمل کے تحت انجام پاتا ہے ملک کی تمام ضروریات کا نظام العمل انسٹیٹ پلیننگ کمیشن سپریم سویت کی زیر نگرانی تیار کرتا ہے۔ اور سائنٹفک اداروں کا نظام

اکادمی آف سائنس اسٹیٹ پلیننگ کمیشن کی نگرانی میں بناتی ہے۔
 اسٹیٹ پلیننگ کمیشن جب اس کا تعین کر لیتا ہے کہ مختلف ضرورتوں
 کو پورا کرنے کے لئے کن کن صنعتوں کے کتنے کارخانے۔ کہاں کہاں قائم
 ہوں گے تو پھر اکادمی آف سائنس اسکا تعین کرتی ہے کہ ہر ایک کو
 کس قسم کی سائٹنگ امداد درکار ہوگی۔ مثلاً برقی صنعت کو لے لیں
 تو یہ محسوب کرنا ہوگا کہ اس کی امداد کے لئے کتنے تجربہ خانوں کی ضرورت
 ہوگی جن میں برقی انجینئرنگ سے متعلق پیچیدہ مسائل کو حل لیا جائیگا
 اس کے علاوہ کتنے ایسے تجربہ خانے قائم کئے جائیں گے جہاں خاص
 برقی طبیعیات پر کام ہوگا اور جس کی مدد سے عملی اور نظری برقی سائنس
 کو ترقی دیا جاسکے گی۔ تاکہ اس کے نتائج سے آئندہ فائدہ اٹھایا جاسکے۔
 یہ کام لازماً برقی انجینئروں کی تعلیم و تربیت اور کام سے مختلف ہوگا۔
 اسی طرح دوسری صنعتوں کی صورت میں بھی ایک پورا انتظام قائم کرنا ہوگا
 چونکہ یہ پورا انتظام ایک مرکزی ادارہ چلاتا ہے اور تحقیقات اور صنعتوں
 دونوں کا خاکہ وہی بناتا ہے اس لئے یہ نظام انتہائی ملل ہوتا ہے
 تمام ادارے نہایت مناسب جگہوں پر قائم ہوتے ہیں۔ چونکہ کسی
 کے پیش نظر انفرادی نفع اندوزی نہیں ہوتی اس لئے ان اداروں
 سے ایک دوسرے کو مدد ملتی ہے۔ نظام العمل کی تیاری مرکزی ادارہ
 خود نہیں کرتا بلکہ ہر شعبہ اور ہر ادارے کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔
 سائٹنگ تحقیقاتی کام کے متعلق اسٹیٹ پلیننگ کمیشن سرکاری

خاکہ بناتا ہے۔۔۔ تفصیلی خاکہ اکادمی آف سائنس بناتی ہے اس میں تقریباً ۶۰-۹۰ اکین ہوتے ہیں جن میں ماہرین طبیعیات، کیمیا، انجینیری، جمادات، حیاتیات، تاریخ، معاشیات، لسانیات، فلسفہ اور علوم مشرقی ٹریک رہتے ہیں۔ اسکی عمارت میں تقریباً ۲۰ تحقیقاتی ادارے قائم ہیں اور تمام شعبوں سے متعلق کئی عجائب خانے بھی ہیں ان سب اداروں میں کئی ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔

اکادمی آف سائنس کے تمام ملک کے لئے خاکہ بنانے سے قبل ہر ادارے میں اس کے مختلف شعبوں کے صدر ملکر تفصیلی خاکہ بناتے ہیں۔ یہ خاکہ اس ادارے کے جلسہ عام میں پیش ہوتا ہے جس میں ہر شخص بلا امتیاز حصہ لیتا ہے۔ بحث و مباحثہ کے بعد ترمیم کی جاتی ہے اور یہ خاکہ اکادمی آف سائنس کے پاس بھیج دیا جاتا ہے۔ جہاں پورے ملک کے لئے ایک تفصیلی خاکہ تیار ہوتا ہے۔ اور یہ خاکہ ایسٹ پلٹنگ کمیشن کی منظوری کے بعد مختلف اداروں میں واپس چلا جاتا ہے۔ اسی کے مطابق ہر جگہ کام انجام پاتا ہے۔

گزشتہ چند سال کی اس قدر قلیل مدت میں سائنس دانوں کا پیدا کرنا اور اس قدر بلند معیار کا تحقیقاتی کام انجام دینا اسی خاکہ بندی ہی میں ممکن تھا۔ پروفیسر جوف اور ان کے ساتھیوں نے طبعی صنعتی انٹیوٹ میں جو غیر معمولی تحقیقاتی کام انجام دیا اس پر پورا ملک بجا طور پر فخر کر سکتا ہے۔ انھوں نے زیادہ تر توجہ

معلوم کیا ہے کہ کوئی شعائیں (Cosmic Rays) دراصل ذرات پر مشتمل ہوتی ہیں اور یہ ذرات نہایت تیز رفتاری کے ساتھ فضاء میں حرکت کر رہے ہیں۔ اور ان میں توانائی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ کسی جوہری عمل کے دوران میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان کا منبع لازماً کوئی ہی ہونا چاہئے۔ حالیہ کوئی شعاعوں سے متعلق تحقیقات کی بنیاد اسی ابتدائی تحقیقات پر رکھی گئی ہے۔

پروفیسر کینیڈا (Dr. Kenneth Martin) کیمرج کے معمل میں بہت زمانہ تک کام کرتے رہے ہیں اور انھوں نے وہاں آٹا بڑا برقی میدان پیدا کیا تھا کہ اس کے تہائی سے بڑا اب تک پیدا نہیں کیا جاسکا تھا۔ اس کے علاوہ انھوں نے مطلق گیسوں کو مائع بنانے کا باکل بنایا اور عجیب و غریب طریقے ایجاد کیا ہے۔ کیمرج کے بعد انھوں نے ماسکو میں اسی تحقیقاتی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے حال میں حیرت انگیز نتائج حاصل کئے ہیں جن کا شمار موجودہ دور کی طبعیات کے سب سے بڑے کارناموں میں ہو سکتا ہے۔ انھوں نے حال ہی میں نہ صرف مطلق گیسوں کو منفی دو درجہ مطلق تک ٹھنڈا کیا ہے بلکہ مائع ہیلیم کے دو درجہ مطلق پر بہاؤ کا مشاہدہ بھی کیا ہے اور یہ معلوم کیا ہے کہ اس مائع میں اس درجہ تپش پر لزوجت (viscosity) بالکل باقی نہیں رہتی۔ انھوں نے حال ہی میں گیسوں کو صنعتی پیمانہ پر مائع بنانے کا نہایت حیرت انگیز و آسان طریقہ معلوم کیا ہے اور اس سلسلے میں

حال ہی میں انھیں ایک لاکھ روپوں کا اسٹالین انعام بھی ملا ہے۔
 شبنیکا نامی ایک سائنسدان نے جو پہلے خارکوف فزیکو ٹیکنیکل
 انسٹیٹیوٹ میں کام کرتے تھے ایک بالکل جدید اصول پر پست پیٹنٹوں
 کا عمل بنایا ہے۔ اور پست پیٹنٹوں پر مقناطیسی خواص ()

اور سوپر کنڈکٹیوٹی () پر بہت دلچسپ

تجربات انجام دیئے ہیں۔ یہ دنیا میں پہلا شخص ہے جس نے جوہر کے
 مرکز کی مقناطیسی حرکت سے پیدا ہونے والی پر مقناطیست ()

(Peculiarities) کو ناپنے کی کوشش کی ہے اور اس
 میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اور اس عجیب و غریب اور انتہائی
 مشکل تجربہ کا نتیجہ یہ نکلا کہ جوہر کے دوسرے اجزاء پروٹون اور نیوٹرون
 ٹران کی مقناطیسی حرکت کی آزادانہ پیمائش ممکن ہو سکی۔ مقناطیس
 کے ایک اور ماہر کائی کوٹن () نے جو سو روپوں کے

طبیعیاتی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں کام کرتے ہیں حال ہی میں موصول
 کی مقناطیس کے متعلق نئے انکشافات کئے ہیں۔ ماسکو یونیورسٹی
 کے مسٹر آکولاف (A-Kulov) پہلے شخص ہیں جنہوں نے قلموں
 کی ساخت اور مقناطیست کے درمیان رشتہ معلوم کیا اور اسکی
 وجہ سے لوہے کے مقناطیسی خواص کے اصل اسباب کا پتہ لگایا ہے
 مرکزوں کی طبیعیات یا جوہروں کی ساخت کے متعلق بھی سویت
 سائنسدانوں نے غیر معمولی تحقیقاتی کام انجام دیتے ہیں۔ ان میں سے

لبنیکی نیوٹران پر خاک کوف میں کام کرتے تھے۔ ان کے علاوہ علی خامنہ اور ”علی فائین“ دونوں بھائیوں نے نین گراڈ میں ریڈیم اور اس قسم کی دھاتوں سے خارج رونیوالی بہ شعاعوں (Radium) کے متعلق نئے نئے اور دلچسپ انکشافات کئے ہیں۔

سویت سائنسدانوں نے طبعی کیمیا میں بھی نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس شعبہ میں ایم ایم سیمناف کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ زنجیری تخلیق (Sensitization) کا نظریہ بہت کچھ ان ہی کا ہے۔ جب عام دھماکے یا موٹر کے اجن میں گیس کے دھماکے کا عمل شروع ہوتا ہے تو وہ عام طور پر دھماکا شیا کے ایک یا زائد نقاط سے شروع ہوتا ہے۔ اور یہ عمل سلسلہ بہ سلسلہ ایک بڑھتے اور پھیلتے ہوئے پودے کی مانند پھیلتا ہے اور تھوڑی دیر کے بعد اسکی رفتار انتہائی تیز ہو جاتی ہے۔ اس پھیلاؤ میں جب کوئی چیز خائل ہو جاتی ہے تو دھماکہ کی رفتار انتہائی سست پڑ جاتی ہے۔ مثلاً اگر لیڈ ٹیڑا متھیل پٹرول میں ملا دین تو یہ موٹر کے سلنڈر میں پٹرول اور ہوا کے آمیزے کے قبل از وقت دھماکہ کو روکتا ہے سیمناف نے یہ بتلایا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیشے کے ذرات چونکہ آزادانہ حرکت کرتے رہتے ہیں اس لئے وہ پھیلاؤ کی زنجیروں کو توڑ دیتے ہیں۔ اس تحقیقات سے ہوائی جہازوں اور موٹروں کے انجنوں کو بڑی مدد ملتی ہے۔

روس کے دوسرے تحقیقاتی اداروں میں ریڈیائی ہتھیار
 کے اداروں کو خاص اہمیت حاصل ہے ان اداروں میں منیڈسٹین
 اور پاپا لکسی نے بہت سے نمایاں کام انجام دیئے ہیں جس کے
 سلسلہ میں دونوں کو دو لاکھ روبلز کے اسٹائن انعامات بھی ملے ہیں
 ان کی غیر ہتھیار پر تحقیقات نے ہوائی جہاز اور ریڈیو کی ٹیکنک
 میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ منیڈسٹین اور ان کے شاگردوں
 نے ریڈیو کی نظری سائنس میں روس کا رتبہ بہت بلند کر دیا ہے
 اور ریڈیو اور اس کی ٹیکنک نے جس قدر روس میں ترقی کی ہے
 اتنی ترقی کسی ملک میں نہیں ہو سکی ہے۔ منیڈسٹین نے وہ مشہور
 و معروف اثر بھی دریافت کیا تھا جو ہمارے مشہور سائنس دان
 سر سی وی رامن نے دریافت کیا ہے اور جس پر انھیں نوبل
 انعام بھی ملا ہے۔ دونوں کے انکشافات تقریباً ایک ہی زمانہ
 میں ہوئے تھے۔ صرف اعلان میں چند دنوں کا بل ہو گیا تھا۔
 اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ سائنس کی خاکہ بندی میں خالص سائنس کو
 پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ لیکن تجربات اس کے بالکل خلاف
 ہیں۔ بڑی دلچسپ چیز تو یہ ہے کہ خالص ترین سائنس یعنی ریاضی
 نے روس میں بڑی ترقی کی ہے۔ خصوصاً اعداد کے نظریہ میں جو
 ریاضی کا بھی ایک خالص جز ہے وینوگرٹوف نے کافی کام
 کیا ہے۔ انھوں نے بتلایا ہے کہ ہر عدد جو مثبت وہ اعداد اولی کا مجموعہ

ہوتا ہے نیز انہوں نے سال ہی میں ثابت کیا ہے کہ طاق اعداد جو
چند خاص اعداد سے بڑے ہوں انہیں تین اعداد اولی کے مجموعہ
کی شکل میں بیان کیا جاسکتا ہے

نظری طبعیات میں لائنڈر۔ فینکل۔ اور ناک کوہن الاٹو
شہرت حاصل ہے انہوں نے جدید قدری میکانیات اور سائنس
کی مختلف شاخوں میں اس کے اطلاق پر بہت اہم کام انجام دیا
ہے۔ لائنڈر نے جبکہ وہ ابھی صرف بیس سال کی عمر کے تھے دینا
میں سب سے پہلے آزاد برقیوں کے ڈایا میگنٹرم کو محسوب کیا تھا
مشہور عالم برطانوی سائنس دان ڈیوڈ شوین برگ نے ایک جگہ
لکھا ہے کہ لائنڈر جب قدر صحت کے ساتھ ریاضی اور طبعیات کے
رشتے کو سمجھتے ہیں اس قدر صحیح نقطہ نظر میں نے کسی سائنس دان
کا نہیں پایا۔ ناک کا زیادہ تر کام کوانٹم نظریہ سے متعلق ہے۔
محسوب کرنے کے تقریبی طریقوں میں انہوں نے بڑا قابل قدر
اضافہ کیا ہے۔ فینکل انہوں نے نظریہ میں زیادہ دلچسپی
لیتے ہیں اور ان کی کتابیں انگریزی اور دوسری یورپین زبانوں
میں ترجمہ ہو کر کافی مقبول ہو چکی ہیں۔

سویٹ سائنٹفک ادارے عام طور پر بہت بڑے بڑے ہیں
نئے ہیں اور ہر قسم کا سامان ان میں وافر مقدار میں موجود رہتا
ہے۔ سائنسدانوں کی اوسط عمر عام طور پر بہت کم ہوتی ہے۔ ہر

طرف نہایت جوش و خروش اور گہرے اہٹاک کی فضا ملتی ہے اکثر اداروں کے ناظم چالیس سال کی عمر کے ہیں۔ اور دوسرے کام کرنے والوں کی عمر اوسطاً تیس سال ہے۔ ان اداروں میں اکثر مباحثہ کی محفلیں گرم ہوتی ہیں۔ جس میں سائنٹفک۔ انتظامی، سیاسی اور معاشی مسائل پر بحث و مباحثہ ہوتے ہیں اور لوگان میں نہایت ہی آزادانہ طور پر حصہ لیتے ہیں۔ ہر شخص اپنے کام اپنی ذمہ داری اور کام کی نوعیت سے واقف رہتا ہے۔

سویٹ سائنسدانوں کے رہنے سہنے کھانے پینے اور تفریح کے انتظام پر خاص توجہ کی جاتی ہے۔ ان کے لئے بے شمار برف کے کھیلوں پہاڑوں پر چڑھنے اور ہوا بازی وغیرہ کے کلب مہیا کئے جاتے ہیں۔ جن سے وہ بہت ہی معمولی فیس دے کر مستفید ہو سکتے ہیں یہ کلب ان سائنسدانوں میں بڑے مقبول ہیں۔

گزشتہ ۲۵ سال میں سویٹ سائینس اور ٹیکنک نے اتنی ترقی کی ہے کہ ساری دنیا اپنی دو سو سالہ صنعتی اور سائنٹفک ترقی کے دور میں نہیں کر سکی۔ اور اس کے ثبوت میں صرف موجودہ جنگ کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ باوجودیکہ ہلر کے پاس سارے یورپ کے کارخانے اور ساری دنیا سے بہتر اور ٹیکنک اور سائنس دان موجود ہیں لیکن وہ آج سرخ فوج اس کی ٹیکنک اور سامان جنگ کے سامنے قدم قدم پر شکستیں اٹھا رہا ہے۔ ٹینکوں۔ ہوائی جہازوں

مشین گنوں اور ان سب کے استعمال باربرداری کی تنظیم غرض کہ
ہر چیز میں آج سرخ فوج اپنی بڑی ثابت کر رہی ہے۔ اور اپنی غیر
معمولی تکنیکل قابلیتوں سے دنیا کو حیرت زدہ کئے ہوئے ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں سویت روس اور یورپ اور امریکہ کے
درمیان تعلقات بڑی حد تک منقطع رہے ہیں۔ جس سے ان
ممالک کی سائنس کی ترقی کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ امید ہے کہ اس
جنگ کے بعد روس کے متعلق ساری دنیا کا نقطہ نظر بدل جائیگا
اور ساری دنیا کی ترقی میں سویت سائنس دان بھی غیر معمولی حصہ
لیں گے۔

چوتھا باب

زرعی نظام

(۱)

سویت روس نے اپنی عمر کے چھبیس سالوں میں زندگی انقلاب سے قبل کے جن شعبہ جات میں زراعت کی ہے ان میں زراعت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اور یہ ہونا بھی چاہیے تھا اس لئے کہ غذا کو انسان کی معاشی زندگی میں جو اہمیت حاصل ہے اتنی کسی اور چیز کو حاصل نہیں ہے۔ نئی سوویت جمہوریت کی زرعی آبادی کی زراعت کی غیر معمولی کوششوں کا اندازہ ہمیں اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ ہم انقلاب سے قبل کے حالات کا بھی ٹھوڑا سا مطالعہ کریں۔ انقلاب سے قبل روسی کسانوں کی غربت

جہالت اور تاریک زندگی ضرب المثل کے طور پر پیش کی جاتی تھی کسانوں کی اکثریت ایسی تھی جس کے پاس فی خاندان دو ایک ایکڑ سے زیادہ زمینیں نہیں تھیں۔ تمام اچھی زمینات بڑے بڑے زمینداروں مذہبی پیشواؤں اور خود زارز دوس کے قبضہ میں تھیں زمینوں پر کاشت لکڑی کے فرسودہ ٹھوس کے ذریعہ کی جاتی تھی۔ وہ سال بھر میں اتنا بھی پیدا نہیں کرتے تھے کہ چار پانچ ماہ ان کے لئے کافی ہو سکے۔ اوسط درجہ کے کاشتکاروں کی یہ حالت تھی کہ ایک گھائے تک نہ رکھ سکتے تھے۔ ان کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد زرعی مزدوروں کی تھی جن کی حالت ان سے بھی پست اور خراب تھی انھیں تن ڈھانکنے کے لئے کپڑا ملتا تھا اور نہ ہیٹ بھرنے کے لئے ٹھیک طور پر غذا۔ ہمیشہ یہ بڑے بڑے سرمایہ دار کاشتکاروں اور زمینداروں کے دست نگر رہتے۔ یا غول کے غول شہروں کی طرف مزدوری یا بھیک کے لئے نکل جاتے کسانوں کے بچوں کو تعلیم سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ مدرسے اولاً پورے ملک میں تھے ہی بہت کم اور جو تھے بھی ان میں صرف کھاتے پیتے اور اچھے گھرانے کے لوگ تعلیم پاسکتے تھے۔ آٹھ دس سال کی عمر ہی سے ان بے چاروں پر زندگی کے مصائب کا بوجھ پڑنا شروع ہو جاتا اور انھیں اپنے گھر کے کھیتوں پر یا مزدوری میں اپنے ماں باپ کا کام بٹانا ہوتا۔ کام سب کے برابر کرنا ہوتا۔ اور مزدوری نصف سے بھی کم ملتی۔ حکمران طبقہ کے مظالم اس طبقہ

ہوا تے سخت ہوتے تھے کہ اگر کسی سال فصلوں کی خرابی کی وجہ سے
 مانگنداری ادا نہ کر پاتے تو خاندان کے خاندان بے خانہ برباد کر دیے
 جاتے۔ ہزاروں آدمی ہر سال فاقہ اور تباہی کا شکار ہو جاتے۔ ہر
 چھ سات سال کے بعد بڑے بڑے عالمگیر غلط آتے جن میں لاکھوں
 آدمی اور مویشی موت کے گھاٹ اتر جاتے۔ ہزاروں کے زمانے
 میں تقریباً ۱۶ کروڑ ۷ لاکھ ایکڑ نہایت زرخیز زمینیں صرف ۸ ہزار
 بڑے زمینداروں کے قبضہ میں تھیں۔ اور کسانوں کے ایک کروڑ
 خاندان کے پاس صرف ۱۹ کروڑ ۷ لاکھ ایکڑ زمینیں تھیں اور وہ بھی
 انتہائی گھٹا قسم کی۔ ۲۰ فیصدی کاشتکار ایسے تھے جو اپنے گھوڑے
 اور بیل بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ ۳۴ فیصدی کے پاس تو کوئی زرعی
 آلات بھی نہیں تھے اور پندرہ فیصدی تو ایسے تھے جو ان سب چیزوں
 سے بے نیاز تھے۔ نہ ان کے پاس کوئی زمین ہی تھی اور نہ یہ سب جہگڑے
 فاقہ کشی ان کا سب سے پسندیدہ مشغلہ تھا۔ زمیندار اور بڑے
 کاشتکار جن کا تناسب صرف پندرہ فیصدی تھا۔ ان کا غلہ کی
 پیداوار کے ۱۷ فیصدی حصہ پر اقتدار تھا۔ کاشت انتہائی غیر سودہ
 طریقوں سے کی جاتی تھی۔ انتہائی خراب قسم کی کھاد اور تخم استعمال
 ہوتے تھے۔ ہل اور بھر مکاری کے استعمال ہوتے تھے۔ ملک میں
 جس قدر بھی غلہ پیدا ہوتا اس کی بھی کافی بڑی مقدار اربابہر
 بیچ دی جاتی تھی۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب کی کامیابی کے بعد بھی
 انقلاب کے بعد کئی سال تک سویت حکومت کو اندرونی مخالف
 انقلابیوں اور بیرونی حملہ آوروں سے برسرِ پیکار رہنا پڑا۔
 جس کی وجہ سے ملک کا سارا معاشی نظام دیرِ بزمِ بھم ہو گیا۔ لیکن
 اس پر بھی سویت حکومت جاگیردارانہ نظام کی باقی ماندہ نشانیوں
 پر آخری ضربیں ببار لگاتی رہی۔ تمام شاہی خاندانوں اور مذہبی اداروں
 اور زمینداروں کی زمینات جانور آلات زرعی۔ مکانات اور
 مال و دولت سب پر حکومت نے قبضہ کر لیا اور مزدوروں اور چھوٹے
 کاشتکاروں میں مقامی سویت کی زیرِ نگرانی تقسیم کر دیا۔ اسی
 زمانہ میں لیٹروں اور بد معاشوں نے سویت حکومت کی جنگی ضروریات
 کی وجہ سے سخت لوٹ مار مچا دی تھی۔ کوئی معاشی تحفظ باقی نہیں
 رہا تھا اس لئے کاشتکاروں نے نایکم اپنا غلہ چھپا کر رکھنا شروع
 کر دیا۔ تاجروں نے چور بازار قائم کر دیئے جس کی وجہ سے غمہری
 آبادی اور خاص طور سے صنعتی علاقوں میں کام کرنے والوں اور
 سرخ فوج کے سپاہیوں کو جو اصل میں اس پوری انقلابی جنگ
 کے ہیرو تھے غذا کا میسر ہونا دشوار ہو گیا۔ نتیجتاً حکومت کو نہایت
 سخت تدابیر اختیار کرنی پڑیں۔ اور زبردستی غلہ حاصل کرنے پر
 مجبور ہونا پڑا۔ جس کی وجہ سے ملک میں کافی معاشی بے چینی
 پھیل گئی۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۱ء تک کا زمانہ نئی سویت حکومت

کے لئے انتہائی نازک تھا اور سارا وقت اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے مقابلہ میں صرف ہوتا تھا۔ اور ملک کی معاشی زندگی بحال کرنے کے لئے کئی قسم کی مہلت نہیں ملتی تھی۔

۱۹۲۱ء میں ابھی سویت حکومت کو ان بیرونی نئی معاشی پالیسی اور اندرونی حملہ آوروں سے نجات ملی ہی تھی کہ ملک میں بہت بڑا اور بہت سخت قحط پھیل گیا۔ اور معاشی بنے بچنے میں کافی اضافہ ہو گیا۔ اس سال کے بعد حکومت نے صنعتی میدان کی طرح زرعی میدان میں بھی اپنی پالیسی بدل دی زراعت میں اشتراکی نظام معیشت کو ماتوی کر دیا گیا۔ کاشتکاروں کا زمینات پر قبضہ بحال کر دیا گیا۔ مکانات آلات زرعی، مویشی وغیرہ ہر چیز پر ان کے قبضہ کو باقی رہنے دیا گیا۔ ساتھ ہی انکو اپنی پیداوار اور دودھ دہی کھن وغیرہ کھلے بازار میں فروخت کرنے کی اجازت دیدی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہری آبادی میں اطراف و کفاف کے دیہاتوں سے غلہ اور دوسری کھانے پینے کی چیزیں کافی مقدار میں آنے لگیں۔ لیکن اس معاشی بحالی میں جاگیردار اور زمیندار کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہی۔ اس کے علاوہ شہری آبادی کی ضروریات کی تکمیل کے لئے ملک کے غیر مزدور و معذور افراد حصوں میں خود حکومت غیر کاری مزرعے قائم کر دیئے جن کا انتظام صنعتی کارخانوں کی طرح کیا جاتا تھا۔ کاشت مشینوں کے ذریعہ ہونے والی تھی اور ان میں

۵۵
 مویشیوں وغیرہ کی بھی پرورش کی جاتی تھی۔ آئندہ چلکر یہ مزرعے
 شہری آبادی کی ضروریات کی تکمیل میں بڑا حصہ لینے لگے۔

۱۹۲۸ء میں جب سویت حکومت اور کمیونسٹ
 پنج سالہ نظام العمل پارٹی نے ایک قدم پیچھے ہٹنے کی پالیسی ترک
 کر دی اور قدم آگے بڑھنے کی پالیسی اختیار کی اور پورے نظام میں
 کئے گئے خاکہ بندی کی گئی تو اس میں زراعت کو اشتراکی نظام معیشت
 کے تحت لانے کا مسئلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا تھا۔ مزدوروں
 کو چونکہ کبھی بھی کارخانوں کی ملکیت حاصل نہیں تھی اس لئے صنعتوں کو
 مشترکہ ملکیت کے نئے طریقوں پر ترقی دینے میں بہت کم زحمت پیدا
 ہوئی اس کے علاوہ صنعتی مزدوروں میں چونکہ ایک زمانہ سے سیاسی بیداری
 موجود تھی وہ انقلابی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ انھوں نے
 صرف انقلاب کی رہنمائی کی تھی اس کو کامیاب بنایا تھا بلکہ بعد کی
 خانہ جنگیوں اور بیرونی حملہ آوروں سے بھی ملک کو پاک کیا تھا اس
 لئے وہ ہر طرح اس نظام العمل کو آگے بڑھانے میں ممد ثابت ہوتے
 تھے۔ لیکن کاشتکاروں کا حال بالکل مختلف تھا۔ صدیوں سے
 جہالت اور تاریکی ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ ہمیشہ سے انکی
 معاشی زندگی غیر محفوظ رہی تھی۔ اس لئے وہ زمین پر اپنی ملکیت کو
 بہت عزیز سمجھتے تھے۔ ان کے لئے یہ کبھی گوارا نہیں تھا کہ زمین
 مویشی اور زرعی آلات وغیرہ پر سے ان کی شخصی ملکیت کا خاتمہ ہو جائے

۵۶
 ابتدا جو مشترکہ مزرع قائم کئے گئے ان میں ایک علاقے کے
 رہنے والے سب کاشتکار اپنی زمینیں ملا دیتے تھے اور اپنے مویشی
 آلات زرعی اور تخم ایک جگہ اکٹھا کر لیتے تھے اور اس کے بعد پوری
 زمین پر مشترکہ طور پر کاشت کرتے تھے۔ زمین مویشی اور آلات زرعی
 برباد انفرادی قبضہ باقی رہتا بلکہ سب کاشتکار قبضہ ہوتا۔ ہر شخص کو
 اس کے کام کے مطابق اجرت ملتی۔ ان مشترکہ مزرعوں یا پنچایتی کھیتوں
 میں چھوٹے چھوٹے غریب کاشتکار اور زرعی مزدور بڑے شوق سے
 شریک ہونے لگے۔ لیکن بڑے کاشتکاروں نے سخت مزاحمت شروع
 کر دی۔ سارے ملک میں انھوں نے اس تحریک کے خلاف ایک
 تحریک بھی مہم شروع کر دی۔ لاکھوں مویشی ذبح کر ڈالے۔ غلہ جلا ڈالا
 بل جلا دیئے۔ اور حکومت کی ہر قسم کی کوششوں میں سخت مشکلات
 پیدا کرنا شروع کر دیں۔ لیکن اب حکومت کے لئے پیچھے ہٹنے کا کوئی
 سواں نہیں تھا۔ اس نے پوری استعداد سے ان حالات کا مقابلہ کیا
 بہت سارے بڑے بڑے اور شورہ پشت کاشتکاروں کو اپنی زمینوں
 اور جائیداد سے بے دخل کر کے شمالی علاقوں میں پھیلادیا۔ اور انتہائی
 مشکل حالات کے باوجود اپنے قدم ڈنگانے نہیں دیئے۔ چونکہ
 مزاحمت کرنے والوں کا یہ طبقہ بہت ہی چھوٹی اقلیت میں تھا اس
 لئے اس کی کمر بہت جلد ٹوٹ گئی اور حکومت اپنے نظام العمل کو برابر
 آگے بڑھاتی رہی۔ زرعی آبادی کے اس مسئلہ کے متعلق حکومت کی عام

پالیسی یہ تھی کہ مشترکہ مرزعوں میں سرگت کے لئے کسی کو مجبور نہ کیا جائے بلکہ مشترکہ کاشت کی افادیت کاشتکاروں پر اچھی طور سے روشن کر کے انھیں خوشی سے شریک ہونے پر آمادہ کیا جائے۔ چنانچہ عام طور پر اسی پالیسی پر عمل کیا گیا اور جہاں بھی کمیونٹس کارپوریشنوں نے سختی سے کام لیا وہاں سخت باز پرس کی گئی۔ البتہ بڑے بڑے کاشتکاروں کی صورت میں جو نہ صرف خود شریک نہیں ہوتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی روکتے تھے اور ہر قسم کا جانی اور مالی نقصان پہنچاتے تھے سوائے سختی کے اور کوئی چارہ کار نہیں تھا۔

پہلے پنجالہ نظام عمل میں نہ صرف ان دقتوں پر غلبہ حاصل کیا گیا۔ مشترکہ مرزے قائم کئے گئے بلکہ بہت ساری افتادہ زمین بھی زیر کاشت آگئی۔ زرعی تحقیقات کا کام بھی بہت بڑے پیمانہ پر شروع کر دیا گیا اور فصلوں کے بونے کاٹنے اور بار برداری کے لئے لاکھوں مشینیں بھی فراہم کی گئیں۔ ذیل میں پہلے نظام عمل کے پانچ سالوں کے چند اعداد شمار دیئے جاتے ہیں جن سے یہ اندازہ آسانی سے ہو سکتا ہے کہ خاکہ بندی کے تحت ترقی کی رفتار میں کس طرح سرعت پیدا ہوتی ہے۔

۱۹۲۹	۱۹۳۰	۱۹۳۱	۱۹۳۲	۱۹۳۳
مشترکہ کھیت ۷۵ ہزار	۵۵ ہزار نو سو	۲ لاکھ ۱۱ ہزار	۲ لاکھ ۱۱ ہزار	۲ لاکھ ۲۴ ہزار
ایکسو	پانچ سو			

۱۹۳۳	۱۹۳۲	۱۹۳۱	۱۹۳۰	۱۹۲۹
ایکڑ	ایکڑ	ایکڑ	۲۰ لاکھ	۱۰ لاکھ
۵۲ لاکھ	۴۹ لاکھ	۳۰ لاکھ		

خانان
جوان
کھیتوں
میں شریک
ہوتے

مشترکہ کھیتوں میں ۳۰۹ ۲۳۵۶ ۵۳۵۷ ۶۱۱۵ ۶۵۱۶
نژیک ہونیو خانانوں کا تناسب

ان اعداد و شمار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ۱۹۲۳ء کے ختم پر ۶۵ فی صدی خانان مشترکہ کھیتوں میں شریک ہو گئے تھے اور اگر سرکاری فرعوں کے دس فیصدی خانان بھی شامل کر لئے جائیں تو صرف ۲۵ فیصدی خانان ایسے باقی رہ گئے تھے جو ابھی تک انفرادی طور پر کاشت کرتے تھے اور ان کے پاس کل زمین کا صرف ۵۱ فیصدی حصہ تھا اس سال کے ختم پر مختلف مشترکہ کاشت کے فرعوں اور سرکاری فرعوں میں ۲۵ لاکھ ۴ ہزار ۲۱۸ کیڑے ۵ ہزار ۵۱۸ فیصلے ہونے اور کاٹنے کی مشینیں ۲۰ ہزار موٹریں اور انجن ۶۰ ہزار گھمانے کی مشینیں ۴ ہزار ان زرعی مشینوں کی مرمت کے کارخانے ۲۵ ہزار بار برداری کی موٹریں اور ۴ ہزار دوسری گاڑیاں استعمال میں تھیں۔ ان کے علاوہ مختلف فرعوں میں ۲۲ ہزار کیلوٹ متعین کئے گئے تھے۔ جن میں سے ۳۷ ہزار ماہرین زراعت تھے۔ اور باقی کے ذمہ تعلیمی اور انتظامی کام تھے ان پانچ سالوں میں ایک لاکھ ۱۱ ہزار کسان نوجوانوں کو دیہی مسابقت

اور زرعی تحقیقات کی تعلیم دی گئی اور ۱۹ لاکھ کوٹریکٹرز اور دوسری
مشینیں چلانے کی نظری اور عملی تعلیم دی گئی اور تقریباً ۶ لاکھ کسان
نوجوانوں کو ان مزدوروں کے انتظامی امور۔ دفتری کام اور حساب نویسی
کی تعلیم دی گئی۔

ان کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ زرعی پیداوار میں کافی اضافہ ہو گیا
صنعتوں کی طرح زراعتوں میں بھی اشتراکی نظام معیشت کو سرمایہ دارانہ
نظام معیشت پر نمایاں اور یقینی کامیابی حاصل ہوئی اور ایسے
زمانہ میں صنعتی اور زرعی پیداوار میں اس قدر حیرت انگیز اضافہ ہوا
جبکہ پوری دنیا سخت قسم کے معاشی بحران میں مبتلا تھی ہر سرمایہ
دار ملک میں صنعتی اور زرعی پیداوار میں بہت کمی ہو گئی تھی اور
معاشی کساد بازاری نے ہر جگہ اپنا شکنجہ کس دیا تھا۔ اس نئے انقلاب
نے بقول اسٹالین کے ایک ہی وار میں اشتراکی تعمیر کے تین بنیادی
مسائل کو حل کر دیا۔

(۱) اس نے لوٹے لٹھوٹے والوں کی سب سے بڑی جماعت
سرمایہ دار کاشتکار کا خاتمہ کر دیا۔ جو سرمایہ دارانہ نظام کی سب سے
بڑی جڑ اور بنیاد تھا۔

(۲) اس نے ملک کی سب سے بڑی محنت کش جماعت
کاشتکاروں کی جماعت کو انفرادی کاشت کے طریقوں سے ہٹا کر
جس سے سرمایہ داری پیدا ہوتی پھلتی اور پھولتی ہے۔ امداد باہمی

کے اور مشترکہ یا اشتراکی طریقہ کاشت پر لا ڈالا۔

(۲) اس نے سویت نظام کو زرعی آبادی میں بھی اشتراکی بنیاد عطا کی جو بہت اہم اور نہایت ضروری بنیاد تھی اور قومی نظام معیشت میں سب سے کم ترقی یافتہ تھی۔

ان چیزوں نے سرمایہ دارانہ نظام کے دوبارہ قائم ہونے کے آخری امکانات کا بھی خاتمہ کر دیا۔ ساتھ ہی اشتراکی معاشی نظام قائم کرنے کے لئے نئے موافق اور فیصلہ کن حالات پیدا کر دیے۔

۱۹۲۲ء کے ختم پر گوکہ اشتراکی نظام معیشت بڑی حد تک زرعی معاشی زندگی پر حاوی ہو چکا تھا۔ لیکن ابھی اس نے پوری معاشی زندگی کا احاطہ نہیں کیا تھا۔ اور ایک چوتھائی کاشتکار اس کے حلقہ اثر سے باہر تھے۔ دوسرے نظام العمل کے دوران میں زرعی اور دیہی زندگی میں جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام معیشت و معاشرت کے جتنے بھی اثرات رہ گئے تھے۔ سب کا کال طور پر قطع قمع کر دیا گیا۔ کاشتکار اب نہ صرف اشتراکی نظام معیشت کا عادی ہو چکا تھا بلکہ قدم قدم پر اس کی نعمتوں سے بہرہ مند بھی ہو رہا تھا اس کی جہالت افلاس اور توہمات کی زندگی میں خوشحالی۔ علم اور چہزنبیب و شائستگی کا دور دورہ ہو گیا تھا۔ وہ اب دوسروں کا غلام اور حشرات الارض کی طرح کمزور اور معذور نہیں رہا تھا بلکہ وہ اپنی قسمت کا مالک بن چکا تھا۔

دوسرے نظام العمل کے ختم پر ۱۹۳۷ء میں تقریباً ۹۹ فیصد
کاشتکار مشترکہ یا سرکاری فرزروں کے زمین تھے۔ انفرادی کاشتکاری
دور و دراز مقامات پر خال خال رہ گئی تھی۔ غلہ کی سالانہ پیداوار ۱۹۳۷ء
کے لئے ۸ کروڑ ٹن کے مقابلہ میں ۱۲ کروڑ ٹن سے بھی بڑھ گئی تھی۔
کاشتکار نہ صرف اپنی ضروریات کے لئے وافر مقدار میں غلہ پیدا کرتے
تھے بلکہ فاضل غلہ شہری آبادی کے لئے بھی بھینجتے تھے۔ تقریباً
ہر خاندان کے پاس اپنے چھوٹے خانہ باغ اور مرغی خانہ تھے اور
دودھ اور دھوپ کے لئے اپنی گائیں اور بکریاں ہوتی تھیں۔ اکثر
دیہاتوں کا تو نقشہ ہی بدل گیا تھا۔ باعلیٰ نئے اصول اور نئے
لمونوں پر ان کی از سر نو تعمیر ہو رہی تھی۔ مکانات نہایت صحت
بخش اصولوں پر تعمیر کئے گئے تھے۔ مویشیوں کے لئے صاف ستھرے
عمدہ مکانات بنوائے گئے تھے۔ ہر فرزروے کے ساتھ زسریز
اور بالک گھر بن گئے تھے۔ جن میں تربیت یافتہ زمین متین
تھیں۔ کاشتکار جب کام پر رہتے تو ان کے بچوں کی نگرانی
ان نرسوں کے سپرد ہوتی۔ اکثر فرزروں ... سے ملحق بہت سے
اسکول اور تکنیکل مدارس قائم ہو گئے تھے۔ جن میں فن زراعت
سے متعلق ہر قسم کی تعلیم اور تربیت کا انتظام ہوتا ہے۔ ہر گاؤں
میں سینما گھر۔ کلب۔ ٹیلیوژن ناچ گھر۔ ہسپتال۔ زرعی خانہ اور عبادت گاہیں
عمدہ قسم کے کتب خانے قائم ہو گئے۔ جن میں مالی اوقات

میں ہر قسم کی تفریح کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔ اکثر نگہروں میں ریڈیو۔ گرامفون، اور بے شمار تعلیمی اور تفریحی چیزیں آگئیں۔

۱۹۳۸ء میں روسی دیہاتوں میں ۶۰ ہزار کے قریب مطالعہ خانے

۳۰ ہزار کلب۔ ۷۰ ہزار ریڈکار نرز (readers) ۱۲ ہزار کتب خانے۔ اور تین ہزار کنڈرگارٹن تھے۔ اور تقریباً ۱۵ ہزار بڑے اور ۳۰ ہزار چھوٹے دواخانے قائم ہو گئے تھے۔ ان دیہی علاقوں کی عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش ترقی کی منہاس ملے کرتی رہیں۔

چنانچہ ۱۹۳۸ء میں ٹریکٹرز اور بڑی مشینیں چلانے والوں میں ۵۰ ہزار عورتیں تھیں اور بہت سی مختلف فرارعوں اور انجینوں کی صدر اور مشینیں بھی ہو گئی تھیں۔

دوسرے پنجابہ نظام العمل کے زمانہ میں جدید قسم کی بے شمار مشینیں مختلف زرعی کاموں کے لئے استعمال ہونے لگی تھیں اور ان کی تعداد میں بھی بہت سرعت سے اضافہ ہو گیا تھا۔ دوسرے پنجابہ نظام العمل کے ختم ہونے کے بعد دیئے جاتے ہیں جن سے ترقی کی رفتار کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے۔

۱۹۳۸

۱۹۳۳

۶۳۵۶

مشینیں اور ٹریکٹرز کے ٹیشن ۱۹۱۶

۲۸۳۰۰۰

۲۰۴۰۰۰

ٹریکٹرز

۱۹۳۸

۱۹۳۳

۱۵۳۰۰۰

فصلیں کاٹنے کی اور بونے کی
مشینیں

۱۳۰۰۰

۶۰۰۰

فصلیں گہانے کی مشینیں

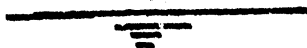
۱۹۳۰۰۰

۲۰۰۰

موٹر لاریاں

تیسرے پجسالہ نظام اہل کے تحت نہ صرف زرعی پیداوار میں
مزید اضافہ پیش نظر تھا۔ بلکہ دیہی آبادی کی معاشی اور خاص طور سے
معاشرتی زندگی میں غیر معمولی انقلاب مد نظر تھا۔ شہری اور دیہی
زندگی کے بعد کو ختم کر دینا مقصود تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں غیر معمولی
اقدامات بھی کئے گئے تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ باوجودیکہ ملک کا بہت
بڑا اور سب سے زرخیز حصہ دشمن کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ لیکن سیٹھ
کاشتکار برابر سارے ملک کے لئے غذا فراہم کر رہے تھے۔ نہ
صرف یہ بلکہ ان کسانوں کی بہت بڑی تعداد میدان جنگ پر
چلی گئی ہے۔ اور ان کی عورتوں اور بچوں نے ان کا سارا
کام سنبھال لیا ہے۔ مقبوضہ علاقوں کے کاشتکار مرد۔ عورتیں
اور بچے چھاپہ مار دستوں میں شریک ہو گئے ہیں اور قدم قدم پر
چھاپے مار کر دشمن کو سخت جانی اور مالی نقصان پہنچا رہے ہیں
یہ اسی اشتراکی نظام معیشت کا نتیجہ ہے کہ ملک میں آدھی بیچ
امیر و غریب اور حاکم و محکوم کی تقسیم ختم ہو گئی ہے اور سارا

ملک باوجودیکہ اس میں بے شمار قومیں بستی ہیں ایک جسم اور
ایک جسد ہو کر ملک کو اپنے ظالم فاشست درندوں سے پاک کرنے
میں مصروف ہے ۔



پانچواں باب

زرعی نظام

(۲)

مشترکہ کھیت سویت حکومت ابتدا ہی سے یہ جانتی تھی کہ ملک کے معاشی نظام کو اشتراکی اصولوں پر لانے کے لئے سب سے ضروری اور اہم اقدام یہی ہو گا کہ علاقوں میں انفرادی کاشت کے طریقے پر اثر کی کاشت کے طریقے رائج کئے جائیں چنانچہ اقتدار کے بعد ہی سے اس جانب توجہ شروع کر دی گئی تھی اور ایک ہی سال میں ۱۶۰۰ مشترکہ کھیت قائم کر دیے گئے تھے۔ جو ۱۹۲۷ء میں پہلے پنجالہ نظام انہل کے قبل ۱۸۸۴ء ہو گئے تھے۔ لیکن ابتدائی کوششوں میں

کاشتکاروں کا اکثر حصہ اس سے الگ رہا۔ ان فررعوں میں صرف غریب اور نادار زرعی مزدور شریک ہوتے تھے جن کو خود حکومت زمینیں آلات زرعی اور تخم وغیرہ دیتی تھی۔ ۱۹۲۰ء کے بعد جب حالات پوری طرح سازگار ہو گئے تو سوویت حکومت نے صنعتی اور زرعی دونوں میدانوں میں سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے خاتمہ کا بیڑا اٹھایا۔ جس کی وجہ سے مشترکہ مرزعوں میں نہایت ہی سرعت سے اضافہ ہونے لگا۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء میں مشترکہ مرزعوں کی تعداد ۲ لاکھ ۴۳ ہزار ہو گئی جن میں ایک کروڑ ۸۰ لاکھ خاندان شریک تھے۔ گویا زرعی آبادی کا ۹۳ فیصدی ان میں شریک ہو چکا تھا۔ اور تمام بوائی کٹائی اور باربرداری اعلیٰ قسم کی نئی مشینوں کے ذریعہ کی جانے لگی تھی

مشترکہ کھیت کسی دیہات میں اس وقت قائم کئے جاتے ہیں جبکہ وہاں کے کاشتکار مشترکہ طور پر کاشت کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے لئے وہ سب ایک اکٹھے بناتے ہیں اور ہر وہ کاشتکار جو اس کے اصولوں سے متفق ہوتا ہے اس میں شریک ہو جاتا ہے اس میں شرکت کے بعد ہر کھن کو اپنی زمینیں۔ تمام۔ ٹولہ اور آلات زرعی حوالہ کر دینا ہوتے ہیں۔ ان سب چیزوں پر سب کی مشترکہ ملکیت قائم ہو جاتی ہے۔ البتہ گائیں۔ پالتو جانور اور مرغیاں اور شخصی مال اور دولت اس کی اپنی ملک ہی رہتے ہیں۔ ساتھ ہی ہر کھن

کو تھوڑی سی زمین ملتی ہے جو اس کے خانہ باغ کے کام آتی ہے کوئی کاشتکار باہر سے مزدور لگا کر ان کی محنت سے منافع نہیں کما سکتا۔ مشترکہ مزرعہ قائم ہو جانے کے بعد حکومت ہر قسم کے ماہرین مہیا کرتی ہے زرعی مشینیں دیتی ہے مشینوں کی تعلیم کے لئے اسکول قائم کرتی ہے اور ہر قسم کی ضروری امداد پہنچاتی ہے۔

مشترکہ کھیت بائکلیہ اس کے اراکین کی ملکیت ہوتے ہیں اور اس کا سارا انتظام بھی خود وہی لوگ کرتے ہیں۔ ہر سال جلسہ عام میں ایک مجلس انتظامی کا انتخاب کیا جاتا ہے جو سب کی طرف سے عالم نظمی امور کی دیکھ بھال کرتی ہے۔ اہم مسائل مثلاً آمدنی کی تقسیم عمارتوں کی تیسرہ وغیرہ کا تصفیہ مجلس عام کرتی ہے۔ ہر کام کرنے والے کو اس کے کام کی نوعیت اور مقدار کے لحاظ سے اجرت ملتی ہے۔ فصلوں کے کاٹنے کے بعد اگر آمدنی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ حکومت کے ٹیکس کی ادائیگی تیسرا و تیسرا دوسرے اخراجات کی ادائیگی کے بعد کچھ بچ رہے ہو تو اراکین میں کام کے لحاظ سے تقسیم کر دیا جاتا ہے انٹرنیٹ کی نظام مینٹیننس عام استعمال نے گزشتہ ۱۰ سال میں سویٹ روس کی زرعی آبادی میں گویا انقلاب پیدا کر دیا ہے آج کا سویٹ روس کسان جو کچھ ہی دن قبل یورپ اور امریکہ کے انتہائی پس ماندہ کسانوں سے بھی پیچھے تھا۔ ترقی کی منزلوں میں سب سے آگے ہے۔ معاشی حالت کے بہتر بنانے اور معاشی

تحفظ حاصل ہو جانے کی وجہ سے زندگی کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ تعلیم عام ہو گئی ہے۔ کلب۔ تھیٹر۔ سینما۔ کتب خانے عجائب گھر۔ غرض کہ معاشرتی زندگی کو بہتر بنانے کے تمام ذرائع زیادہ سے زیادہ تعداد میں روز بروز رہیا ہو جاتے ہیں۔

یوکرین میں ایک ضلع ہے چنچیک وہاں ایک مشترکہ مزرعہ ہے جو اسالین کے نام سے موسوم ہے یہ چونکہ بحرازوف کے ساحل کے قریب واقع ہے اس لئے یہاں کا موسم بہت خشک ہے۔ اس مزرعہ کے تحت ۸۳۰ ایکڑ ہیں جس میں سے ۶۰ فیصدی حصہ پر غلہ کی کاشت ہوتی ہے اور ۱۲۰ ایکڑ پر صنعتی فصلوں کی ۱۸۵ ایکڑ پر روئی کی اور باقی زمین ترکاریوں اور گھاس وغیرہ کی کاشت کی جاتی ہے۔

۱۹۲۹ء میں اس مزرعے میں تمام کاشت کٹائی بوائی وغیرہ سب مشینوں کے ذریعہ کی جانی تھی اور پیداوار فی ایکڑ ۱۴۵۶ پونڈ باوجود موسم کے اس خرابی کے ہوتی تھی۔ نئے نئے سانٹھک طریقے ہر شعبہ میں استعمال ہونے لگے۔ اور پیداوار میں ہر سال اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ بہار کاری کے طریقے کی ایجاد اور اس کے استعمال سے روئی کی کاشت میں ایک سال میں فی ایکڑ ۱۳۵ سے ۲۸۰ پونڈ تک اضافہ ہو گیا تھا۔ اس مزرعے میں ۱۹۳۸ میں ۸۰۰ گائیں اور بیل ۶۰ گھوڑے ... بھیریں اور ۲۶۰ سور تھے۔ لوگوں کے ذاتی مویشی انکے علاوہ تھے۔ ان مویشیوں کے لئے بہت بھاف ستھری اور موٹا

عمار میں تعمیر کی گئی تھیں اس میں موشیوں کی افزائش نسل کے بھی نہایت
 سائنٹفک طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ ۱۹۳۰ء میں صرف ایک
 سال میں ۶ سے ۱۹ فیصدی تک موشیوں میں اضافہ ہوا۔ اس خرچے
 کی آمدنی ۱۹۳۰ء میں ۴ لاکھ - ۲۴ ہزار روپے تھی اور ۱۹۳۳ء میں ۳۳
 لاکھ روپے ہو گئی۔ جب یہ خرچہ قائم ہوا ہے تو یہ گاؤں انتہائی غلہ
 تھا۔ مکانات نہایت بوسیدہ تھے اور اب ٹرکین صاف ستھری ہیں
 عمدہ عمدہ مکانات تعمیر ہو گئے ہیں۔ ۸ برقی قوت کے انجن لگ گئے
 ہیں۔ ۱۹۳۳ء میں ہر گھر کو اوسطاً سالانہ ایک ٹن غلہ ملتا تھا اور
 ۱۹۳۸ء میں ۲ ۱/۲ ٹن کے قریب ملنے لگا۔ اور اس سال روزانہ اجرت
 ہر شخص کو اوسطاً ۱۱ پونڈ غلہ اور ۵ ۱/۲ روپے ملنے لگی۔
 معاشی ترقی کے ساتھ معاشرتی سرگرمیاں بھی بڑھ گئیں۔ اس خرچے
 میں ایک سینما ہے۔ کئی کلب ہیں۔ ایک عمدہ کتب خانہ ہے۔ ہر
 سال لوگ تقریباً ۲۴ ہزار روپے کی کتابیں اور رسالہ خریدتے ہیں۔
 تقریباً ۳ ہزار راکین کے پاس بائسکلیس ہیں۔ ۴۰۰ نوجوانوں کو
 نشانہ بازی کا الغام مل چکا ہے۔ پورے خرچے میں کوئی بے پڑھا
 لکھا نہیں ہے۔ ۲۰ فیصدی راکین یونیورسٹی کے طالب علم ہیں
 بہت سے لوگ جوانتہائی ذلت و خواری جہالت اور ناداری کی
 زندگی بسر کر رہے تھے۔ آج جب انھیں آزاد فضا میں سانس لینے
 کا موقع ملا تو محض اپنی فہم اور قابلیت کی وجہ سے بڑے بڑے عہدوں

پر پہنچ گئے ہیں۔ اور پورے مزرعے کا انتظام وہیں کے لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

یہ مختصر سا نقشہ ہے ایک مزرعے کا تقریباً اکثر مزرعے زرتی کی ان ہی منازل پر ہیں اور بعض اس سے بھی کافی آگے ہیں۔

سرکاری مزرے سرکاری مزرے کی نوعیت مشترکہ مزرعوں سے کسی قدر مختلف ہوتی ہے۔ ان کی تنظیم بالکل ان ہی اصولوں پر ہوتی ہے۔ جن پر صنعتی کارخانوں

میں کی جاتی ہے۔ سرکاری مزرے یا کھیت سب سے پہلے ۱۹۱۵ء میں قائم کئے گئے تھے۔ لیکن ان کی تعداد میں ۱۹۲۵ء کے بعد سے غیر معمولی اضافہ ہوا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ایک طرف تو یہ شہری آبادی کے لئے غلہ فراہم کریں دوسرے کا شہتکاروں کے لئے مشترکہ کاشت کا نمونہ پیش کریں۔ مشینوں کے ذریعہ کاشت کے جدید طریقوں پر تجربات کریں۔ افتادہ اور بنجر زمینوں کو زیر کاشت لائیں۔ ساتھ ہی بے روزگار زرعی مزدوروں کے لئے روزگار فراہم کریں اور اعلیٰ قسم کے مویشیوں کی نسلوں کی افزائش کریں۔ ۱۹۲۵ء کے بعد سے سرکاری مزرعے ملک کے تقریباً ہر حصے میں قائم ہیں۔ ۱۹۳۰ء تک انہوں نے اتنی زرتی کر لی تھی کہ شہری آبادی کے لئے ۵ لاکھ ۵ ہزار ٹن کے قریب غلہ مہیا کیا تھا۔ اور ۱۹۳۳ء اور ۱۹۳۴ء کے درمیان انہوں نے ۹۱ لاکھ ۳۶ ہزار ٹن غلہ ایک لاکھ ۱۳ ہزار ٹن گوشت ۴ لاکھ ۹۵ ہزار

ٹن دودھ اور ۱۶ ہزار ٹن اون بہم پہنچایا تھا۔

جنوری ۱۹۳۹ء میں جملہ سرکاری مزرعوں کی تعداد ۵۷۰۳۹ تھی اور ان کے تحت زیر کاشت رقبہ ۵۸ کروڑ ایکڑ کے قریب تھا۔ ان مزرعوں میں سے زیادہ تر ایسے علاقوں میں واقع ہیں، جہاں زار کے زمانہ میں باکھل کاشت نہیں ہوتی تھی۔ یہ مزرعے غاء، دودھ اور گوشت کے علاوہ کارخانوں کے لئے روئی، سن، اون، تیل کے بیج اور شکر قند بھی مہیا کرتے ہیں۔ بعض مزرعے صرف مولیشیوں کی پروڈکٹس ان کی سٹوکی، افزائش اور میوہ جات اور ترکاری کی کاشت کے لئے مخصوص ہیں۔ جہاں پر سائنٹیفک طریقوں سے اعلیٰ قسم کی نسلوں کی افزائش ہوتی ہے اور مختلف مزرعوں کو یہ اعلیٰ نسلیں پرورش کے لئے دی جاتی ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں مولیشیوں کے مزرعوں میں ۲۶ لاکھ کے قریب گائے بیل، ۸ لاکھ سور اور ۵ لاکھ کے قریب بھٹس تھیں۔ سرکاری مزرعوں میں تمام کاشت اعلیٰ قسم کی ترین زرعی مشینوں سے کی جاتی ہے۔ جدید قسم کی — مشین تمام دوسرے مزرعوں کے لئے مہیا کرنے سے قبل ان مزرعوں میں استعمال کی جاتی ہیں۔ اور آزمائش میں پوری کرنے کے بعد وہ عام کی جاتی ہیں یہاں پورے کام کا ۵۹ فیصدی حصہ مشینوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے سرکاری اور مشترکہ کھیتوں میں مشینوں کے عام استعمال کی وجہ سے تربیت یافتہ انجینیروں کی مانگ روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور اس

ضرورت کو پورا کرنے کے لئے کنٹینرل مدارس کا ایک جال ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا گیا ہے۔ جن میں سے زیادہ تر ان سرکاری مرزعوں سے ملتی ہیں۔ ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۷ء کے درمیان صرف ان سرکاری مرزعوں کے مدرسوں سے ۲ لاکھ ٹریکٹر چلانے والے ۷۷ ہزار مشین چلانے والے۔ ۶ ہزار میکائنکس۔ ۱ اور ۲ ہزار فورمین تربیت حاصل کر کے نکلے۔ اس کے علاوہ ان مرزعوں کے دوسرے مختلف اداروں سے ان ہی چھ سال میں ۲ ہزار انجینیر۔ ۲ ہزار ۶ ماہر زرعی معاشیات، ۱۶ ہزار موشیوں کے ماہر اور ۳۵۰۰ مولیشیوں کے معالج سندیں لیکر نکلے۔ ان تربیت یافتہ فوجوں میں سے بہت سارے تو ان ہی سرکاری مرزعوں میں مختلف عہدے سنبھال لیتے ہیں۔ اور باقی مشترکہ کھیتوں میں چلے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ مشترکہ کھیتوں کے اپنے بھی تعلیمی ادارے چل رہے ہیں۔

گزشتہ چند سالوں میں ان مرزعوں کی نہ صرف پیداوار میں کمی گنا اضافہ ہوا ہے بلکہ انفرادی کارکردگی بھی کمی گنا بڑھ گئی ہے چنانچہ اس کی وجہ سے ۱۹۳۷ء میں ۱۹۳۳ء کے مقابلہ میں اجرت میں ڈھائی گنا اضافہ ہو گیا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں فی کس اوسط لانا اجرت ۲۳۹۶ روپے (۳۵۴۶ روپیہ) تھی۔ اور مشینوں وغیرہ پر کام کرنیوالوں کی اجرت ۲۵۹۲ روپے تک تھی۔ سرکاری فرعوں میں مشترکہ مرزعوں کے طرح ہر شخص کو عرفہ گھنٹہ کام کرنا ہوتا ہے۔

ہر با پنجویں روز چٹھی ملتی ہے۔ سال میں ایک مرتبہ ۱۵ یوم کی چٹھی ملتی ہے جس میں سرکاری اخراجات سے آرام گاہوں یا تفریح گاہوں کی سیر کرائی جاتی ہے۔

گزشتہ چند سالوں میں بعض سرکاری فرعوں اتنی ترقی کی ہیکہ پورے شہر کے شہر بن گئے ہیں۔ ہزاروں تک آبادی پہنچ گئی ہے۔ زمری۔ زچلی خانے۔ ہسپتال۔ سینما۔ تھیٹر اسکول۔ کلب۔ کتب خانے عجائب خانے وغیرہ کثرت سے قائم ہو گئے ہیں۔ ان سب کے اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے۔ ان فرعوں کی زندگی اور شہری زندگی میں اب کوئی فرق باقی نہیں رہا ہے۔

ان فرعوں پر نگرانی کو صنعتی کارخانوں کی طرح حکومت کی ہوتی ہے لیکن پورا انتظام چلانے والے وہیں کے کاشتکار ہوتے ہیں جو ابتداً معمولی کاشتکار کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے اور بعد میں تعلیم و تربیت پا کر تنظیم اور انجینیر بن گئے۔

سوٹ حکومت نے برسرِ قدر مشینوں اور ٹریکٹرز کے اسٹیشن آتے ہی یہ محسوس کیا تھا کہ زرعت اشتر کی نظام معیشت کے تحت اسی وقت آسکتی ہے جبکہ ملک کی صنعتی ترقی میں کافی نیز رفتاری پیدا کر دی جائے اور زراعت کے تمام کام مشینوں کے ذریعہ ہونے لگیں۔ چنانچہ ۱۹۲۷ء اور اس کے بعد جب قدر بھی پنجالہ خا کے بنائے گئے ان میں زرعی مشینوں کے کارخانوں

لو خاص اہمیت حاصل رہی۔ چنانچہ ان کارخانوں کی تعداد اسقدر بڑھ گئی۔ اور اتنے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے کہ صرف روشاف کے کارخانے میں جتنی زرعی مشینیں بننے لگی تھیں اتنی زار شاہی کے تمام کارخانوں میں ملکر نہیں بنتی تھیں۔ اسٹالن گراڈ اور چلیا بسک کے ٹریکٹرز کے کارخانے ایک سال میں پچاس پچاس ہزار ٹریکٹرز تیار کرتے تھے۔ سیراٹوف، زہر وڈرے اور راستوف میں فیلس بونے اور کاٹنے کی مشینوں کے بڑے بڑے کارخانے قائم تھے جو جنگ کی وجہ سے مشرقی علاقوں میں منتقل کر دیے گئے ہیں۔ زرعی آلات کی پیداوار میں روس کا نمبر ساری دنیا میں پہلا ہے۔

۱۹۳۰ء میں پورے روس میں مشینوں اور ٹریکٹرز کے کل ۱۵۰ اسٹیشن قائم تھے۔ جو ۱۹۳۹ء میں ۶۳۵۰ ہو گئے۔ اب مشرقی بعید سے لیکریو کریں تک اور شمال سے لیکر جنوب تک کوئی بھی علاقہ ایسا نہیں ہے جہاں یہ اسٹیشن قائم نہ ہوں۔ ۱۹۳۸ء میں مختلف اسٹیشنوں میں ایک لاکھ بیس ہزار فیلس اور کاٹنے کی مشینیں، ایک لاکھ ۶۰ ہزار موٹر لاریاں، ایک لاکھ ۵ ہزار گہانے کی مشینیں اور ۳ لاکھ ۹۴ ہزار طاقتور ٹریکٹرز تھے اور بعد کے سالوں میں ان کی تعداد میں اور بھی اضافہ ہوتا گیا۔ ان مشینوں کے علاوہ اور بھی کئی مشینیں ان اسٹیشنوں میں موجود رہتی ہیں۔ ہر اسٹیشن سے لاکھوں مشینیں درست کرنے کا بھی ایک کارخانہ ہوتا ہے۔

مشینوں اور ٹریکٹرز کے اسٹیشن سرکاری ہوتے ہیں اور وہی اس کے پوری اخراجات اٹھاتی ہے۔ ایک اسٹیشن کئی مشترکہ مزرعوں کے بیج میں ہوتا ہے۔ اور حسب ضرورت ان کی مدد کرتا ہے۔ مشترکہ مزرعوں میں کاشت کی اپنی میٹین نہیں ہوتیں۔ وہ ان اسٹیشنوں سے ہر سال معاہدہ کر لیتے ہیں کہ وہ مقررہ نوعیت کا اتنا کام ان تاریخوں میں کر دیں گے۔ دونوں اس معاہدہ کی پابندی کرتے ہیں فصلوں کے لئے زمین تیار کرنے، کاٹنے، گہانے اور بار بار داری کے تمام کام اسی معاہدہ کے تحت اسٹیشنوں کی مشینوں سے لئے جاتے ہیں کام کے لحاظ سے اس کا معاوضہ فیس کی شکل میں ادا کر دیا جاتا ہے جو حکومت کو چلا جاتا ہے۔

ان مشینوں کے اسٹیشنوں کے ذریعہ پیداوار کے طریقوں میں نئی نئی مشینیں اور نئی ٹیکنک رائج کی جاتی ہیں اور اس طرح سے ان سے پیداوار کے بڑھانے میں مدد ملی جاتی ہے۔ ان میں ٹریکٹرز کے ماہر انجینیر میکانک، ماہر دیہی معاشیات، حساب دان، ماہر ارضیات اور دوسرے شعبوں کے ماہر کافی تعداد میں رہتے ہیں۔ اور نہ وہ صرف مشترکہ مزرعوں کو ہر قسم کی امداد و شور و پیہ ہیں بلکہ نوجوان کاشتکاروں کو مکینیکل نظری و عملی تعلیم بھی دیتے ہیں مشترکہ مزرعوں میں زمین تیار کرنے یا فصلیں بونے کا کام ایک آدمہ مشین سے نہیں کیا جاتا بلکہ وقت واحد میں کئی مشینوں

کی ایک ٹیم کرتی ہے۔ اور ایک ٹیم جب ایک مزرعے میں متعین ہوتی ہے تو پورا کام ختم ہونے تک وہیں رہتی ہے۔ میکانک اور ماہر زرعی معاشیات ان کے کام پر نگرانی رکھتے ہیں۔ مینٹوں کی درستی کا انتظام کرتے ہیں اور ہر قسم کا ماہرانہ مشورہ بہم پہنچاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے فصلیں بروقت بوئی جاتی ہیں کاٹی جاسکتی ہیں اور انکو ہر قسم کی بیماریوں وغیرہ سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔

زراعت میں مینٹوں کے آجانے کی وجہ سے کام کرنے والوں کی کارکردگی میں چھ گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ ان اسٹیشنوں کی سفارش پر ہر سال تقریباً ایک لاکھ کاشتکاروں کے لڑکے مختلف اداروں میں میکانکس کورس کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ اور بہت سارے زراعت کی دوسری شاخوں کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۷ء میں مختلف زرعی کالجوں سے پاس ہو کر تقریباً ۱۲ ہزار۔ ماہر زرعی معاشیات۔ ماہر علاج حیوانات و آب پاشی وغیرہ نکلے تھے۔ جنھیں اپنے اپنے مشترکہ کھیتوں میں بھیج دیا گیا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں تقریباً ۵ لاکھ کاشتکار ٹریکٹرز چلانے والے۔ اور فصلیں کاٹنے کی مشینیں چلانے والے تھے اور ایک لاکھ ۴ ہزار لاریاں چلانے والے ۲ لاکھ ۴۰ ہزار مشترکہ کھیتوں کے صدر۔ ۵ لاکھ ۳۵ ہزار مشترکہ کھیتوں کے منظم اور ۲ لاکھ ۶۴ ہزار کے قریب مولیٹوں کے مزرعوں کے عہدہ رکھتے۔

چھٹا باب

زرعی سائنس

ساری دنیا میں سویت روس ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں زندگی کے ہر شعبہ میں خواہ وہ طبعی ہو، حیاتی ہو یا معاشرتی سائنس بنیاد کا کام کرتی ہے۔ خود خاکہ بندی کی بنیاد سائنس پر قائم ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ زرعی ترقی کے لئے سب سے زیادہ توجہ زرعی سائنس پر کی گئی ہے اور گزشتہ سالوں میں اس کی خاص طور سے کوشش کی گئی ہے کہ تقریباً ڈھائی لاکھ مشترکہ مزرعوں میں سے ہر ایک میں کم از کم ایک باہر دیہی معاشیات - ایکٹویشن کی پروش کا ماہر

میرا کیا جائے تاکہ یہ لوگ دیہی معاشی مسائل میں ہر قسم کی ٹکنیکل اور اور سائنٹیفک امداد پہنچا سکیں۔ ۲۰ ہزار بڑے مزرعوں میں تو سائنٹفک تجربہ خانہ بھی قائم ہیں جہاں پر نہ صرف چھوٹے پیمانے پر تحقیقاتی کام انجام پاتا ہے بلکہ یہ زراعت میں نئی ٹکنک کو عملی طور پر استعمال کرنے میں مدد دیتے ہیں اور تمام مقامی مسائل حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ پورے ملک میں ۵۰۰ تجرباتی مزرعے اور ۳۶ تجرباتی اسٹیشن قائم ہیں جو اپنے حلقہ کے تمام مسائل پر تحقیقاتی کام انجام دیتے ہیں۔ ان کے اوپر ۹۰ زرعی تحقیقاتی انسٹیٹیوٹس مختلف جامعات میں یا ان سے قریب قائم ہیں جہاں تمام ملک کے زرعی مسائل مثلاً کھاد، پودوں کی بیماریاں، نئی قسم کے پودوں کی دریافت، ان کی پیوند سازی وغیرہ پر تفصیلی تحقیقاتی کام انجام پاتا ہے۔ ۱۹۳۹ء میں زرعی سائنس کی اعلیٰ شاخوں میں ۱۴ ہزار سائنس دان کام کر رہے تھے۔

زرعی سائنس میں جن لوگوں نے غیر معمولی کام انجام دیے ہیں ان میں آئی۔ وی ہچورن کو خاص شہرت خاص ہے۔ انہوں نے پودوں کی پیوند سازی سے بڑے حیرت خیز نتائج حاصل کئے ہیں۔ ابتداً انھوں نے سائبریا۔ کینیڈا۔ اور دوسرے بہت سارے پہاڑی علاقوں سے ایسے پودے حاصل کئے جو سخت ترین موسموں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ جنوب کے نازک پودوں

کاپیوند لگایا اس سے جو پودے حاصل ہوئے۔ ان میں دو قسم کے خواص پائے جاتے تھے۔ ایک طرف تو وہ نہایت مضبوط تھے، ہر قسم کے موسم کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ دوسری طرف ان کے پھلوں میں ذائقہ جنوبی علاقوں کے پودوں کا موجود تھا۔ اور جسامت بھی بڑی تھی۔ اس طرح سے میچورن نے پھاؤں کی کئی اعلیٰ قسمیں حاصل کیں جن میں سے سبب۔ شاہ دانہ اور بیر کی قسمیں۔ بہت مشہور ہیں۔ انھوں نے ان کے علاوہ پرندانہ۔ شفتالو۔ بادام۔ خوبانی۔ آلوچہ وغیرہ کے پودوں کے پیوند سے ان کے نہایت مضبوط درخت حاصل کئے اور تقریباً تین سو قسم کے نئے نئے میوؤں کے درخت اس پیوند بازی سے حاصل کئے۔ چنانچہ میچورن کے ان حیرت انگیز تجربات کا نتیجہ یہ نکلا کہ شفتالو۔ انگور۔ سیب۔ لیمو اور سنترہ وغیرہ کے درخت ملک کے ہر حصہ میں لگائے جانے لگے۔ ۱۹۴۰ء میں شمال کے انتہائی سرد علاقوں میں ان پھاؤں کے درختوں سے ایک کروڑ پچیس ہزار حاصل کئے گئے تھے۔ اور پورے ملک میں باغات کے ۳۴ لاکھ ایکڑ ہو گئے تھے۔ ترقی کی رفتار اتنی تیز تھی کہ ۱۹۳۹ء میں جتنے پھل حاصل ہوئے تھے۔ ۱۹۴۹ء میں ان سے دو گنے حاصل کئے گئے۔ اب اکثر مشترکہ کھیتوں میں باغ لگ گئے ہیں اور ملک کے ہر حصہ میں ہر قسم کے پھل دستیاب ہوتے ہیں۔

میچورن نے پھاؤں کی کاشت میں حیرت انگیز انقلاب پیدا

کر دیا اور اکثر پھلوں اور باغوں کے نام اس کے نام پر رکھے گئے ہیں۔ میچورن کی تحقیقات نے سنترے - لیمو اور اس قسم کے دھتتوں کی ترقی اور ان کے پھیلانے میں بڑی مدد کی ہے چنانچہ منطقہ حارہ اور خاص طور سے جنوبی تفقاز میں سنترے - لیمو - چلیٹی - اور چائے کے زیر کاشت رقبہ میں بہت سرعت سے اضافہ ہوا ہے ۱۹۲۹ء میں صرف جارجیا میں سنترے لیمو وغیرہ اتنے پیدا کئے جاتے تھے کہ سارے ملک کی ضروریات کو پورا کر سکتے تھے۔

۱۹۳۹ء میں اس علاقہ سے ۲۵ کروڑ سنترے وغیرہ باہر بھیجے گئے۔

روسی زرعی سائنس کے ایک اور ماہر لانسکو اپنی بہار کاری کی ایجاد کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں۔ بہار کاری کے طریقوں میں بیجوں کو بونے سے پہلے ان پر حرارت اور روشنی کا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے پودے بونے کے بعد جلد نکل آتے ہیں۔ جلد بڑھ جاتے ہیں اور فصل مقابلتاً نصف مدت میں تیار ہو جاتی ہے۔

ساتھ ہی فی ایکر پیداوار میں ۹۰ سے ۱۸۰ پونڈ تک اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مختلف اجناس کی بہار کاری روس میں ایک عام چیز ہو گئی ہے۔ ۱۹۳۵ء میں ایسے علاقوں کا رقبہ جہاں کاشت بہار کاری کے بعد ہوئی تھی۔ ۲ کروڑ ۷۷ لاکھ ایکڑ تھا اور ۱۹۳۹ء میں ۳ کروڑ ۸ لاکھ ایکڑ ہو گیا اور بعد کے سالوں میں اس میں اور اضافہ ہو گیا ہے۔ اجناس کے علاوہ شکر قند - آلو - روئی

اور دوسری تمام چیزوں کی بہار کاری۔ بھی ایک عام چیز ہو گئی ہے
 لائنسکو نے بہار کاری کے علاوہ انتخاب کے بھی نئے طریقے معلوم
 کئے ہیں۔ ان طریقوں کو استعمال کر کے انھوں نے بہاری گیہوں کی بہت
 ساری اعلیٰ قسمیں معلوم کی ہیں۔ جن کے بونے سے ان کے بیج
 خود آپ اپنے لئے کھا دیکر لیتے ہیں اور ان بیجوں سے
 فی ایکریڈا میں ۱۳۴ سے ۱۸۰ پونڈ تک اضافہ ہو سکتا ہے
 ٹیشن ۱۔ سنہ ۱۸۲۲ء ایک اور سائنس داں اور رکن انجمن
 نے زرعی سائنس کی ترقی میں غیر معمولی حصہ لیا ہے۔ انھوں نے مختلف
 درختوں کی پیوند سازی کے طریقوں کو بڑی ترقی دی ہے۔ خاص
 طور پر جنگلی گھاس میں مختلف آناجوں کے پودوں کے پیوند لگا کر بڑے
 حیرت خیز نتائج حاصل کئے ہیں۔ روس کے بعض علاقوں میں کوہج
 نامی ایک خاص قسم کی خود درگھاس ہوتی ہے جو ہر قسم کے موسم
 بیماریوں اور کیڑوں وغیرہ کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس پر سنہ ۱۹۲۲ء
 میں گیہوں کے پودے کا پیوند لگایا گیا تو ایک ایسا پودا حاصل ہوا
 جس کا وجود دنیا کے کسی حصہ میں نہیں تھا۔ اس میں ایک خصوصیت
 یہ تھی کہ اس قسم کے گیہوں کے بیج بونے کے بعد اس کا پودا پورے
 ایک سال تک رہتا ہے اور اس سے سال بھر میں سات آٹھ فصلیں
 کاٹی جاسکتی ہیں۔ ایک مرتبہ فصل کے کاٹنے کے بعد پودا خشک نہیں
 ہوتا بلکہ پھر بڑھتا ہے۔ دوسری خوبی یہ ہوتی ہے کہ یہ پودے ہر قسم

۸۲
 کی بیماریوں - پالے اور کپڑوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں - چنانچہ
 جب تجربات کی حد سے گزر کر اس کی کاشت بڑے پیمانہ پر کی گئی
 تو ۱۹۳۲ء میں اسکو کے اطراف کے غیر معمولی ناموافق موسمی حالات
 کے باوجود اس گیہوں کے فی ایکڑ ۵۶۰ پونڈ حاصل ہوئے - اور گیہوں
 کا دانہ بھی کافی بڑا تھا - اس نئی تحقیق کی وجہ سے اب ملک کے ہر
 حصہ میں گیہوں کی کاشت ہو رہی ہے - ٹیشن کے پیوند سازی کے
 نظریہ پر دوسرے تحقیقاتی فرزعوں میں بھی نہایت مفید کام ہو رہا
 ہے - شمالی تھقاز میں دارو سپلانک کے تحقیقاتی مرکز میں وہاں
 کے ماہر دیہی معاشیات درزاہون نے ٹیشن گیہوں پر رائی کا پیوند
 لگانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے اس کے علاوہ انھوں نے
 سہ سالہ گیہوں کی بھی ایک قسم پیدا کر لی ہے اس کی خصوصیت یہ
 ہے کہ اس گیہوں کا بیج بونیکے بعد اس کا درخت تین سال تک لگاتا
 فصلیں دیتا ہے - اور ایک سال میں سات فصلیں حاصل ہوتی
 ہیں - اس طرح ایک درخت سے تین سال میں ۲۱ تا ۲۴ فصلیں
 حاصل کی جاتی ہیں -

گیہوں کی کاشت اور ایک سالہ و سہ سالہ گیہوں کی نئی نئی قسموں
 کے حاصل کرنے میں وادیلاٹ کے کمارناے بھی بہت اہم ہیں -
 انھوں نے بھی پیوند سازی کے ذریعہ کئی نئی قسمیں حاصل کی ہیں
 اس کے علاوہ انھوں نے ترکاریوں کی بھی ایسی قسمیں پیدا کی ہیں جو

انہتائی گرم اور انتہائی سرد علاقوں میں ہو سکتی ہیں۔

روس میں سائنس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ نظریوں اور ان کے عملی استعمال میں کوئی بعد نہیں ہوتا چنانچہ گزشتہ چند سالوں میں نظری سائنس میں جس قدر بھی ترقی ہوئی ہے سب کو عملی طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

انقلاب سے قبل روسی کاشتکاروں کو صرف رانی کی روٹی میسر آتی تھی اور اگر کسی دسترخوان پر گیموں کی سفید روٹی نظر آتی تو اسے عمارت کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن اب گیموں ایسے سب علاقوں میں بھی بویا جا رہا ہے جہاں اس سے قبل کبھی نہیں بویا جاتا تھا۔ اب ہر کاشتکار کو گیموں آسانی سے میسر جاتا ہے۔

مٹر آئسفلٹڈ رکن آکادمی آف سائنس کی زیر نگرانی قلب شمائی کے تحقیقاتی مراکز میں غلا اور ترکاری کی کاشت کے متعلق اہم کام انجام دیا گیا ہے۔ ان مراکز میں جو ادش چارہ آلو اور دوسری بہت سی ترکاریوں کی ایسی قسمیں پیدا کر لی گئی ہیں جن کی قلب شمائی کے برفیلے علاقوں میں آسانی سے کاشت ممکن ہے چنانچہ یا قوتیہ کی جمہوریہ میں۔ جہاں سال بھر برف رہتی ہے۔ اور بہت سی مختصر عرصہ کے لئے گرمی کا موسم آتا ہے۔ بہت سارے مشترکہ مزرعے قائم ہیں۔ جہاں نئے اور سائنٹفک طریقوں پر کاشت کی جاتی ہے اور غلہ اور ترکاریوں کی اچھی فصلیں حاصل ہوتی ہیں۔

قسم کے کیڑے معلوم کئے گئے ہیں جو ہر قسم کی بیماریوں اور بیماریوں کے کیڑوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان کیڑوں کی ملک کے بہت سارے تجربہ خانوں میں پرورش کی جا رہی ہے اور انھیں پودوں میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے بڑے پیمانہ پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ کئی قسم کے زہر بھی معلوم کئے گئے ہیں جن کی مدد سے مختلف بیماریوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ زرعی مائنس میں اسفدر غیر معمولی ترقی کی وجہ سے زرعی کیمیا کو بھی کافی فروغ ہوا ہے۔ امونیا کے نملکوں کے متعلق یہ انکشاف ہوا ہے کہ یہ کھاد کے لئے نہایت موزوں ہوتے ہیں۔ یہ نملک اب عام طور پر کھاد کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں سے مختلف تجربہ گاہوں میں ایک خاص قسم کا تجرباتی کام انجام دیا جا رہا ہے اس طریقہ میں پودوں کو مختلف عمروں میں مختلف کھادیں دی جاتی ہیں اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ کس قسم کے کس عمر کے پودے کے لئے کونسی کتنی کھاد دینی چاہئے فی الحال یہ طریقہ ابھی ابتدائی منزل میں ہے لیکن اب تک کے نتائج نہایت حوصلہ افزا ہیں اور توقع ہے کہ یہ تحقیقات آئندہ چلکر زرعی مائنس میں انقلاب پیدا کر دیں گی۔

زار شاہی میں کھیتوں کے لئے اچھی قسم کی کھاد عام طور پر ملتی ہی نہیں تھی اور پتی بھی تھی تو بڑے جاگیرداروں کے کھیتوں کے

لے اب ہر کمیت کے لئے اعلیٰ قسم کی کھاد کافی وافر مقدار میں پیدا کی جاتی ہے۔ نئی کھادوں میں جراثیمی کھاد۔ بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اس نئی کھاد کی وجہ سے پیداوار میں ۲۵، ۳۰ فیصدی اضافہ ہو جاتا ہے۔

زرعی مشینیں بھی اب زراعت کا ایک اہم جز ہو گئی ہیں، اور انہیں بھی تحقیقاتی کام کافی بڑے پیمانہ پر انجام پاتا ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں ٹریکٹروں کے اداروں اور کارخانوں میں کئی قسم کے نئے ٹریکٹر اور مشین تیار کی گئی ہیں جو ڈیزل (Diesel) اور گیس کے انجنوں سے چلتی ہیں۔ خرچ بہت کم آتا ہے۔ بونے اور کاٹنے میں انتہائی سہولتیں حاصل رہتی ہیں اور وقت بہت کم صرف ہوتا ہے انٹیوٹ آف سائیکلنگ نے بیج بونے کی ایک خاص قسم کی مشین بنائی ہیں جن سے بوائی انتہائی مکمل طریقہ پر ہوتی ہے یہ نئے آلات گہروں۔ شکر قند اور دوسرے آناج اور ترکاریوں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں ان مشینوں سے ۲ لاکھ ۱۰ ہزار ایکڑ پر کاشت کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ سورج کھٹی، ازبڑی آناج اور ترکاریوں کی فیصلے کاٹنے کی بھی بے شمار نئی مشینیں ایجاد ہو چکی ہیں۔

سوئٹ سائنس دانوں اور موجدوں نے ایک خاص قسم کی کھاد اور نلکے صاف کرنے کی مشینیں بھی بنائی ہیں جن کی مدد سے شمال کے

غیر معمولی مرطوب علاقوں کی فصلیں اس طرح کاٹی جاتی اور صاف کی جاتی ہیں کہ مرطوبت کا کوئی سفر اثر ان پر پڑنے نہیں پاتا۔

سویٹ روس میں زراعت کے تمام شعبوں میں مشین کا دخل ہو جانے کی وجہ سے کاشتکاری اور باربرداری کے لئے مویشیوں کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ صرف گوشت، دودھ، اون، اور چمڑے کے لئے ان کی پرورش کی جاتی ہے۔ جانوروں کی افزائش نسل اور پرورش کے سلسلہ میں بھی سویٹ سائنس دانوں نے غیر معمولی جدت اور نئی صلاحیتوں کا ثبوت دیا ہے۔ مثال کے طور پر ڈائی ویناف کا ذکر کیا جاسکتا ہے جنہوں نے جانوروں کے دوسلی کے طریقہ سے کئی نئی قسمیں پیدا کی ہیں۔ خصوصاً ان کی پیدا کی ہوئی نسلوں کی نئی قسم بہت مشہور ہے۔ اس کے علاوہ سویٹ روس میں مصنوعی طور پر جانوروں کی تخم ریزی کے طریقہ کو بھی بہت ترقی دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے ایک بیل سے ایک سال میں پندرہ سو کے قریب بچھڑے پیدا کئے جاسکتے ہیں۔ اور ہر بھٹیر سال بھر میں ۱۶ سو کے قریب ... بچوں کا باپ بن سکتا ہے اس کی وجہ سے ایک طرف ۹۵ فیصدی ز جانوروں کی پرورش کی ضرورت باقی نہیں رہتی دوسرے اعلیٰ نسل کا پھیلا نا آسان ہو جاتا ہے۔

روسی زراعت کی کسی شاخ میں بھی چلے جائیں ہر جگہ

ہزاروں سائنس دان اور کاشتکار مختلف مزرعوں کی تجربہ گاہوں میں نئے طریقوں کی تلاش میں مصروف نظر آئیں گے۔ پنجر کو انسانی ضروریات کا تابع بنانے کی جدوجہد صرف چند سائنسدانوں کی جدوجہد نہیں رہی ہے بلکہ حقیقی معنوں میں عوام کی جدوجہد بن گئی ہے۔ چنانچہ اس کا ہلکا سا ثبوت اس سے ملے گا کہ کل سوٹ یونین کی زرعی ناہش ۱۹۳۶ء میں منعقد ہوئی تو اس میں تقریباً ۲ لاکھ سرکاری اور مشنر کہ کھیتوں اور زمینوں اور ٹریکٹروں کی آئینوں اور بے شمار تجربہ گاہوں نے حصہ لیا تھا اور اشتر کی کاشتکاروں نے اپنی چند سالہ جدوجہد کا ایسا غیر معمولی نمونہ پیش کیا تھا جسکی مثال انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے

سوٹ سائنس اور دہاں کے عوام میں غیر معمولی رابطہ ہونے کی وجہ سے سائنس دان بہت بے جگری اور جرات سے اپنے کام کو آگے بڑھاتے ہیں۔ اور ملک کی فوٹ، پیداوار میں اپنی رات دن کی جدوجہد سے اضافہ کرتے ہیں۔ دوسری طرف عام کاشتکار سائنس دانوں کے تجرباتی نتائج کو عملی جامہ پہنا کر خود سامین کو آگے بڑھاتے ہیں۔ روسی کاشتکار اپنے سامین دان میچورن کے اس مقولہ پر عمل کرتے ہیں کہ ہم کو پنجر کی کسی امداد پر بھروسہ کر کے نہیں بیٹھ رہنا چاہئے بلکہ آگے بڑھ کر خود پنجر کی تیج کر رہنی چاہئے۔ ترقی دی تو میں

کر سکتی ہیں۔ جو انسان کے آگے بڑھنے کی صلاحیتوں اور قوتوں
کو ساتھی انسانوں کے غلام بنانے پر صرف نہیں کرتیں بلکہ ان سے
پنجر کی سیخ کا کام لیتی ہیں۔“

ساتواں باب

تقسیم پیداوار کا نظام

نار شاہی میں جس طرح ذرائع پیداوار پر چند انقلاب سے قبل لوگوں کا انفرادی قبضہ تھا اسی طرح تقسیم پیداوار بھی بڑے بڑے تاجروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھ میں تھی۔ تمام صنعتی اور زرعی پیداوار عام کھلے بازار میں اسی طرح فروخت ہوتی تھی جس طرح کہ آج بھی دوسرے ممالک میں ہوتی ہے۔ کارخانے اور کھیتوں سے یہ تاجر مال راست خرید لیتے تھے اور شہری اور دیہاتی ٹھوک فروشوں کے ہاتھ فروخت کرتے تھے۔ یہ ٹھوک

فروش مقامی چلر فروشوں کے ہاتھ اپنی چیزیں بیچتے تھے اور عام شہریوں اور دیہاتیوں کے ہاتھ چسہ زمین ان ہی چلر فروشوں کے توسط سے پہنچتی تھیں۔ اور اس طرح صارفین کو استعمال کی تمام چیزیں کئی ہاتھوں میں گزرنے کے بعد ملتی تھیں جس کی وجہ سے کارخانوں اور کمپنیوں کے نرخ اور بازار کے نرخ میں زمین اور آسمان کا فرق ہوتا تھا۔ اس لئے کہ یہ تمام درمیانی لوگ اپنا نفع لگاتے تھے۔ اس درمیانی نفع اندوزی کو ختم کرنے اور اس پر قابو پانے کے لئے وسط سترھویں صدی میں انگلستان اور اس کے بعد جرمنی میں ایک تحریک شروع ہوئی تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ شہری اور دیہاتوں میں ایسی انجینس قائم کی جائیں جو اپنے اراکین کے مشترکہ سرمایہ سے تمام ضروری چیزیں راست کارخانوں سے خرید کر جمیا کریں اور اس کاروبار کا منافع بجائے درمیانی آدمیوں کو جانے کے صارفین کو جائے۔ یہ تحریک امداد باہمی کی تحریک کہلاتی ہے اس تحریک کے انگلستان اور یورپ میں مقبول ہونے کا اثر روس پر بھی پڑا اور آہستہ آہستہ یہاں پر بھی امداد باہمی کی تحریک فروغ پانے لگی۔ ملک کے مختلف صوبوں میں خاص طور پر شمالی روس کے علاقوں اور یوکرین کے بڑے صنعتی شہروں میں کافی بڑی تعداد میں امداد باہمی کی صارفین کی انجینس قائم ہو گئیں۔ لیکن ان انجینوں کا کاروبار روس کے صرف چند ترقی یافتہ علاقوں تک محدود رہا۔ اور غیر روسی علاقوں

خاص طور پر مشرقی روسی علاقوں میں ان کا وجود بالکل برائے نام رہا دوسرے ان کے کاروبار اور اراکین کی تعداد بہت محدود تھی اور ملک کی سالانہ تجارت میں ان کا حصہ بہت معمولی تھا جسے تاجراور کاروباری لوگ ہمیشہ انکو ناکام بنانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ صرف ایسے علاقوں میں یہ کچھ حل نکلتی تھیں۔ جہاں کچھ سرکاری امداد اور سرپرستی حاصل ہوتی

نومبر ۱۹۱۶ء کے انقلاب کے بعد سویت حکومت انقلاب کے بعد کو سخت معاشی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ایسا ملک جو چار سال کی مسلسل جنگ کے بعد انتہائی طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ تمام زراعت اور صنعتیں تباہ ہو چکی تھیں۔ زندگی بہت غیر محفوظ ہو گئی تھی۔ ملک کا معاشی نظام بہت کچھ درجہ بدم ہو گیا تھا۔ ایسے حالات میں ایک طرف کارخانے جلانے کے بجائے کی تنظیم کرنی تھی۔ دوسری طرف ایسے وسائل اختیار کرنے تھے۔ کہ شہر اور دیہات کے درمیان تجارتی تعلقات قائم کر دیے جائیں اور شہری اور دیہی آبادی کی تمام ضروریات کی چیزیں مہیا کی جائیں۔ ساتھ ہی بیرونی حملہ آوروں کے لئے فوجی تنظیم کی جائے اور اس کے لئے غذا اور سامان کا بندوبست کیا جائے۔ اس کے لئے حکومت نے ایک طرف اپنے تجارتی مرکز قائم کر دیے۔ اور تجارت کو بحال کرنے کی سخت کوشش شروع کی۔ امداد باہمی کی

۹۴
 صارفین کی نئی نئی انجمنیں ملک کے لئے مختلف حصوں میں قائم کر دیں
 اور پرانی انجمنوں کو راست اپنی نگرانی میں لے کر ان کی تنظیم شروع
 کر دی۔ اس لئے کہ ان انجمنوں کے پرانے کارپرداز زیادہ تر ایسے
 تھے جو درمیانی اور اعلیٰ طبقوں سے تعلق رکھتے تھے اور یہ طبقہ
 یوراکاپورا مزدوروں اور کسانوں کی اس نئی حکومت کا باکسل مخالف
 تھا۔ یہ طبقہ ہر طرح اس کی کوشش کر رہا تھا کہ معاشی نظام کسی طرح
 سنبھلنے نہ پائے۔ اور اپنی ان ریشہ دوانیوں میں وہ امداد باہمی کی
 انجمنوں سے بھی بہت فائدہ اٹھا رہا تھا۔ چنانچہ اس طبقہ
 کی کارستانیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے امداد باہمی کی پوری تحریک کو
 حکومت نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ اس تحریک کو اپنے قبضہ
 میں کر لینے کے بعد حکومت کو نئی نئی دفتروں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور وہ
 یہ کہ کاروبار سے واقف اور ایماندار کارکن اور حساب دانوں کا
 ملک میں کال تھا کیمونسٹ اور ہوشیار کارکنوں کو دوسرے کاموں
 سے ہٹ کر اس پر لگایا نہیں جاسکتا تھا۔ اشیاء کی پیداوار میں کوئی
 مرکزیت نہیں تھی اس لئے ان انجمنوں کے لئے اتنا مال مہیا کرنا بہت
 دشوار تھا جتنی کہ مانگ تھی۔ لیکن ان دفتروں کے باوجود ملک کی تجارت
 میں ان انجمنوں کا حصہ مسلسل بڑھتا گیا۔

۱۹۲۰ء کے بعد سوویت حکومت ملک کو تمام
 نئی معاشی پالیسی اندرونی و بیرونی دشمنوں سے پاک کرنے میں

کامیاب ہو گئی۔ اور اس کی جڑیں مضبوط ہو گئیں تو ۱۹۲۱ء میں عام معاشی پالیسی میں تبدیلی کر دی گئی اور اس کا اثر تقسیم پیداوار کے نظام پر بھی پڑا۔ اس نئی معاشی پالیسی کے تحت ایک طرف تو حکومت نے چھوٹے بیوپاریوں کو کاروبار کی عام اجازت دیدی دوسری طرف صارفین کی امداد باہمی کی انجمنوں پر سے اقتدار اٹھالیا گیا اور ۱۹۲۲ء کے قانون میں بھی ان انجمنوں کے جمہوری نظام کو تسلیم کر لیا گیا اس کے بعد سے صارفین کی انجمنیں خود اس کے اراکین چلانے لگیں نئی معاشی پالیسی کے تحت ان انجمنوں کی شرکت کو بالکل عام لوگوں کے صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھی لیکن ملک کے طول و عرض میں روز بروز بے شمار انجمنیں قائم ہونے لگیں اور ان کے اراکین کی تعداد میں بھی انتہائی سرعت سے ترقی ہونے لگی۔ تقسیم پیداوار میں اشتراک کی نظام معیشت کو زیادہ سے زیادہ داخل کرنے کے لئے حکومت نے بھی ان انجمنوں کی ہر طرح امداد کرنی شروع کر دی اور اس کا انتظام کیا کہ ان میں بازار کے چار فردوں کے مقابلہ میں سستا مال مہیا کیا جائے اور تمام سرکاری کارخانوں کا مال ان ہی کے ذریعہ فروخت کیا جائے۔ جس کی وجہ سے یہ انجمنیں بازار کے مقابلہ میں زیادہ سستے داموں پر مال بیچنے لگیں۔ خریداروں کو بونس دیئے گئے۔ اور حصص کی رقم پر منافع بھی تقسیم کیا جانے لگا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چھوٹے سے چھوٹے دیہات میں امداد باہمی کی انجمنیں قائم ہونے لگیں یہاں تک لوگوں کی

ہنگ ایشاء کی پیداوار اور فراہمی سے زیادہ بڑھ گئی اور ان انجنوں
 میں اکثر چیزوں مثلاً جوتے۔ کپڑوں۔ صابن۔ وغیرہ کے لئے رسد
 بندی کر فی بڑی تاکہ ہر شخص کو صرف ضروریات کی چیزیں ملکیں
 طلب اور رسد میں تعاون کہیں پہلے پنجالہ خاکہ کے بعد ہی قائم ہو گا
 انقلاب کے بعد کے دس بارہ سال میں
 پنجالہ نظام عمل جیسے جیسے ملک کی معاشی زندگی ترقی
 پاتی رہی لوگوں کی عام معاشی حالت بھی بہتر ہوتی گئی۔ خصوصاً پہلے
 پنجالہ خاکہ کے بعد سے مزدوروں۔ کاشتکاروں اور رکالوں کی ہر
 میں کافی تیز رفتاری سے اضافہ ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی قوت
 خرید بھی اسی تیزی سے بڑھنے لگی۔ اور امداد باہمی کی انجنوں میں
 اور ان کے اراکین کی تعداد میں نہایت تیز رفتاری سے اضافہ ہونے
 لگا۔ ساتھ ہی ضروریات کی چیزوں اور تفریح و بنا و سنگھار کی چیزوں
 میں اسی تیزی سے اضافہ ہونے لگا۔ اور ان انجنوں کے کاروبار
 میں کافی وسعت پیدا ہو گئی۔ پہلے پنج سالہ خاکہ کے بعد سے نہ صرف
 پورے زرعی اور صنعتی اور پیداواری نظام کو اشتراکی اصول معیشت
 کے تحت لانے کا بیڑا اٹھایا گیا تھا بلکہ اس کی بھی کوشش کی گئی
 تھی کہ ان اشیاء کی فروخت بھی اشتراکی اصولوں پر امداد باہمی کی
 انجنوں کی ذریعہ کے جائے۔ چنانچہ جب صنعتوں اور زراعت
 میں انفرادی ملکیت کا خاتمہ ہو گیا اور امداد باہمی کی انجنوں کی تنظیم

نہایت وسیع ہو گئی۔ تو ان کے مقابلہ میں انفرادی تاجروں کے لئے ملک کی معاشی زندگی میں کوئی مقام نہیں رہا۔ اور ملک کی معاشی زندگی سے یہ طبقہ آہستہ آہستہ غائب ہو گیا۔ چنانچہ پہلے خاکہ کے بعد ہی ۱۹۳۲ء میں ۷۰ فیصدی سے زیادہ تجارت ان انجمنوں کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ اور بحر الکمال سے لیکر پولینڈ تک کوئی علاقہ بھی ایسا نہیں رہا تھا۔ جہاں کے ہر گھاؤں میں کم از کم ایک صارفین کی انجمن نہ قائم ہو گئی ہو۔ اس کے بعد سے نہ صرف ان انجمنوں کی تعداد اور ان کے اراکین میں مسلسل اضافہ ہوتا رہا بلکہ ہزاروں نئی نئی عمارتیں ان کے لئے تعمیر ہو گئیں اور سامان میں مقدار اور نوعیت دونوں کے لحاظ سے غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں امداد باہمی کی انجمنوں کے اراکین کی تعداد ۵ کروڑ سے زیادہ پہنچ گئی تھی۔ ان انجمنوں کے کاروبار کی نوعیت اور وسعت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ لنین گراڈ کی صارفین کی انجمن کے اراکین ۱۹۳۳ء میں ۹ لاکھ ۸ ہزار ہو گئے تھے اور پورے شہر میں اس کی ۴ سو شافین قائم تھیں مرکزی اٹور میں ۲۵ ہزار قسم کی مختلف چیزیں موجود رہتی تھیں۔ اور سامان کی مقدار اتنی تھی کہ اس کا ڈھاتی کڑورڈولز ۱۵ کروڑ روپیہ کا آگ کا بیمہ کروایا گیا تھا۔ اور اس کے بعد سے گزشتہ سالوں میں کاروبار میں ۵۰ فیصدی اضافہ ہوا ہے۔ ماسکو کی انجمن کی بچوں کے کھیلوں کی شاخ میں ۱۹۳۵ء میں ۲ ہزار قسم کے کھلونے ملے تھے۔ اور

لوگوں کو اس پر بھی شکایت تھی کہ انہی تعداد بہت کم ہے اور قسمیں بھی بہت زیادہ نہیں ملتی ہیں۔ بہت ساری انجمنیں نہ صرف کپڑا اور ضروریات کی دوسری چیزیں ہی فروخت کرتی ہیں بلکہ ناپ کے کپڑے بھی سلوا کر مہیا کرتی ہیں اور ان کے یہاں کئی ہزار روزری کام کرتے ہیں۔ بہت ساری انجمنیں اس کا بھی انتظام کرتی ہیں کہ سامان خریدنے کے گھروں پر پہنچا دیتی ہیں۔ اس کے لئے خاص قسم کی تنظیم قائم کی گئی ہے کھانے پینے اور دوسری روزمرہ کی ضروریات کی چیزیں لوگ روزانہ دام دے کر خریدنے کے بجائے کوپن کے ذریعہ خریدتے ہیں مثلاً روٹی کے کوپن خریدنے گئے اور روزانہ وہ کوپن دیکر جس قدر روٹی چاہی لے لی۔ اس سے ہر وقت پیسے ساتھ رکھنے کی زحمت باقی نہیں رہتی۔

ملک کے اکثر شہروں اور صنعتی علاقوں میں صرف کھانے کی بھی انجمنیں قائم ہیں۔ ہر بڑی عمارت میں ایک انجمن ہوتی ہے اور پوری عمارت کے لوگوں کے لئے کھانے مہیا کرتی ہے۔ اس انجمن کی دوکان میں تقسیم کا کام خود انجمن کے رکن کر لیتے ہیں۔ باری باری سے چند لوگ منتظم اور اس کے مددگاروں کے فرائض انجام دے لیتے ہیں یہ دوکان صرف چند گھنٹوں کے لئے کھلتی ہے اور ہر شخص خود وہاں جا کر اپنا کھانا لے جاتا ہے۔ یا وہیں پر کھا لیتا ہے۔ کھانے پینے کی چیزیں اور خاص طور پر روٹیاں بڑے بڑے کارخانوں میں تیار ہوتی ہیں اور انجمن کو سب ضرورت مہیا کر دی جاتی ہیں۔

پورے ملک میں نہ صرف اس طرح سے آسانی کے ساتھ کھانے پینے کی چیزیں ملتی ہیں۔ بلکہ تمام صنعتی علاقوں میں مشین کے فرعوں اسکولوں اور دفاتر سے محقق بڑے بڑے کھانے کے ہال قائم ہو گئے ہیں۔ جن میں معمولی دامنوں پر اچھا کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔ مختلف اداروں میں کام کرنے والے کھانے کی پچھلی میں بجائے گھر جا کر کھانے کے یہیں کھاتے ہیں۔ یہ کھانے کے ہال بہت مقبول ہوتے جاتے ہیں اور بڑی تیزی سے تمام ملک میں ان کا جال پھیلتا جاتا ہے۔ ان میں کھانا نہ صرف خوش ذائقہ ملتا ہے بلکہ ان کی تیاری میں حفظانِ صحت اور غذائیت کا خاص طور پر لحاظ رکھا جاتا ہے

تحریک امداد باہمی شہروں کی طرح دیہاتوں میں بھی اسی تیز رفتاری سے فروغ پا رہی ہے۔ وہی علاقوں کی ان انجمنوں کا مقصد یہی نہیں ہے کہ صرف اپنے اراکین کی ضروریات کو پورا کریں بلکہ اس کا بھی خیال رکھا جاتا ہے کہ اس خرید و فروخت کے کام میں ان کا انا قیمت ضائع نہ ہو جائے کہ اس کا اثر زراعت کے کاموں پر پڑے۔ اس کے لئے فصلوں کے بونے اور کاٹنے کے زمانہ میں ان انجمنوں کے کاروبار کا بڑا حصہ کمیتوں پر منتقل کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ ان کسانوں کو اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لئے گاؤں تک چلکر نہ آنا پڑے۔ ان انجمنوں کی دوکانوں کی حالت اب وہ پہلی سی نہیں ہے جہاں سوائے موٹے جھوٹے کپڑے اور چند ضروری چیزوں کے اور کچھ نہیں ملتا تھا

اب کا شکر کسی معاشی اور معاشرتی زندگی بہت آگے نکل چکی ہے
 اب ان دکانوں میں گرامفون، ریڈیو، بائسکپس، موٹر، مائیکس
 رسائے کتابیں، گھڑیاں، چمڑے کا سامان اور صابن تیل وغیرہ
 وافر مقدار میں دستیاب ہوتے ہیں۔ اور ان کی مانگ بھی روز بروز
 بڑھتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ بعض وقت مانگ اتنی بڑھ جاتی ہے کہ ان
 انجمنوں کے بس سے باہر ہو جاتی ہے۔ ان انجمنوں کی کارکردگی میں
 اسی سرعت سے اضافہ نہیں ہو سکتا کہ جس سرعت سے دوسرے
 معاشی اداروں میں ہوا تھا اس کی بڑی پیچھے تھی کہ ابتداءً ان کو اچھے
 کارپرداز نہیں ملتے تھے دوسرے ان میں منشیوں اور لڑائی کے
 چیلوں نے سازشی جال پھیلا رکھے تھے۔ لیکن دوسرے پچھلے
 خاکہ کے بعد ان دفتروں پر کافی قابو حاصل کر لیا گیا ہے اور ان انجمنوں
 کی کارکردگی میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔

ملک کی پیداوار کی تقسیم کے ۱۰ فیصد سے زائد حصہ پر امداد باہمی
 کی انجمنوں کا قابو ہے۔ بقیہ حصہ پر مختلف دوسرے ادارے قابض
 ہیں۔ مثلاً اکثر کارخانوں میں ملزموں کی اپنی دکانیں قائم ہیں اور ان
 کارخانوں کا زیادہ تر مال ان کی اپنی دکانوں کے ذریعہ فروخت ہوتا ہے
 گزشتہ چند سالوں میں ان دکانوں کی ترقی میں کچھ سرعت پیدا ہو گئی
 تھی لیکن تحریک امداد باہمی کے ہمدردوں کے احتجاج کی وجہ سے انکی
 ترقی اب کافی رک گئی ہے۔ ملک کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے

پیش نظر بعض بڑے مقامات اور صنعتی شہروں میں حکومت نے خود اپنی بڑی بڑی دکانیں کھولی ہیں۔ بعض مقامات کی مقامی میونسپلیٹیوں نے بھی اپنی دکانیں کھلوائی ہیں۔ بعض بڑے شہروں میں جہاں روٹی اور گوشت وغیرہ کے کارخانے ہیں وہاں سے ملحق ان چیزوں کی تقسیم کی بھی دکانیں قائم ہیں۔ ان تمام قسم کی چار فروش کی دکانوں کی تعداد اور کاروبار امداد باہمی کی انجمنوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ البتہ بعض اوقات ان دونوں قسم کی دکانوں میں مقابلہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کی کارکردگی میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

سوئٹ روس میں امداد باہمی
 امداد باہمی کی انجمنوں کی تنظیم کی انجمنیں تین قسم کی ہوتی ہیں
 (۱) دیہی انجمنیں جن کی تعداد سب سے زیادہ ہے اور جن
 کا رکن اس گاؤں کا ہر شخص ہو سکتا ہے۔

(۲) شہری انجمنیں جن کا رکن اس شہر کا ہر شخص ہو سکتا

ہے۔

(۳) ادارے دار انجمنیں جو کسی کارخانے یا ادارے میں ہوتی
 ہیں اور جن کے رکن صرف اس کارخانے یا ادارے کے لوگ ہو سکتے
 ہیں۔

دیہی انجمنیں مختلف حلقوں میں تقسیم کر دی جاتی ہیں اور ہر طبقہ

کی ایک یونین ہوتی ہے۔ شہری انجمنوں کی پوزیشن نہیں ہوتی اس لئے کہ وہ خود یونین کی حیثیت رکھتی ہیں ان کی خود اپنی کئی کئی شاخیں ہوتی ہیں۔ مثلاً لنین گراڈ کی امداد باہمی کی انجمن کے اراکین کی تعداد ۱۲، ۱۳ لاکھ کے قریب ہے اور پورے شہر میں ۵۰۰ سے اوپر شاخیں ہیں۔ انجمنوں کے محاذ سے پورے ملک کو ۳۲ حلقوں یا صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ یہ یونینز اور شہری انجمن اپنی صوبہ داری انجمن کی جواوبلا سٹ کھلاتی ہیں رکن ہوتی ہیں اکثر چھوٹی جمہوریتوں میں ایک ہی اوبلا سٹ ہے اور بڑی جمہوریتوں مثلاً یوکرین میں ایک سے زیادہ ہیں۔ یہ تمام اوبلا سٹ مرکزی انجمن کی رکن ہوتی ہیں۔

ابتدائی دیہی انجمنوں اور شہری انجمنوں کے اراکین ہر دو تین ماہ میں ایک مرتبہ جلسہ عام میں جمع ہوتے ہیں۔ جن میں مرد اور عورتیں یکساں طور پر حصہ لیتی ہیں۔ جلسہ عام میں پورے دو تین مہینہ کے کاروبار پر تنقید ہوتی ہے اور مشورے دیے جاتے ہیں شکایتیں پیش ہوتی ہیں اعلان کی اصلاح کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں۔ جلسہ عام سال میں ایک مرتبہ انجمن کے متحدہ منجر اور مجلس انتظامی کا انتخاب کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک کمیٹی بھی نامزد کی جاتی ہے جو کاروبار میں منجر اور مجلس انتظامی کو مشورہ دیتی ہے اور حساب و کتاب کی تفصیلی جانچ کرتی ہے۔ مجلس انتظامی کے کاروبار کے علاوہ

یونین کے لئے بھی دو تین اراکین گزانا ضروری ہے۔

امداد باہمی کی انجمنوں کی دیہی یونین کی کانفرنس ہر تین ماہ یا چھ ماہ میں ایک مرتبہ ہوتی ہے۔ جس میں تمام رکن انجمنوں کے نمائندے شریک ہوتے ہیں۔ تحریک کی مختلف خامیوں اور کاروبار سے متعلق تمام مسائل پر مباحثے ہوتے ہیں۔ یہ کانفرنس سال میں ایک مرتبہ ایک کونسل کا انتخاب کرتی ہے اور کونسل اپنے صدر اور مجلس انتظامی کے دوسرے اراکین منتخب کرتی ہے اور اد بلاسٹ کے لئے اپنے نمائندے نامزد کرتی ہے ان کا خاص کام تحریک امداد باہمی کو فروغ دینا۔ تمام قسم کی امداد باہمی کی انجمنوں میں تعاون پیدا کرنا اور ان کے درمیانی اختلافات کو رفع کرنا ہوتا ہے۔

صوبہ واری جمہوریاتی ادارے یا اد بلاسٹ کی رکن دیہی یونین کے علاوہ شہری انجمنیں بھی ہوتی ہیں۔ ہر یونین اور شہری انجمن اد بلاسٹ کے لئے اپنا ایک نمائندہ نامزد کرتی ہے۔ اس ادارے کی کانفرنس سال میں ایک یا دو مرتبہ ہوتی ہے۔ جس میں کونسل کا انتخاب ہوتا ہے اور کل روس کی مرکزی امداد باہمی کی انجمن کے لئے نمائندے نامزد کئے جاتے ہیں۔ کونسل کا اجلاس دو تین ہفتوں میں ایک مرتبہ ہوتا ہے اور مختلف یونینز اور شہری

انجمنوں کے باہمی مسائل اور ان کی کاروباری ضروریات سے متعلق مسائل کے تصفیہ کئے جاتے ہیں۔

مرکزی انجمن جس میں تمام جمہوریوں اور صوبہ داری انجمنوں کے اراکین ہوتے ہیں سال میں دو تین مرتبہ اجلاس کرتی ہے۔ اور تحریک امداد باہمی سے متعلق تمام مسائل کا تصفیہ کرتی ہے۔ اپنے تحت کی تمام انجمنوں کے لئے سامان کی فراہمی کا انتظام کرتی ہے اس کے لئے کافی بڑا عملہ رکھا جاتا ہے۔ یہ عملہ انجمنوں کی تنظیم اور نگرانی کا کام بھی کرتا ہے اور ان کے لئے تمام ذرائع حمل و نقل بھی مہیا کرتا ہے۔ ہر قسم کے سامان کی خریدی اور فروشی کا بھی بندوبست کرتا ہے حسابات کی نتیجہ و جانچ کا بھی انتظام کرتا ہے۔

عام طور پر یوں تو ابتدائی تعلیم کا انتظام ہر جگہ مقامی شس کے سپرد ہوتا ہے۔ لیکن امداد باہمی کے سرگرم اور جوشیلے کارکنوں کے لئے جو خاص قسم کی پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں تعلیم کا انتظام امداد باہمی کی انجمنیں خود کرتی ہیں۔ انجمنوں کے نمائندوں اور مختلف کمیٹیوں کے اراکین کو تکنیکل تعلیم کے حاصل کرنے میں خاص امداد دی جاتی ہے۔

۱۰۵
 اور ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی جاتی ہے۔ امداد باہمی کے اپنے
 تعلیمی ادارے ملک کے مختلف حصوں میں قائم ہیں۔ ہر اوبلا سٹ
 کے تحت تکنیکل تعلیم کا ایک مدرسہ ضرور قائم کیا جاتا ہے۔ ماسکوں میں
 امداد باہمی کی ایک اکادمی اور لیمن گراڈ میں ایک انسٹیٹیوٹ بھی ہے
 جن کی تعلیم جامعی تعلیم کے مماثل ہوتی ہے۔ اور ان میں ہر اوبلا سٹ
 کیلئے نشستیں محفوظ رہتی ہیں۔ ان اداروں کے تعلیم یافتہ لوگوں کو بڑی
 بڑی انجمنوں اور مرکزی اداروں میں اہم تکنیکل اور ذمہ داری کی
 خدمت دی جاتی ہے۔

امداد باہمی کی انجمنوں کو ملک کی معاشی اور سیاسی زندگی میں غیر
 معمولی اہمیت حاصل ہوتی ہے اسی طرح ملک کے مختلف اداروں
 اور سوئیٹوں کے لئے ٹریڈ یونیز نمایندے نامزد کرتی ہیں۔ سوئیٹ
 یونین میں امداد باہمی کی انجمنوں اور ان کے اراکین کی تعداد سی
 دنیا کی انجمنوں اور اراکین کی مجموعی تعداد سے زیادہ ہے۔

آٹھواں باب

معاشی تحفظ

دنیل کے کسی ملک پر بھی نظر ڈالئے خواہ وہ یورپ یا امریکہ کا انتہائی ترقی یافتہ سرمایہ دار ملک ہی کیوں نہ ہو وہاں کی معاشی اور معاشرتی زندگی میں ایک چیز خاص طور سے نمایاں نظر آئے گی اور وہ یہ ہے کہ درمیانی طبقہ اور خاص طور پر مزدور طبقہ کی زندگی، انتہائی غیر محفوظ ہوتی ہے۔ دونوں طبقات کے سرور پرست مستقبل کا خوف ہمیشہ منڈلایا کرتا ہے۔ اگر کمانے والا سخت بیمار ہو جائے یا مر جائے تو بچوں اور بیویوں پر آفات اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں اور وہ انتہائی اخلاص اور تباہ حالی کا شکار

۱۰۴
 ہو جاتے ہیں۔ نہ بیماریوں کا علاج ہی ممکن ہوتا ہے اور نہ ہی بچونکی
 تعلیم و تربیت ہی کا انتظام ہو سکتا ہے۔ بڑے سرمایہ دار ممالک
 میں مزدوروں کی مسلسل جدوجہد اور کشمکش کے بعد آئینوں پھینک دینے کے
 مختلف قسم کے نیچے ضرور رائج کر دیئے گئے ہیں لیکن اسنے اس طبقہ
 کو کسی قسم کا معاشی تحفظ حاصل نہیں ہوتا البتہ کسی تدریجی طور پر ضرور مل
 جاتی ہے۔

زاروں کے روس کے جہاں سرمایہ داری بھی ابتدائی حالت میں
 تھی اور جاگیردارانہ نظام کے شکنجے ابھی باقی تھے۔ کھیتوں اور
 کارخانوں میں کام کرنے والے محنت کشوں کی حالت کا اندازہ
 وہ لوگ آسانی سے کر سکتے ہیں جو مشرقی ممالک کے ان طبقوں کی
 کی حالت سے واقف ہیں۔ افلاس اور تباہ حالی سے وہ لوگ
 بے انتہا کچلے جا رہے تھے ان کی کمرٹوٹی جا رہی تھی۔ بنیاد ہی
 معمولی اجرت پر روزانہ ۱۲/۱۲ گھنٹہ کام کرنا ہوتا تھا۔ کسی قسم کے
 بیمہ کا کوئی طریقہ رائج نہیں تھا۔ بیمار ہونے پر گھر کے لوگوں کو کئی
 بھیک کا ٹھیکرا لیکر نکلنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ معذور ہو جانے
 پر گوباز زندگی ہی کا خاتمہ ہو جاتا تھا۔

سویٹ حکومت نے برسرِ اقتدار آتے ہی دوسرے سب سے
 اہم مسائل میں اس مسئلہ کو بھی جگہ دی۔ چنانچہ لینن نے اپنے ابتدائی
 اعلانات میں معاشرتی بیمہ اور معاشی تحفظ کا خاص طور سے ذکر کیا

ہے۔ گزشتہ ۲۴ سال میں کئی مختلف قسم کے بیمہ فنڈ قائم ہو گئے
 ہیں اور ہر سال ان میں تیزی سے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور آج
 دنیا کے تمام محنت کشوں کے برخلاف سویت مزدور یہ محسوس کرتے
 ہیں کہ اگر انھیں کوئی حادثہ پیش آجائے یا وہ مر جائیں تو ان کی بیوی
 بچے لاوارث اور محتاج نہ ہو جائیں گے۔ بلکہ ان کی زندگی بالکل محفوظ
 رہے گی۔ وہ بوجھ جواب تک ان کے کاندھوں پر تھا اب ساری
 قوم اس بوجھ کو اپنے کاندھوں پر لے لیگی۔ بچے اسی طرح تعلیم پاتے
 رہیں گے۔ بیوی اپنی زندگی اسی طرح گزار سکیگی۔ ہر شخص کو قانوناً
 اس کا حق حاصل رہتا ہے کہ وہ روزگار کا مطالبہ کرے اور حکومت
 کا فرض ہے کہ وہ ہر شخص کے لئے روزگار مہیا کرے۔ تمام قسم کے
 بیموں کا انتظام مزدور سنبھالتی ہیں۔ اور ان بیموں کے لئے
 سرمایہ دار ممالک کی طرح مزدوروں کی اجرت سے رقم کاٹ کر
 کوئی سرمایہ جمع نہیں کیا جاتا بلکہ مختلف قسم کی صنعتوں۔ زراعت
 اور دوسرے کاروبار سے حکومت کو جو آمدنی ہوتی ہے اس کا ایک
 جز ہر سال بیمہ کے کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سال ۱۹۴۱ء
 میں روسی موازنہ میں کل آمدنی ۲۱۶۰۰۰ ملین روبلز تھی اور کل
 خرچ ۲۱۶۰۵۲ ملین روبلز تھا اس میں سے تعلیم اور انشورنس
 کے لئے ۴۰۰۰۰ ملین روبلز یا کل خرچ کے ۲۲ فیصدی کے
 قریب مختص کئے گئے تھے۔

سویت روس کے تمام کارخانے اور کھیت مزدوروں اور کاشتکاروں کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں۔ وہی ان کا انتظام کرتے ہیں اور ان سے جو کچھ بھی آمدنی ہوتی ہے وہ ان ہی کی خوش حالی اور احتوں پر صرف کی جاتی ہے۔ ہر کارخانہ اور کھیت کی آمدنی ان میں کام کرنے والوں میں دو طرح تقسیم ہوتی ہے۔ ایک انفرادی اجرتوں کی شکل میں دوسرے معاشرتی انشورنس کی صورت میں۔ ان دونوں کا تعین مزدور سبھائیوں اور کسانوں کی انجمنیں کرتی ہیں ہر سال مزدور سبھائیوں ان مسائل کو حل کرنے کے لئے یکٹاں کرتی ہیں ان کے تصفیہ کی بموجب دونوں مدوں میں رقومات تقسیم کر دی جاتی ہیں۔ ان تصفیوں میں اس کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ ایسے مراعات نہ دیئے جائیں جن سے لوگوں میں لاپرواہی اور کام سے جی چلنے کی ذہنیت پیدا ہونے لگ جائے۔ پہلے پنجسالہ پروگرام کے بعد سے معاشرتی بیمہ کی مرکزیت کو آہستہ آہستہ ختم کیا جا رہا ہے اور ہر کارخانے دنتر اور فرسے ہی میں مرکز قائم کئے جا رہے ہیں جو نہ صرف اجرتوں کا تعین کرتے ہیں اور اجرتیں تقسیم کرتے ہیں بلکہ بیمہ کی رقومات بھی تقسیم کرتے ہیں۔ بیمہ کے حسابات بھی اب مزدور سبھائیوں کے مرکزی دفاتر میں نہیں رکھے جاتے بلکہ ہر مزدور سبھا اس کا انتظام خود اسے طور پر کر لیتی ہے۔ البتہ حسابات کی جانچ اور خرچ کی

نگرانی کے فرائض اب بھی مرکزی یونین کے سپرد ہیں۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے کہ اب تمام انفرادی بھاؤں میں اچھے کارپرداز اور سمجھدار لوگ آگئے ہیں اور مقامی حالات اور ضروریات کو وہ زیادہ اچھی طور پر محسوس کر سکتے ہیں البتہ بیمہ سے متعلق پالیسی کے یقین اور دیگر اہم مسائل کے تصفیہ کے لئے تنظیم میں اور زیادہ مرکزیت پیدا کر دی گئی ہے اور بجائے ہر جمہوریت میں ایک وزارت کے قیام کے پورے ملک کے لئے صرف ایک وزارت قائم کر دی گئی ہے۔ یہ مرکزیت مرکزی مزدور سمجھا کے فیصلہ کی بنا پر کی گئی ہے۔ صحت کے بیمہ سے متعلق سارا نظام۔ جہاں تک اس کے عملی پہلو کا تعلق ہے۔ ہر جمہوریت کی وزارت صحت عامہ چلاتی ہے دوسری تمام چیزوں کا انتظام جس میں تمام قسم کی رقومات کی ادائیاں شامل ہیں مختلف مقامی مزدور بھاؤں کے سپرد ہے اور مرکزی مزدور سمجھا ان سب میں باہمی تعاون پیدا کرتی ہے۔ اور ان سب کے کام پر نگرانی بھی رکھتی ہے۔

معاشرتی بیمہ کے تحت سویٹ یونین میں بسنے والی ہر مزدور عورت اور بچے کے لئے ہر قسم کے معاشی تحفظ کا انتظام کیا گیا ہے اس میں اس کا کوئی لحاظ نہیں رکھا جاتا کہ اس سے فائدہ اٹھانے والے کی آمدنی کیا ہے۔ انشورنس فنڈ میں اس کا حصہ کیا ہے بلکہ ہر شخص کو اس کی ضروریات کے لحاظ سے امداد دی جاتی ہے۔ ہر ممکنہ بیموں کے علاوہ مرکزی حکومت اور مختلف جمہوریتیں اپنے مختلف

۱۱۱
 مدت میں سے بھی معاشی تحفظ سے متعلق ضروری چیزوں پر قوت
 صرف کرتی ہیں۔ اور مزدوروں اور کسانوں کی دھنیں بھی کئی مختلف
 طریقوں سے ان کاموں میں حصہ لیتی ہیں۔ اس بیمہ کے تحت گو کہ
 بے شمار کام انجام پاتے ہیں لیکن بڑی دلچسپ اور حیرت خیز چیز یہ
 ہے کہ پوری تنظیم انتہائی سادہ اور آسان ہے اور ہر شخص کو ہر امداد بالکل
 وقت پر مل جاتی ہے۔

سوئٹ یونین میں بسنے والے ہر شخص کی جسمانی صحت اور طبی امداد
 سے متعلق تمام ضروریات کی تکمیل اسی بیمہ فنڈ سے کی جاتی ہے جس
 کی تفصیل میسویں باب میں دی گئی ہے۔ جب کوئی شخص مرجاتا ہے
 تو تجزیہ و محققین کے تمام اخراجات بیمہ فنڈ سے ادا ہوتے ہیں۔ اور
 پس ماندگان کے لئے فوراً ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔
 کوشش یہ کی جاتی ہے کہ انکی معاشی اور معاشرتی زندگی پر مرنے
 والے کی وجہ سے کوئی اثر نہ پڑنے پائے۔ خاص طور سے اگر پس ماندگان
 ایسے ہوں جو برسر روز گانہ ہوں تو ان کی ہر ضرورت کی تکمیل پر خاص
 توجہ کی جاتی ہے۔ جوار کان روزگار کے قابل ہیں ان کے لئے فوراً
 روزگار مہیا کیا جاتا ہے۔ بچوں کی تعلیم کی پوری ذمہ داری لے لی جاتی
 ہے۔ اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے اور اس کی بیوی اس قابل
 نہ ہو کہ اپنے بچوں کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام کر سکے تو اس کی آمدنی
 میں ضروریات کے لحاظ سے اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اگر کوئی مزدور

یا کاشتکار یا سپاہی کسی شین وغیرہ سے یا میدان جنگ میں مہربان ہے۔
تو اس کے پیمانہ نگان کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ امداد دی جاتی
ہے۔

مختلف کارخانوں کھیتوں ڈوفا تر میں کام کرنے والوں کو بیماری
کی صورت میں ہر قسم کی طبی امداد دھیا کی جاتی ہے۔ اس کے لئے پہلے
مزدور سبھل کے ڈاکٹر کے پاس معائنہ کروانا ہوتا ہے۔ وہ بیماری
کا صداقت نامہ جاری کرتا ہے جس میں اسکی بھی صداقت ہوتی ہے کہ
کس قسم کے علاج کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد اسے حسب ضرورت
اعلیٰ سے اعلیٰ طبی امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اس پورے علاج کے
اخراجات بیمہ فنڈ سے ادا کئے جاتے ہیں۔ اور مریض کو بیماری کے
زمانہ کی پوری اجرت بھی ملتی ہے۔

جب کوئی شخص کسی حادثہ کی وجہ سے کام کرنے کے قابل نہیں
رہتا تو اسے معاشرتی بیمہ سے خاطر خواہ مدد دی جاتی ہے۔ اس کے
لئے ڈاکٹروں کا ایک بورڈ اس کا معائنہ کرتا ہے۔ اگر وہ اس حادثہ
میں کام کرنے سے بالکل معذور ہو گیا ہو تو اسے تمام عمر اتنی رقم ملتی
ہے جسقدر اسے تنخواہ یا اجرت کے طور پر ملتی تھی۔ ایسے لوگ معذور
تو ہو جاتے ہیں لیکن چل پھر سکتے ہیں انھیں اجرت کا تین چوتھائی
حصہ تمام عمر ملتا ہے۔

جب کوئی عورت حاملہ ہو جاتی ہے تو اسے نہ صرف ہر قسم کی

طبی امداد دی جاتی ہے بلکہ طبی مشورہ بھی مفت دیا جاتا ہے زرنگی سے دو ماہ قبل اور دو ماہ بعد پوری تنخواہ کے ساتھ چھٹی ملتی ہے زرنگی کے تمام اخراجات بمیہ فنڈ سے ادا کئے جاتے ہیں بلکہ شیر خوار بچے کو پینے کی پانی بھری بوتلی دی جاتی ہیں۔ اور بچے کی شیر خوری کے لئے ۲۰ روپے روزانہ ۱۳ روپے میہ ماہانہ علیحدہ دیئے جاتے ہیں

سویٹ دستور کی رقم ۱۱ کی رو سے سویٹ یونین کے ہر شخص کا یہ حق ہے کہ اس کے لئے روزگار فراہم کیا جائے اور کام کی نوعیت اور مقدار کے لحاظ سے اسے اجرت دی جائے۔ جن اشخاص کے لئے روزگار فراہم نہ ہو سکے ان کے اخراجات کی ذمہ داری بمیہ فنڈ پر ہوتی ہے لیکن یہ ایک بہت غریب و پست چیز ہے کہ ۱۹۲۰ء کے بعد سے ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی کہ کسی شخص کو سچی بے روزگاری کا الائنس دیا گیا ہو اس لئے کہ بے روزگاری کا ملک میں وجود ہی نہیں ہے۔ روسی معاشی زندگی کی غیر معمولی ترقی نے اتنے غیر معمولی مواقع فراہم کر دیئے ہیں کہ مزدور بھائیں ہر شخص کے لئے فوراً روزگار مہیا کر دیتی ہیں، اگر کوئی مرد یا عورت اپنی زندگی کے کسی مرحلہ پر اپنی کارکردگی میں اضافہ کر سکے تو ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنا چاہئے تو مزدور بھائیں فوراً اس کا بندوبست کرتی ہیں اور اس دوران میں اس کے اخراجات خود برداشت کرتی ہیں۔ روسی قانون ۱۹۲۰ء کے کوئی شخص بیکار نہیں رہ سکتا۔ سوائے ایسی صورت کے جبکہ کسی بیمار یا مہینگی کی وجہ سے اسے مجبور ہو جائے

۱۱۴
اور جس کے لئے ڈاکٹر تصدیق کر دیں۔

بیمہ فنڈ کی اور دوسری سرگرمیوں میں آرام گاہوں اور تفریح گاہوں کا انتظام بھی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں اور خاص طور سے قفقاز اور کریمیا کے تمام شاہی محلوں اور جائیدادوں کی رہائش گاہوں کو ان کے لئے وقف کر دیا گیا ہے ان کے علاوہ بے شمار نئی نئی عمارتیں بھی تعمیر کی گئی ہیں۔ مزدور بسھائیں اس کی کوشش کرتی ہیں کہ ان کے ہر رکن کو بیماری اور ضرورت کی صورت میں کسی نہ کسی آرام گاہ میں جگہ مل سکے اور ہر رکن ہر سال اپنی چھٹیوں اپنی پسند کی تفریح گاہ میں گزار سکے ان تمام اداروں سے متعلق انتظام مزدور بسھاؤں کے سپرد ہوتا ہے گزشتہ پندرہ سال سے ملک میں امداد باہمی کی قرضہ کی کمی نہایت سرت سے ملک کے لوگوں میں دعوتیں میں مینگی جاتی ہیں انجمنیں اپنے اراکین کو بغیر کسی کفالت کے چھوٹے چھوٹے قرضے فوری ضروریات کے لئے دیتی ہیں۔ ان کی نوعیت ان دیہی قرضہ کی انجمنوں کی سی نہیں ہے۔ جیسی کہ ہندوستان جرمنی اور دوسرے ممالک میں قائم ہیں۔ جہاں قرضہ کفالت پر دیا جاتا ہے اور قرض لینے والے اس قرضہ کو زیادہ نفع کھانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ روسی قرضہ کی انجمنوں میں قرضہ کو کوئی سود نہیں دیا جاتا۔ اراکین فوری ضرورت کے لئے چھوٹی چھوٹی قرضات ان انجمنوں سے لیتے ہیں اور جلد واپس

کرتے ہیں۔ یہ انجمنیں اپنے اراکین کو وقت پڑنے پر توتا
 بطور تحفہ بھی دیتی ہیں۔ بیمار آدمیوں کو جن کی آمدنی ناکافی ہوتی ہے
 یہ مالی امداد دیتی ہیں۔ ان انجمنوں کا رکن ہر شخص ہو سکتا ہے لیکن
 زیادہ تر مزدور سبھاؤں کے اراکین اس کے رکن ہیں۔ اور مزدور سبھاؤں
 ان انجمنوں کو چلاتی ہیں ان کے لئے سرمایہ بیمہ فنڈ میا کرتا ہے۔
 اور اخراجات کی پابجائی کے لئے ہر رکن اپنی آمدنی کا نصف فی صدی
 ادا کرتا ہے۔ معاشرتی بیمہ کی سرگرمیاں استقری بڑے پیمانہ پر ہیں
 کہ اس کا اندازہ دوسرے ممالک میں رہنے والوں کے لئے دشواری
 ملک میں بسنے والے بس گروڈ انسانوں کی بہت بڑی تعداد کی بے شمار
 معاشی اور معاشرتی ضروریات اسی بیمہ فنڈ سے پوری ہوتی ہیں۔
 دوسرے پچالہ پروگرام کے بعد اس نظام نے پورے شہری علاقہ اور
 کافی دیہی علاقوں کا احاطہ کر لیا تھا اور توقع تھی کہ تیسرے پروگرام کے
 ختم پر یہ نظام مکمل ہو جائیگا۔

معاشرتی بیمہ کے تحت کام کرنے والوں کو بڑھاپے میں خاص
 قسم کی سہولتیں اور احیتیں بہم پہنچائی جاتی ہیں جب مرد ساٹھ سال
 کے ہو جاتے ہیں یا عورتیں ۵۵ سال کی ہو جاتی ہیں تو انہیں ان کی
 اجرت کا ۵ فیصدی بطور پنشن کے دیا جاتا ہے جو لوگ زیر زمین کانوں
 اور کیمیائی اشیاء کے کارخانوں وغیرہ میں کام کرتے ہیں ان کی پنشن
 میں دس بارہ فیصدی تک اضافہ بھی کر دیا جاتا ہے۔ غیر معمولی دماغی

کام کر نیوالے سائیس دانوں کو نیشن بھی ان کی تنخواہ کے مساوی دی جاتی ہے نیشن یا فنتہ کام کر نیوالوں کی انجمن قائم ہیں جن کو بیمہ فنڈ سے ہر قسم کی امداد پہنچائی جاتی ہے اور وہ اپنے اراکین کی صحت اور تفریح کا خیال رکھتی ہیں انجمن دستکاری کی تعلیم دیتی ہیں تاکہ وہ آسانی سے اپنی آمدنی میں کافی اضافہ کر سکیں اور ان کے لئے مہر و منت بھی کل لگے۔ ان کے لئے آرام گاہوں اور تفریح گاہوں کو دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں ان کی انجمن ہر قسم کی طبی امداد کا انتظام کرتی ہیں حتیٰ کے مصنوعی دانت وغیرہ تک مہیا کرتی ہیں۔ وہ لوگ جو زیادہ ضعیف اور معذور رہو جاتے ہیں انکے لئے زاروں اور بڑے جاگیر داروں کے بے شمار محل مخصوص کر دیئے گئے ہیں جہاں ہر قسم کا آرام مہیا کیا جاتا ہے اور تفریح کے لئے کتابیں اجارہ گرامفون اور ریڈیو مہیا کئے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۸ء میں انکی انجمنوں نے مختلف ضروریات پر ۵ کروڑ ۷۰ لاکھ روپے صرف کئے تھے۔ انکی انجمن اپنے اراکین کی بنائی ہوئی چیزیں بازار میں فروخت کر کے اس کے دام اراکین میں تقسیم کر دیتی ہیں۔

زار شاہی میں بوڑھا کسان سارے خاندان کے لئے وبال جان ہو جاتا تھا اور ہمیشہ موت کا طالب رہتا تھا۔ اشتراکی نظام نے کاشتکار کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اب ضعیف کاشتکار اپنے خاندان کا محتاج نہیں رہتا بلکہ ملکوت اس کی تمام

راحتوں اور دھچپیوں کی ذمہ داری اپنے سر لے جیتی ہے۔ اس کیلئے
 ہر مشترکہ کھیت اپنی آمدنی کا دو فیصدی وقف کرتا ہے۔ ۱۹۳۰ء
 میں ڈیڑھ کروڑ ضعیف کاشتکاروں کے فنڈ سے خرچ ہوئے تھے۔
 سویت قانون کی رو سے ہر شخص کو اس کا حق حاصل ہے کہ
 بڑھاپے اور بیماری میں اسکی ساری ذمہ داری حکومت اٹھائے

حصه دوم

سیاسی زندگی

”تمام دنیا میں روس ہی ایک ایسا ملک ہے جس نے تمام قوموں
تمام نسلوں بلکہ تمام انسانوں میں حقیقی قسم کی معاشی مساوات پیدا کی
ہے اور عورتوں کو آزادی دیکر ایک ایسی جمہوریت کا نمونہ پیش کیا ہے
جس کی نقل جنگ کے بعد ساری دنیا کو اور خود امریکہ کو بھی کرنی ہوگی۔
اسی حقیقی جمہوریت کا ہی یہ نتیجہ ہے کہ آج روس انسان کی سرکردگی
میں جرمنی جیسے ملک کا مقابلہ کر رہا ہے۔ جنگ کے بعد کی دنیا میں
امن قائم کرنے میں۔ چین۔ انگلستان۔ اور دیگر اتحادی اقوام بہت
بڑا حصہ لیں گی۔ لیکن حقیقی امن کے لئے روس کے نقطہ نظر کو اور
روس اور امریکہ کے اتحاد کو بہت بڑی اور بنیادی حیثیت حاصل رہے گی۔“

(مشٹر ڈبلیو۔ نے۔ ولیس نائب صدر ممالک متحدہ امریکہ)

۸ نومبر ۱۹۴۲ء

نواں باب

سویٹ حکومت

(۱۱)

سویٹ روس کا نظام معاشرت اور معیشت سرمایہ دار ملک کے نظاموں سے مختلف بنیادوں پر قائم ہے۔ یہاں پر حکومت کا کام سرمایہ داروں یا زمینداروں کی پشت پناہی کرنا نہیں بلکہ مزدوروں اور کسانوں کی پشت پناہی کرنا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ ان کو باقتدار بنانا ہے۔ انکی حکومت قائم کرنا ہے اور طبقہ داری کشمکش کا خاتمہ کر کے ایک غیر طبقہ داری نظام زندگی قائم کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سویٹ حکومت کا نظام حکومت ساری دنیا کے نظاموں سے

بہکل مختلف ہے اور اسکو سمجھنے کے لئے ان چیزوں کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد جب مزدور طبقہ کو اقتدار حاصل ہو گیا تو ملک میں مزدور طبقہ کی ڈکٹیٹر شپ قائم کر دی گئی۔ اور یو ری مشین کو اس طرح ڈھالا گیا کہ مزدور جماعت کی حکومت کے احکام میں مدد دے۔ ہر دیہات اور شہر میں سوئس قائم (SOVIETS) کی گئیں جن کے اراکین مقامی مزدوروں اور کسانوں کے منتخب کردہ تھے اور تمام اقتدار ان سوئسوں کے ہاتھ میں منتقل کر دیا گیا۔

۱۹۲۱ء کے بعد جب تمام بیرونی اور اندرونی دشمنوں کا پرکھل دیا گیا تو ملک کی بڑی بڑی قومیتوں مثلاً یوکرین۔ سفید روس اور روس خاص اور قفقازی قومیتوں کی سوئس نے ایک مرکزی حکومت کے قیام کی تجویز منظور کی اور ان تمام جمہوریوں کی ایک یونین بنائی جس میں بعد میں مشرقی روس کی دوسری جمہوریتیں بھی شریک ہو گئیں۔ اس نئی حکومت کے لئے ایک دستور بھی مرتب کیا گیا جس نے ۱۹۲۴ء میں قانون کی شکل اختیار کی۔ یہ رمانہ ایسا تھا جبکہ نہ صرف درمیانی طبقہ کے مخالف انقلاب عناصر اچھی ملک میں کافی تعداد میں باقی تھے بلکہ تجارت اور صنعتوں کا کافی بڑا حصہ بھی ملک ان کے ہاتھ میں تھا۔ اس کے علاوہ کسان طبقہ ابھی اسی پرانے نظام معیشت میں تھا۔ اور بڑے سرمایہ دار کاشتکار

اس نظام کے مخالف تھے۔ انکی یہ مخالفت سلسلہ ۱۹۲۰ء کے پنجسالہ پروگرام کے بعد سے اور بھی تیز ہو گئی تھی۔ اس زمانہ میں پورا اقتدار مزدور طبقہ کے ہاتھ میں رہا تاکہ اشتراکی نظام معیشت اور معاشرت قائم کرنے کے لئے تمام مخالف قوتوں پر قابو پانے میں سہولت ہو۔ دوسرے پنجالہ نظام ہمیں کے ختم کے قریب جبکہ ملک صنعتی اور زرعی پیداوار کے ۹۰ فیصد فی سال اشتراکی بنیادوں پر آگئے تو اشتراکی نظام معیشت نے معاشرت میں بھی انقلاب پیدا کر دیا اور ضرورت اس کی محسوس ہوئی کہ ملک کے دستور میں تبدیلی کر دی جائے اس لئے کہ کسی ملک میں قانون اس ملک کے لوگوں کے باہمی تعلقات میں استواری پیدا کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اور جوں جوں معاشی زندگی میں تبدیلی ہوتی ہے تو ان تعلقات میں بھی تغیر پیدا ہونا ہے اور اس تغیر کے ساتھ تمام قوانین بھی بدل دینے ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمام سوئیس کی ساتویں کانگریس نے ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء کو یہ تصفیہ کیا کہ ۱۹۲۴ء کے دستور میں تبدیلی کر دینی چاہئے اور ایسا دستور مرتب ہونا چاہئے جس میں ہر شخص کو مساوی حقوق حاصل ہوں اور پورا نظام اور زیادہ جمہوری اصولوں پر آجائے۔ اس کانگریس کی سفارش پر فروری ۱۹۳۵ء میں سوئٹ یونین کی مرکزی مجلس انتظامی نے اسائن کی صدارت میں ایک کمیٹی مقرر کی تاکہ وہ دستور مرتب کر کے پیش کرے۔ اس کمیٹی نے ہنوبر مرتب کرنے کے بعد تمام ملک کے سامنے پیش کر دیا۔ تاکہ ہر کارخانے

ہر مزرعے اور ہر دفتر میں اس پر مباحثہ ہو چنانچہ تقریباً ایک سال تک پورے ملک میں صرف ایک ہی موضوع بحث رہا اور پریس میں ہزاروں تجویزیں اور اعتراضات امداد مندوار ہونے لگے۔ ان سب کی روشنی میں مناسب ترمیمیں کرنے کے لئے آل یونین آف سٹوٹس نے یکم دسمبر ۱۹۳۶ء کی کانگریس میں ۱۲۲۰ راکمیں کی ایک کمیٹی مقرر کی۔ اس کمیٹی نے اسکو زیمیا ت کے بعد آخری شکل دی جسے ۵ دسمبر ۱۹۳۶ء کو قانونی شکل حاصل ہو گئی۔ اور یہی دستور اس وقت ملک میں نافذ ہے۔

نظام حکومت :- سویٹ اشتر کی جمہوریتوں کی یونین (R. S. S. U.) ۱۶ قومی یونین جمہوریتوں کا ایک دفاق ہے۔ ہر جمہوریت کو مساوی حقوق حاصل ہیں۔ ہر ایک کا اپنا انگ دستور ہے۔ ہر ایک کو یونین سے علیحدگی کا حق حاصل ہے۔

۱۹۳۴ء سے اس یونین میں دفاق روس کی یونین (R.F.S.S.) اور یوکرین۔ باسلوروس۔ آذربائیجان۔ طارجیا۔ آرمینا۔ ترکمانیہ۔ ازبک۔ تاجک۔ قازق۔ خرغیز۔ کیریلما۔ لٹویا۔ لتھوانیا۔ اور استھونیا کی اشتر کی یونین جمہوریتیں شریک ہیں۔ ان میں سے ۷ یونین جمہوریتوں کی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے۔

یونین جمہوریتیں خود ۱۹ خود مختار سویٹ اشتر کی جمہوریتوں ۹ خود مختار علاقوں اور ۱۰ قومی حلقوں پر مشتمل ہیں۔ جن میں سے

آزید ایس۔ ایف۔ آر۔ میں ۱۵ خود مختار سویت اشتراکی جمہوریتیں۔
 ۱ خود مختار علاقے اور ۱۰ قومی حلقے ہیں۔ آذربائیجان کی یونین
 جمہوریت میں ایک خود مختار جمہوریت اور ایک خود مختار علاقہ ہے
 جارجیا میں ۲ خود مختار جمہوریتیں اور ایک خود مختار علاقہ ہے۔ از
 بک یونین جمہوریت میں ایک خود مختار جمہوریت ہے اور تاجک
 یونین جمہوریت میں ایک خود مختار علاقہ۔ اس طرح سے یونین جمہوریتیں
 خود مختلف آزاد قومی علاقوں اور حلقوں کا ایک وفاق ہیں جس کی
 وجہ سے چھوٹی سے چھوٹی قوم کو بھی ہر طرح کی معاشی اور معاشرتی
 آزادی حاصل رہتی ہے اور ہر ایک کو مساوی حقوق حاصل سے ہیں۔
 یونین جمہوریتوں کا اپنا الگ دستور ہوتا ہے اور داخلی نظم
 و نسق کے تمام اختیارات ہوتے ہیں۔ مرکزی حکومت کے تحت چند
 مشترکہ مسائل ہوتے ہیں مثلاً۔ خارجی تجارت۔ خارجی حکمت عملی۔
 دفاع۔ دستور سازی۔ معاشی نظام کی خاکہ سازی۔ رسل و رماں
 ایسے بنک اور صنعتی ادارے جن کا تعلق پورے ملک سے ہو۔ اشتراکی
 قوانین کی پابندی۔ اور تمام جمہوریتوں میں میعار زندگی کام کے
 اوقات۔ معاشرتی۔ بیمہ اور صحت عامہ کا یکساں معیار برقرار رکھنا وغیرہ
 مرکزی حکومت کا سبب۔ سے بااقتدار ادارہ اعلیٰ سویت (Soviet Union)
 (Soviet Union) ہوتا ہے جسے سویت پارلیمنٹ کا نام بھی دیا جاتا
 ہے۔ اعلیٰ سویت دو ایوانات پر مشتمل ہوتی ہے۔ جس میں ایک سویت

آف دی یونین ہوتی ہے اور دوسری قومیتوں کی سویٹ۔ دونوں کا انتخاب راست ہوتا ہے۔ اور ملک کے تمام بالغ مرد اور عورتیں اس کے لئے ووٹ دے سکتی ہیں۔ یونین آف دی سویٹ کے لئے پورے ملک کو تین لاکھ آبادی کے حلقوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور ہر حلقہ سے ایک نمائندہ منتخب کیا جاتا ہے اور اس طرح اس میں کل ۵۶۹ نمائندے ہوتے ہیں۔ قومیتوں کی سویٹ میں ہر یونین جمہوریت سے ۲۵ اراکین۔ ہر خود مختار جمہوریت سے ۱۱ اراکین ہر خود مختار علاقہ سے ۵ اراکین اور ہر قومی حلقہ سے ایک کن منتخب ہو کر آتا ہے۔ قومیتوں کی سویٹ کے کل اراکین کی تعداد ۵۴۴ ہوتی ہے۔ ان دونوں ایوانات کے اختیارات بالکل مساوی ہوتے ہیں۔ قومیتوں کی سویٹ میں روسی وفاقی جمہوریت (Российская Федерация) جس کی آبادی ۱۰ کروڑ ہے اس کے بھی ۲۵ اراکین ہوتے ہیں اور جمہوریہ ارمنیا جس کی آبادی ۳۰ لاکھ ہے اس کے بھی ۲۵ اراکین اور اس کے مقابلہ میں یونین آف دی سویٹ میں روسی وفاقی جمہوریت کی آبادی کے تناسب سے ارمنیا سے ۲۳ گنا اراکین زیادہ ہوتے ہیں۔ اور اس طرح بڑی جمہوریتوں کو پہلے ایوان میں اور دوسری تمام چھوٹی قومیتوں کو دوسرے ایوان میں اکثریت حاصل رہتی ہے جس کی وجہ سے کوئی ایسی چیز طے نہیں ہو سکتی جو کسی ایک کے بھی مفاد کے خلاف ہو۔ دنیا کی دستوسازی کی تاریخ میں پہلی مثال

ہے کہ دونوں ایوانوں کے اراکین رابست عام انتخاب کے ذریعہ آتے ہیں اور دوسرا ایوان اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ تمام قوموں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔ مرکزی حکومت کے تمام مسائل کے متعلق قوانین یہی پارلیمنٹ بناتی ہے۔

اعلیٰ سویٹ کا اجلاس چونکہ مسلسل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کے اجلاس جلد جلد طلب کئے جاسکتے ہیں اس لئے یہ ایک پریسڈیم کا انتخاب کرتی ہے جو بطور ایک مجلس اعلیٰ کے کام کرتی ہے۔ اس میں ہر یونین جمہوریت کا ایک رکن ہوتا ہے اور جس زمانہ میں سویٹ اعلیٰ کے اجلاس نہیں ہوتے تو پریسڈیم ضروری قوانین بناتی اور منظور کرتی ہے۔ وزراء کا تقرر کرتی ہے ان کو برطرف بھی کر سکتی ہے یا ان میں کم از کم دومرتبہ اعلیٰ سویٹ کے اجلاس ضرور طلب کرتی ہے اگر دونوں ایوانوں میں بنیادی اختلاف رہے ہو جائے تو دونوں کی تخیل کر کے نئے انتخاب کر سکتی ہے۔ بین الاقوامی معاہدات کی توثیق کر سکتی ہے وفاق کے لئے ضروری تدابیر اختیار کر سکتی ہے اور وہ تمام امور جو اعلیٰ سویٹ کے اقتدار میں ہوں ان کے متعلق تصفیہ کر سکتی ہے۔ لیکن اسے اپنے تمام فیصلوں کی توثیق سوٹ اعلیٰ سے کر دینی ہوتی ہے۔

پریسڈیم کے علاوہ سویٹ مجلس (Council of Ministers) کا بھی انتخاب کرتی ہے یہ کیسا

یا وزراء مختلف محکموں کے صدر بنائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی دستور کی کسی طرح کی غلط دہری کیے تو پریسڈیم اس کے تصفیہ کو کالعدم کر دیتی ہے۔ یہ مجلس کیسا مختلف جمہوریتوں کے کیسا روں کے کاموں میں تعاون عمل پیدا کرتی ہے۔ اور مناسب ہدایتیں دیتی ہے۔ اور ملک کی معاشی زندگی۔ امن و امان اور فوجی مسائل سے متعلق ضروری عملی تدابیر اختیار کرتی ہے۔ یہ کیسا میں عام طور پر دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن کا تعلق پورے ملک اور مرکزی حکومت سے ہوتا ہے مثلاً دفاع۔ امور خارجہ۔ بیرونی تجارت۔ وغیرہ۔ دوسری وہ جن کا تعلق پورے ملک سے بھی ہوتا ہے اور ہر یونین جمہوریت سے بھی مثلاً فنانس۔ خاکہ سازی وغیرہ۔ ان کے لئے مرکزی حکومت کے علاوہ ہر جمہوریت میں بھی وزارتیں ہوتی ہیں مرکزی حکومت کے کیسا جمہوریتوں کے وزراء کے کام میں صرف تعاون پیدا کرتے ہیں

مرکزی حکومت میں جس طرح ایک اعلیٰ سویٹ ہوتی ہے اسی طرح ہر یونین جمہوریت میں بھی ایک اعلیٰ سویٹ ہوتی ہے لیکن فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ یونین جمہوریت کی اعلیٰ سویٹ میں صرف ایک ہی ایوان ہوتا ہے۔ اس میں بھی ایک پریسڈیم اور مجلس کیسا ہوتی ہے خود مختار جمہوریتوں میں بھی ایک اعلیٰ سویٹ اسی طرح ہوتی ہے ان اعلیٰ سویٹوں کے علاوہ ہر شہر اور ہر دیہات میں ایک مقامی

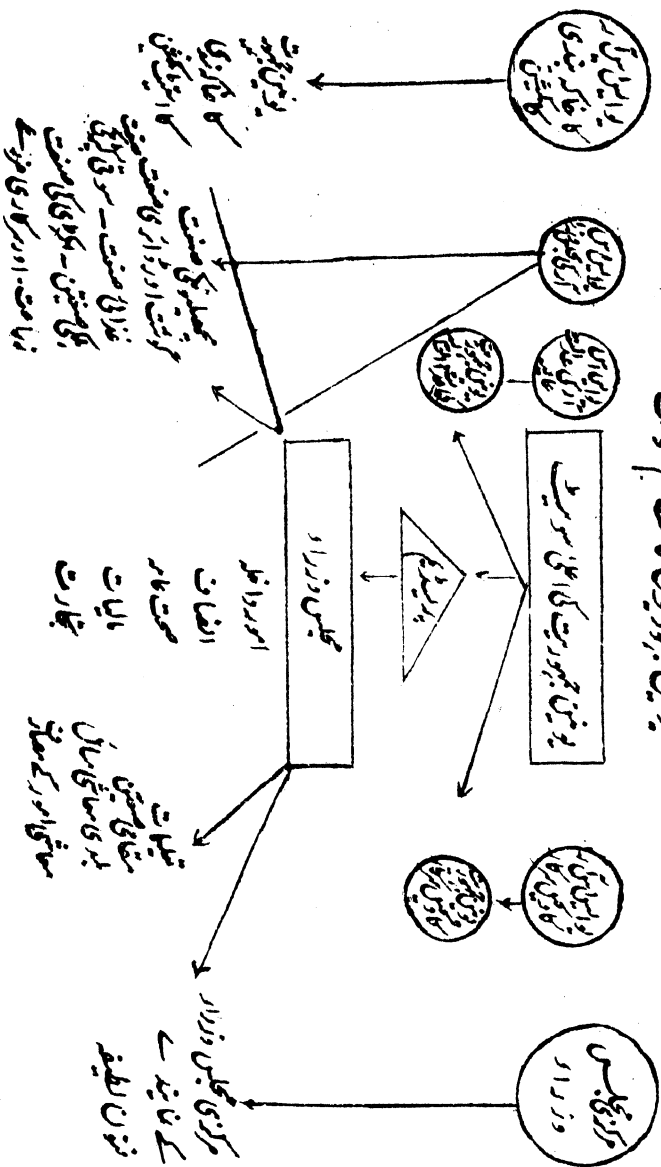
سوئٹ ہوتی ہے اور اس کے بھی تمام اراکین نام انتخاب کے ذریعہ آتے ہیں۔ ان مقامی سوئٹوں کے اراکین کی تعداد اس شہر کی آبادی اور یونین جمہوریت کے دستور پر منحصر ہے ماسکو میں ہر تین ہزار آدمیوں میں ایک رکن منتخب ہوتا ہے۔ اور اس طرح ماسکو سوئٹ میں تقریباً ۲ ہزار اراکین ہوتے ہیں۔ بڑے شہروں کی سوئٹس میں جہاں اراکین کی تعداد کافی زیادہ ہوتی ہے۔ ایک پریسیدیم بھی ہوتی ہے جو دس پندرہ اراکین پر مشتمل ہوتی ہے جس کے اراکین شہر کی اہم انتظامی خدمات پر امور کئے جاتے ہیں۔ ان کا اجلاس عام طور سے ہفتہ میں ایک مرتبہ ہوتا ہے۔ روزمرہ کے کام پر نگرانی کے لئے ایک ٹالس عالمہ بھی منتخب کی جاتی ہے۔ دیہی سوئٹوں میں پریسیدیم نہیں ہوتی بلکہ ایک صدر اور ایک مجلس انتظامی ہوتی ہے۔ اور یہ اپنی سوئٹ کے سامنے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ یہ سوئٹ تمام کام مختلف ذیلی کمیٹیوں کے سرکردہ ہوتی ہیں مثلاً تمام دیہی اور شہری سوئٹس میں تعمیر۔ تعلیم۔ صحت عامہ۔ صفائی۔ حمل۔ نقل۔ مقامی تجارت۔ صنعت و حرفت۔ امداد باہمی۔ روشنی۔ پارک۔ پولس۔ زراعت و دفاع اور فینانس وغیرہ کی ذیلی کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک کمیٹی خاکہ بندی کی بھی ہوتی ہے۔ جو اس علاقہ کے لئے اسی طرح ہوتی ہے جس طرح مرکزی خاکہ بندی کا ادارہ پورے ملک کے لئے۔ ان ابتدائی سوئٹس کے تحت تقریباً وہ تمام مسائل ہوسکتے ہیں۔

جو اعلیٰ سویٹ کے تحت ہوتے ہیں سوائے خارجی تجارت اور خارجی پالیسی وغیرہ جیسی چیزوں کے۔ یعنی مرکزی حکومت کے تحت جتنے محکمہ قائم ہوتے ہیں۔ تقریباً اتنے ہی محکمہ ہر مقامی سویٹ میں ہوتے ہیں۔ فرق صرف اس قدر ہے کہ ان کے حلقہ اثر میں ملک ہوتا ہے اور ان کے حلقہ میں صرف ایک شہر یا دیہات۔ یہ ابتدائی سوئٹس اپنی عمارتیں خود تعمیر کرواتی ہیں۔ مزدوروں کو خود ہی منتخب کرتی ہیں اپنے بنکوں کی آپ تنظیم کرتی ہیں۔ نئے بلدی کام شروع کرتی ہیں۔ بچے طور پر طعام خانے۔ چار خانے اور ہوٹل وغیرہ قائم کرتی ہیں۔ مقامی ضرورتوں مثلاً ایندھن وغیرہ کا انتظام کرتی ہیں اور مقامی تجارت کی تنظیم کرتی ہیں۔ البتہ اس کا حینال رکھنا ہوتا ہے کہ منظورہ خاکے اور اپنی جمہوریت کے دستور اور پالیسی کے خلاف کوئی چیز نہ ہونے پالے ابتدائی شہری اور دیہی سوئٹوں کے اندرونی انتظام پر یونین جمہوریت کی سویٹ اعلیٰ کی نگرانی ہوتی ہے اور وہ مختلف ابتدائی سوئٹس کے کاموں میں تعاون بھی پیدا کرتی ہے اور اس پر نگرانی رکھتی ہے کہ تمام امور خاکہ کے مطابق انجام پا رہے ہیں یا نہیں۔

مقامی سوئٹوں کے نمائندوں کی ذمہ داریاں بہت اہم ہوتی ہیں۔ ہر حلقہ کے رائے دینے والے اپنے نمائندے کے پاس اپنی بلدی ضروریات کے متعلق مشورے اور ہدایتیں بھیجتے ہیں۔ اور ان ضروریات کی تکمیل میں خاص دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔

اور یہ نمائندے حتی الامکان رائے دہندوں کے مشوروں کو اپنا رہبر بناتے ہیں۔ ان نمائندوں کو وقتاً فوقتاً اپنے حلقہ کے لوگوں کو تمام کاموں کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنا ہوتا ہے۔

۱۴۱



دواں باب

سویٹ حکومت

(۲۱)

مزدور سبھائیئیں :- صنعتی مزدوروں کی انجمنیں جنہیں تمام دنیا میں ٹریڈ یونینز یا مزدور سبھاؤں کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ موجودہ انقلاب کے پہلے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ روس کی صنعتی ترقی کے ساتھ مزدور طبقہ پیدا ہوا اور اس کی تنظیم بھی بڑھتی گئی۔ باوجودیکہ ملک کے قانون کی رو سے اس قسم کی انجمنیں قائم کرنے کی اجازت نہیں تھی لیکن مزدور لیڈروں اور خاص طور سے کمیونسٹوں کی سرکردگی میں ۱۹ویں صدی اور اوائل بیسویں صدی میں اس تحریک نے ملک میں خاص اہمیت حاصل

کر لی تھی۔ اور سالہ ۱۹۰۰ء میں نہ صرف ان انجمنوں کے اراکین کی تعداد ڈھائی لاکھ کے قریب تھی بلکہ پورے روس کی مزدور سبھاؤں کی کانفرنسین بھی منعقد ہوتی تھیں۔ مزدور سبھاؤں سالہ ۱۹۱۰ء کے انقلاب میں بھی غیر معمولی حصہ لیا تھا۔ انقلاب کی ناکامی کے بعد بے شمار مزدور لیڈروں کو قید کر لیا گیا تھا۔ قتل کر دیا گیا تھا یا انھیں ملک سے باہر نکال دیا گیا تھا اور اس تحریک کو کچلنے کی انتہائی کوشش کی گئی تھی لیکن جس طرح مزدور طبقہ کا ناکرنا ناممکن تھا اسی طرح اس طبقہ کی تنظیم کو ختم کرنا بھی دشوار تھا۔ البتہ انکو بالکل خفیہ طریقہ پر کام کرنا ہوتا تھا۔ سالہ ۱۹۱۰ء کے انقلاب کے زمانہ میں پھر ان کو آزادانہ کام کرنے کا موقع ملا لیکن اسٹالن اور ٹرے بڑے لیڈر جو ملک بدر تھے روس واپس آ گئے اور مزدور سبھاؤں کی تنظیم بہت بڑے پیمانے پر ہونے لگی۔ چنانچہ انقلاب کے بعد کے چند ماہ میں رکنیت دس لاکھ تک پہنچ گئی۔ انقلاب کی کامیابی اور اس کے برقرار رکھنے میں مزدوروں اور ان کی سبھاؤں کا غیر معمولی حصہ ہے اور یہ لازمی تھا کہ انقلاب کی کامیابی کے بغیر ان کی انجمنوں کو ملک کے دستور میں خاص جگہ دی جاتی۔

سویت روس کے دستور کی روسے ہر شخص کو کسی بھی مزدور سبھا کا رکن بننے کا حق حاصل ہے اور مزدور سبھا کا شمار ان تنظیموں میں کیا جاتا ہے جو مختلف سوٹیوں کے لئے امیدواروں کو نامزد کرتی ہیں

مزدور سبھائیں عام طور پر ان تمام کارخانوں اور دفاتروں وغیرہ میں
 رہتی ہوتی ہیں۔ جہاں کام کرنے والوں کی کافی تعداد ہوتی ہے۔ ہر سبھا
 کے اس خاص ادارے کے تمام کام کرنے والے خواہ وہ بیچر ہوں یا ٹینٹین
 یا ڈاکٹر اور زرین وغیرہ سب رکن ہو سکتے ہیں۔ یہ سبھائیں ہر سال اس
 کارخانہ یا ادارے میں کام کرنے والوں کی اجرت کا تعین کرتی ہیں۔ وقتاً
 فوقتاً تمام اراکین کو جمع کر کے ادارے کے تمام انتظامی مسائل پر بحث
 کر دیتی ہیں۔ اور اس کا جائزہ لیتی ہیں کہ کس شعبہ میں کیا کام ہو رہا
 ہے اور کیا ہونا چاہیے۔ کام میں کونسی خامی ہے اور اسے کس طرح
 درست کرنا چاہئے۔ پیداوار میں کس طرح اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ اور
 سست رفتار اور نا اہل لوگوں کی کس طرح اصلاح کی جاسکتی ہے
 مزدور سبھائیں معاشرتی بیمہ کے پورے نظام کو چلاتی ہیں۔ حکومت
 ہر ادارے کی معاشرتی بیمہ کی رقم دہاں کی مزدور سبھا کو دیدیتی ہے
 اور یہ سبھائیں خود اپنے اراکین میں رقوم تقسیم کرتی ہیں اور ان کی
 تمام معاشرتی ضروریات کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ ہر ادارے میں ہاں
 کی سبھا کی جانب سے ایک اخبار شائع کیا جاتا ہے۔ جس میں اس ادارے
 میں کام کرنے والے اپنے معاشی۔ سیاسی اور معاشرتی مسائل پر مضامین
 لکھتے ہیں اور ان کے ذریعہ پورے نظام کی اصلاح کرواتے ہیں۔ بڑے
 کارخانوں میں یہ اخبار چھاپ کر تقسیم کئے جاتے ہیں اور چھوٹے اداروں
 میں دیواری اجنار لٹالے جاتے ہیں۔

۱۹۳۵ء کے بعد مزدور بھائیوں کی اہمیت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کارخانوں کی نگرانی اور کام کی جانچ کا کام بھی حکومت نے ان کے سپرد کر دیا ہے۔ یہ انجینس اپنے اراکین کی۔۔۔ اعلیٰ انجینکل تعلیم کا بھی بندوبست کرتی ہیں اور انکی زنتی کی بھی صورتیں پیدا کرتی ہیں۔ اپنے اراکین کے لئے چھٹیوں اور فرصت کے دنوں میں بے شمار معاشرتی سرگرمیوں کی تفریحی سفر اور کلبوں کا انتظام کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ حسب ضرورت سیاسی مجلسیں منعقد کرتی ہیں جن میں مختلف سوئمٹوں کے لئے اراکین نامزد کئے جاتے ہیں اور اکثر یہی نامزد کردہ اراکین بڑی اکثریت سے منتخب ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کانگریس کی عدالتیں بھی یہی بھائیں قائم کرتی ہیں جن میں اس ادارے کے چھوٹے چھوٹے ججکڑوں کا تصفیہ کیا جاتا ہے۔

سرمایہ دار مالک اور سویٹ روس کی مزدور بھائیوں کا اگر ہم آپس میں مقابلہ کریں تو بہت اہم اور بہت دلچسپ فرق ہمیں محسوس ہوتا ہے۔ سرمایہ دار مالک میں مزدور بھائیں اس لئے قائم کیجاتی ہیں تاکہ سرمایہ داروں اور نفع اندازوں کے مقابلہ میں مزدوروں کے حقوق کی حفاظت کریں جس کی وجہ سے سرمایہ دار اور مزدور کی کشمکش برابر جاری رہتی ہے اور ہمیشہ بڑی بڑی اور چھوٹی بڑتالیں ہوا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس روسی بھائیں ایسے لوگوں کی نمائندہ ہوتی ہیں جو خود ہی تمام ذرائع پیداوار کی مالک ہیں

اور جن کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے۔ اس لئے کہ پیداوار کے اضافے سے کسی دوسرے کا فائدہ نہیں ہوتا بلکہ خود ان کی اپنی معاشی اور معاشرتی زندگی بڑھتی پاتی ہے۔

ہر پیشہ اور صنعت کی انفرادی سبھاؤں کے علاوہ ان کی حلقہ داری اور ہر جمہوریت کی اپنی ایک سبھا ہوتی ہے۔ اور پھر کوہر ملک کی بھی ایک یونین ہوتی ہے۔ ان کے اراکین کو ذیلی سبھا میں منتخب کرتی ہیں اور ان کا کام ذیلی سبھاؤں کی دقتوں کو دور کرنا اور باہمی تعاون پیدا کرنا ہوتا ہے۔

سویت یونین میں مزدور سبھاؤں کے اراکین کی تعداد ۱۹۵۷ء میں ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ تھی جو کہ ساری دنیا کی سبھاؤں کی مجموعی تعداد بھی زیادہ ہے۔ ان سبھاؤں کے علاوہ جو صنعتی اور دفتری اداروں سے متعلق ہیں ملک میں امداد باہمی کی انجمنوں کا بھی ایک بڑا پھیلا ہوا ہے جو پورے صنعتی اور زرعی علاقے کا احاطہ کرتا ہے اور اس کے اراکین کی تعداد ۵ کروڑ ہے۔ جس طرح مزدور سبھائیں صنعتی اور شہری آبادی کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اسی کے مماثل مشترکہ کھیتوں کا نظام دیہی آبادی کے تمام مسائل کو حل کرتا ہے۔ یہ مشترکہ کھیت بھی ان سبھاؤں کی طرح اجرت کا تعین کرتے ہیں۔ اور ہر قسم کی تعلیمی، تفریحی اور معاشرتی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں اور معاشرتی

ہیے کا انتظام کرتے ہیں ۔

کمیونسٹ پارٹی :- سویت روس میں کمیونسٹ پارٹی ہی وہ جماعت ہے جس نے ۱۹۱۷ء کے انقلاب کو کامیاب بنانے میں مزدور اور کسان طبقہ کی رہبری کی اور اس کے بعد مسلسل یہ کوشش کرتی رہی کہ ملک سے طبقہ داری کشمکش کا خاتمہ کر دیا جائے پیداوار دولت پر سب کی ملکیت قائم کر دی جائے اور محنت کش طبقہ کو غلامی سے ہمیشہ کے لئے آزاد کرادیا جائے۔ اور چونکہ ملک کی آبادی کا سب سے بڑا حصہ محنت کشوں کا تھا اور وہی سب سے زیادہ اس کا خواہش مند تھا کہ طبقہ داری کشمکش کا خاتمہ ہو جائے اس لئے یہ جماعت ملک کی بہت بڑی اکثریت کی اپنی اور محبوب جماعت رہی ہے۔ اور اب بھی اس کی مقبولیت اسی طرح برقرار ہے سویت نظام میں کمیونسٹ پارٹی کے اصل مقام کو سمجھنے کے لئے چند چیزوں کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے پہلی چیز یہ ہے کہ پارٹی کی نوعیت کیا ہے۔ دوسرے پارٹی نے کن مراحل سے گزر کر موجودہ حیثیت حاصل کی ہے۔ تیسرے عوام اور پارٹی کا تعلق کیا ہے کمیونسٹ پارٹی کی جن بنیادوں پر تنظیم کی جاتی ہے وہ جمہوری مرکزیت کہلاتی ہے۔ پارٹی کی تمام تنظیموں خواہ وہ ضلع داری ہوں۔ تعلقہ داری ہوں۔ ابتدائی ہوں یا مرکزی سب میں عالمہ جماعتیں خفیہ رائے دہی کے ذریعہ

منتخب کی جاتی ہیں۔ پارٹی میں جب کوئی مسئلہ تصفیہ کے لئے پیش ہوتا ہے۔ تو اس میں مباحثہ آنا دانا ہوتا ہے۔ اس کی ہر امکانی کوشش کی جاتی ہے کہ ہر رکن اس میں حصہ لے۔ مباحثہ کے بعد کوئی تصفیہ ہو جاتا ہے تو کوئی رکن اس سے انحراف نہیں کرتا۔ اسے خلوص کے ساتھ اس پر سختی سے کاربند ہونا پڑتا ہے کیونٹ پارٹی میں اقتدار اعلیٰ پارٹی کانگریس کو حاصل ہوتا ہے۔ اس میں ہر حلقہ کے نمائندے ہوتے ہیں۔ ہر کانگریس ہر سال ایک سنٹرل کمیٹی کا انتخاب کرتی ہے۔ جو کانگریس کی جانب سے تمام امور انجام دیتی ہے۔ اور کانگریس کے فیصلوں پر عمل کرواتی ہے۔ پارٹی کا ہر رکن عملی رکن ہوتا ہے۔ اسے نہ صرف پارٹی کا چہرہ دینا ہوتا ہے بلکہ مفوضہ ہر کام کرنا ہوتا ہے۔ پارٹی میں صرف ایسے لوگوں کو لیا جاتا ہے جو اپنے حلقہ کے محنت کشوں میں اعتماد رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ جو اعتماد کھودیتے ہیں وہ پارٹی سے خارج کر دیے جاتے ہیں۔

روس کی صنعتی ترقی کے پچھلے ۱۹ ویں صدی میں جبکہ ملک میں طبقہ داری کشمکش طرہی اور مزدور طبقہ کی تنظیم شروع ہوئی تو اس میں ابتدا ہی سے مارکس اور انگلس کے پیروں نے جن میں لینن اور بعد میں اسٹالن کو نمایاں جگہ حاصل رہی مزدور طبقہ کی تنظیم اور ان کی سرگرمیوں میں غیر معمولی حصہ لیا۔ لینن اور اسٹالن

کی پارٹی کا جوابدہ آبائو شویک پارٹی کہلاتی تھی یہ نظریہ تھا کہ اشتراکیت موجودہ سرمایہ دارانہ نظام کے ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام لازماً اسی طرح ختم ہو جائیگا۔ جس طرح کے جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ ہو گیا۔ سرمایہ دارانہ نظام مزدور کی شکل میں خود اپنی قبریں کھودنے والے پیدا کر رہا ہے۔ صرف محنت کش طبقہ کی طبقہ داری جنگ میں کامیابی درمیانی طبقہ کا خاتمہ کر سکیگی۔ اور انسانیت کو لوٹ اور سرمایہ داری سے نجات دلوا سکیگی۔ جس طرح مارکس اور انگلس نے بتلایا ہے محنت کش طبقہ کو اپنی قوت کا احساس ہونا چاہئے۔ اپنی طبقہ داری جنگ کا احساس ہونا چاہئے اور اسے سرمایہ داروں کے خلاف جنگ کے لئے متحد ہو جانا چاہئے۔ سرمایہ دارانہ نظام کو بغیر محنت کشوں کے انقضاء کے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ محنت کش طبقہ اس نظام کا تختہ الٹ کر اپنی حکمرانی جسے مزدور طبقہ کی ڈکٹیٹر شپ کہتے ہیں قائم کرے۔ اور چونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں صنعتی مزدور سب سے زیادہ انقلابی اور سب سے زیادہ ترقی پسند ہوتا ہے اس لئے وہ یہی طبقہ ان تمام عناصر کو جو سرمایہ دارانہ نظام سے غیر مطمئن ہوں اپنے ساتھ منظم کر سکتا ہے اور سرمایہ دار طبقہ کے اٹنے میں ان کی رہبری کر سکتا ہے۔ لیکن پرانی دنیا کو ختم کر کے نئی غیر طبقہ دار دنیا پیدا کرنے کے لئے مزدور طبقہ کو اپنی ایک پارٹی بنانی چاہئے جسے مارکس اور انگلس نے کمیونسٹ پارٹی کا نام دیا ہے۔ اور یہ پارٹی ہمیشہ اپنے

نظریہ پر قائم رہی چنانچہ باوجود یکہ لینن۔ اشالین اور ان کے دوسرے بہت سارے ساتھیوں کو برسوں سائبیریا اور یورپ میں جلا وطنی کے دن کاٹنے پڑے اور زار نے ان کے کچلنے کی ہر ممکنہ تدبیر اختیار کی لیکن ان کی اور ان کی پارٹی کی مزدور طبقہ سے وابستگی ہمیشہ باقی رہی۔ اور انقلابی سرگرمیاں برابر جاری ہیں۔ جس کی وجہ سے مزدور طبقہ کو ان پر غیر معمولی اعتماد رہا۔ ۱۹۱۷ء میں جب لینن کی سرکردگی میں انقلابی کوششیں عروج پر آئیں اور بعض جگہ انقلاب وقتی طور پر کامیاب بھی ہو گیا۔ اور سوئٹ قائم کی گئیں تو ان میں بالشویک پارٹی کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ۱۹۱۷ء کے انقلاب کی کامیابی کے بعد اس پارٹی کی مقبولیت میں انتہائی سرعت سے اضافہ ہونے لگا۔ چنانچہ ۱۹۱۷ء میں جب پہلی سویت کانگریس کا اجلاس ہوا تو اس میں ۷۰۰ کیونسٹ اور ۶۰۰ دوسرے غیر پارٹی کے لوگ منتخب ہو کر آئے تھے۔ اسی کے چھ ماہ بعد جب دوسری کانگریس کا اجلاس ہوا تو اس میں ۳۹۰ ارکین کیونسٹ تھے اور ۲۵۹ دوسرے مختلف جماعتوں کے۔ اسی دوسری کانگریس نے کیونسٹ پارٹی کی سرکردگی میں روسی سویت اشتراکی جمہوریت کا اعلان کیا۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب کی کامیابی کے بعد پورے ملک سے سرمایہ دارانہ اور جاگیردارانہ نظام کے نشانات مٹانے کے لئے مزدور طبقہ نے جو جدوجہد کی ہے اس میں کیونسٹ پارٹی کے ارکین سب

زیادہ پیش پیش رہے اور اس کے بعد تعمیری سرگرمیوں کے ہر شعبہ میں خواہ وہ کارخانہ ہو یا مشترکہ مزرعہ ہر جگہ کمیونسٹ پارٹی کے اراکین نے بہت غیر معمولی حصہ لیا۔ گزشتہ سالوں میں ملک کی ساری معاشی اور سماجی زندگی میں وہ روح رواں رہے ہیں۔ اور آج ملک کی مہ افعت میں وہ سب سے پیش پیش ہیں۔ انھوں نے اپنی قوت کو کبھی بھی اپنی معاشی بہتری کے لئے استعمال نہیں کیا بلکہ ساری قوت غیر طبقہ داری و سماجی کے قیام اور تمام بنی نوع انسان کی بھلائی پر صرف کیا یہی وجہ ہے کہ اس پارٹی کی مقبولیت ہمیشہ بڑھتی رہی ہے۔

کمیونسٹ پارٹی کے علاوہ نوجوانوں کی بھی کمیونسٹ جماعتیں ہوتی ہیں جو کامسوال (Communist) کہلاتی ہیں۔ اس کے اراکین ۱۴ سے ۲۲ سال کی عمر کے نوجوان ہوتے ہیں۔ یہ پارٹی بالکل ان ہی اصولوں پر ہوتی ہے۔ جن اصولوں پر کمیونسٹ پارٹی ہوتی ہے۔ اس میں ملک کے بہترین نوجوان شریک ہوتے ہیں۔ یہ پارٹی نوجوانوں کی تنظیم کرتی ہے۔ انھیں صحیح قسم کا شہری بناتی ہے۔ یہ پارٹی ملک کی تعمیری اور دفاعی سرگرمیوں میں غیر معمولی رضاکارانہ خدمات انجام دیتی ہے۔ گزشتہ چند سالوں میں اس کی رکنیت نہایت سرعت سے بڑھتی رہی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں اس کے اراکین کی تعداد ۵۰۰ اور ۶۰ لاکھ کے درمیان تھی۔

۴۱ سال سے کم عمر بچوں کے لئے بھی اسی طرح کی ایک تنظیم ہوتی ہے۔

۱۳۳
 جو پائیز ۱۹۳۳ء کی تنظیم کھلاتی ہے اس میں بھی بچوں
 کا کافی بڑی تعداد شریک ہے۔ یہ انجمنیں بچوں میں تنظیم پیدا کرتی ہیں
 محکمہ نوشی شرب نوشی اور جھوٹ بونے سے بچوں کو بچاتی ہیں۔ اور انکی
 تمام معاشرتی رگوں میں رہبری کرتی ہیں۔ یہ ادارے بچوں میں صحیح
 قسم کا شعور پیدا کرتے ہیں تاکہ وہ آئندہ ایک کامیاب شہری بنیں اور
 ملک کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہوں۔ ان اداروں کی
 زیر نگرانی بے شمار پارک۔ تھیٹر۔ ناچ گھر۔ اور سینما وغیرہ ہوتے ہیں۔
 جو ملک کے بڑے بڑے ماہرین کی زیر ہدایت بچوں کی اعلیٰ تربیت
 کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

سویٹ دستور کی خصوصیات :- ۱۹۳۶ء کا دستور اس چیز کی
 صاف طور سے نشاندہی کرتا ہے کہ سویٹ یونین میں اشتراکی نظام
 معیشت اور معاشرت قائم ہو چکا ہے۔ تمام کارخانوں بھیتوں کاؤں
 غرض کہ ہر چیز پر سب کی مشترکہ ملکیت قائم ہو چکی ہے۔ بے روزگاری
 کا نام و نشان باقی نہیں رہا ہے۔ کام کو ناعزت اور شرافت کی نشانی
 ہے۔ دوسرے ممالک کی طرح طبقہ داری کشمکش باقی نہیں رہی ہے
 دو طبقے مزدوروں اور کسانوں کے ضرور ہیں لیکن ان کے مفادات
 ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں ایک دوسرے کو لوٹے کھوٹے
 نہیں ہیں بلکہ ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں ہر قوم کو مساوی حیثیت
 اور مساوی حقوق حاصل ہیں۔ اور ہر ایک کو ترغیب دینے کے یکساں اور

مسادی مواقع حاصل ہیں اور ترقی یافتہ قوموں کا یہ فرض ہے کہ پس ماندہ قوموں کی ترقی میں مدد کریں۔

ابتداءً جب سلسلہ کا دستور مرتب ہوا اور اس کا مسودہ تیار کیا گیا تو ساری دنیا میں اس کے متعلق غیر معمولی دلچسپی پیدا ہو گئی اور مباحث اور مخالف ہر قسم کی باتیں اس کے متعلق کہی جانے لگیں۔ ان بہت ساری باتوں میں چند خاص طور سے لائق توجہ ہیں امریکہ کے پریس نے دستور کے تالیف ہونے کے ساتھ ہی یہ بات کہنی شروع کی کہ روسی حکومت اب اشتراکیت کے اصول کو ترک کر کے اسی پرانے زار شاہی ڈھرے پر آ رہی ہے۔ اور بالشویک پارٹی کی حکومت ختم کر دی جا رہی ہے اس کا جواب اشالن نے خوب دیا ہے۔ انھوں نے بتلایا ہے کہ کہ ”اگر محنت کش طبقہ کی ڈکٹیٹر شپ کی بنیادوں کو وسیع کر کے اس میں اتنی لچک پیدا کر دی جائے کہ وہ سوسائٹی کی رہبری کا اور زیادہ طاقتور ذریعہ بن جائے اور اس کو یہ مقروضین اس سے تعبیر کریں۔ کہ مزدور طبقہ کی ڈکٹیٹر شپ کمزور ہو گئی تو یہ سوال کچھ بچانہ ہو گا کہ یہ اصحاب محنت کش طبقہ کی ڈکٹیٹر شپ کے واقعی معنی سمجھتے بھی ہیں یا نہیں؟ اور سویت روس کو اشتراکی نظام قائم کرنے میں جو کامیابی ہوئی۔ صستوں اور زراعت کو اشتراکی نظام معیشت کے تحت لانے میں جو کامیابی ہوئی اور ان اداروں میں جو جمہوری اصول عام طور پر لگایا ہے سب کو قانونی شکل دینے کے منہ دائیں جانب جھک جانے کے ہیں تو یہ سوال

۱۴۵
 کرنا بیجا نہ ہو گا کہ یہ متعزضیں دائیں اور بائیں کے معنی بھی سمجھتے ہیں؟
 بعض پڑھے لکھے لوگ جو کسی قدر مارکس اور انگلس وغیرہ کی
 کتابیں پڑھ چکے ہیں وہ ایک اور دھچپ بات یہ کہتے ہیں کہ مارکسی
 نظریہ کی رو سے طبقہ داری کشمکش کا خاتمہ ہو جانے کے بعد اب ریاست
 کی ضرورت باقی نہیں رہتی چاہئے اور روس میں اسٹیٹ کا خاتمہ ہو
 جانا چاہیئے۔ اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ متعزضین ایک چیز بھول
 جاتے ہیں کہ سویت روس غیر اشتراکی حکومتوں سے کھلا ہوا ہے اور
 اسے ان سب کے مقابلہ کیلئے اپنے کو تیار رکھنا چاہئے آج وہ سب سے
 بڑی مخالف اشتراکیت قوت ہے امریکا رہے۔ اسٹیٹ کی ضرورت
 اس وقت باقی نہیں رہے گی جب کہ اشتراکی نظام ساری دنیا میں
 آجائے گا۔

سویت روس سے متعلق سب سے اہم اور سب سے دلچسپ سوال
 جو عام طور سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہاں کا نظام
 حکومت دراصل جمہوری ہے یا آمریت یا ڈکٹیٹر شپ قائم ہے۔
 آمریت کے معنی جو عام طور پر لئے جاتے ہیں وہ ایک آدمی کی حکومت
 کے ہیں۔ لیکن اگر ہم سویت دستور پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے
 کہ تمام چھوٹی بڑی عدالتوں میں ایک جمعی نہیں ہوتا بلکہ تین جمعی ہوتے
 ہیں جن میں سے دو عوام کے منتخب کردہ ہوتے ہیں اور ہر تصفیہ اکثریت
 سے ہوتا ہے۔ ریپبلکوں میں تمام امور اس کی مجلس انتظامی انجام دیتی ہے

جو عوام کی منتخب کردہ ہوتی ہے۔ ملک کی سب سے مقتدر جماعت اعلیٰ سویٹ ہے اس کے پورے اراکین راست عوام منتخب کرنے میں یہی حال جمہوری سوئیٹوں اور مقامی سوئیٹوں کا ہے۔ ہر حلقہ کے لوگ جب چاہیں اپنے نمائندے کو کسی بھی سویٹ سے واپس بلوا سکتے ہیں۔ اس کے بعد دوسرے اداروں مثلاً کارخانوں، مزدور بھاؤں، اور امداد باہمی کی انجمنوں کو لیجئے۔ سب کی تنظیم جمہوری اصولوں پر ہے ان کے تمام عہدہ دار حتیٰ کے منجرنک سی ادارے کے لوگ خود منتخب کرتے ہیں۔ ان سب اداروں میں کام کرنے والے ایک مجلس انتظامی منتخب کرتے ہیں اور وہی پورا کام چلاتی ہے۔ چنانچہ ہم کسی بھی عدالتی۔ قانونی یا انتظامی ادارے کو نے ہیں ہر جگہ کوئی تصفیہ بھی کبھی ایک آدمی سے نہیں کرتا بلکہ کئی آدمی ملکر کرتے ہیں۔ اور یہ سب آدمی عوام کے منتخب کردہ ہوتے ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک ہم چیز اور بھی زیر بحث آتی ہے وہ پورے نظام میں کیونسلٹ پارٹی کی حیثیت ہے۔ اس پارٹی کو دستور کے لحاظ سے کوئی جگہ حاصل نہیں ہے لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملک کے تمام تصفیوں میں اس پارٹی کا خاص دخل ہوتا ہے۔ ہر کارخانے ہر مزرعے اور ہر ادارے میں کیونسلٹ پارٹی کے اراکین ہوتے ہیں اور وہی ہر تصفیہ میں سب کی رہبری کرتی ہے۔ لیکن پارٹی کے لوگ اپنی رائے بالآخر قانون کے ذریعہ دوسروں پر عائد کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ بحث و مباحثہ

کے ذریعہ قائل کرتے ہیں۔ چونکہ کمیونسٹ پارٹی محنت کشوں کی اپنی جماعت ہے اس لئے وہ کوئی ایسی چیز نہیں کرتی جو اس طبقہ کے مفاد کے خلاف ہو اور اس لئے اس کی رائے تمام لوگوں کے لئے آسانی سے قابل قبول ہوتی ہے۔ روس کے متعلق ایک اعتراض اور بھی بہت عام اور وہ یہ ہے کہ یہاں بھی فاشسٹ ممالک کی طرح صرف ایک پارٹی کی حکومت ہے جس طرح جرمنی میں صرف نازی جماعت قائم ہے اسی طرح روس میں سوا کمیونسٹ پارٹی کے اور کوئی جماعت قائم نہیں ہو سکتی اور یہ خود ڈکٹیٹر شپ کا ثبوت ہے۔ یہ نتیجہ کائنات چند چیزوں کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ دنیا کے دوسرے ممالک پر اگر ہم نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مختلف طبقات میں بٹے ہوتے ہیں ایک طرف زمیندار ہیں اور دوسری طرف کاشتکار۔ ایک طرف سرمایہ دار ہیں دوسری طرف مزدور۔ زمینداروں اور کاشتکاروں کے مفادات ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ سرمایہ دار اور مزدور کے مفاد میں کوئی یکسانیت نہیں ہے۔ پھر ان طبقات کے علاوہ دوسرے درمیانی طبقہ کے بھی لوگ ہیں جو مختلف پیشوں میں مصروف ہیں۔ ان کے مفادات بھی دوسروں سے علیحدہ ہیں۔ ایسے ملک میں جہاں طبقہ داری کشمکش ہو۔ ملک مختلف معاشی طبقات میں بٹا ہوا ہو تو یہ لازمی ہے کہ ہر طبقہ کی اپنی ایک پارٹی ہو جو اس طبقہ کے مفاد کی حفاظت کرے۔

مثال کے طور پر جرمنی کو لے لیا جائے جہاں پر سرمایہ دار اور درمیانی طبقہ نے ملکر تمام دوسرے طبقوں کو تحلیل دیا اور ایک پارٹی بنانے کی کوشش

۱۴۸
 کی ہے لیکن وہاں مزدور طبقہ کی منظم کمیونسٹ پارٹی آج بھی وجود رکھتی
 ہے اور اس کی سرگرمیاں اندرونی طور پر آج بھی جاری ہیں۔ اور یہ
 پارٹی دوسری جماعتوں کے ساتھ ہلکے خاتمہ کے منظر پر ان سب ممالک کے
 برعکس روس میں ہر قسم کی طبقہ دار کی کشمکش کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ صرف
 وہ طبقے مزدوروں اور کسانوں کے رہ گئے ہیں اور دونوں کے مفادات
 الگ لگ نہیں بلکہ یکساں ہیں ایسی صورت میں جیلہ پورے ملک کا
 مفاد ایک ہی ہو تو ایک سے زیادہ پارٹیوں کا تصور ہی فاصل ہے۔

بعض وقت یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قانوناً کمیونسٹ پارٹی کو اقتدار
 حاصل ہو یا نہ ہو لیکن چونکہ عملاً کمیونسٹ پارٹی کے فیصلے ملک کے تمام
 امور پر اثر انداز ہوتے ہیں اور چونکہ اسٹالن کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر ہیں
 اس لئے حقیقتاً وہی سارے ملک کے ڈکٹیٹر ہیں۔ اس کے جواب میں
 پہلی چیز تو سب سے زیادہ نمایاں یہ ہے کہ اسٹالن کو ہلکا اور دوسرے
 فاشست آمروں کی طرح قانوناً کسی قسم کا اقتدار نہ جنگ سے پہلے حاصل
 تھا ناب ہے۔ جنگ کے بعد سے البتہ اسٹالن کو وزیر اعظم بنا کر انعام
 جنگ کے لئے ایک جنگی کابینہ ضرور بنا دی گئی ہے تاکہ تمام امور کی
 تکمیل میں سرعت پیدا کی جاسکے لیکن یہ پوری کابینہ مع وزیر اعظم کے
 ہر معاملہ میں اعلیٰ سویت کے سامنے جوابدہ ہے۔ روسی وزیر اعظم کو
 اتنے بھی اختیارات حاصل نہیں ہیں جتنے کہ امریکہ کے صدر کو ہیں۔ اسٹالن
 اس میں شک نہیں کہ کمیونسٹ پارٹی کے معتمد کی حیثیت سے روس

کے سب سے بااثر شخص رہے ہیں لیکن ملک کا کوئی کام صرف ان کی مرضی سے انجام نہیں پاتا ہے۔ خود اسٹالن نے مشہور سوانح نگار ایمل لڈوگ (Emil Ludwig) کو اس کا بہت مفصل جواب دیا ہے۔ سٹراہل لڈوگ نے اسٹالن سے یہ سوال کیا تھا کہ دوسروں نے دنیا میں ایک طرف تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ سویت روس میں تمام تقصیف چند افراد نہیں کر لیتے بلکہ کئی آدمی ملکر کرتے ہیں اور دوسری طرف یہ سمجھا جاتا ہے کہ تمام تقصیف چند افراد انفرادی طور پر کر لیا کرتے ہیں۔ دراصل تقصیف کون کرتا ہے؟ اس کے جواب میں اسٹالن نے کہا "ایک آدمی اکیلا کوئی تقصیف نہیں کر سکتا۔ ایک شخص کا تقصیف ہمیشہ یا اکثر ایک طرفہ ہوتا ہے لیکن جب تقصیف مشترکہ طور پر کئی آدمی کرتے ہیں تو تمام پہلو سامنے آتے ہیں۔ یہاں تین انقلابوں کا تجربہ یہ ہے کہ ایک آدمی جو تقصیف کرتا ہے اس پر اگر کئی آدمی ملکر غور نہ کریں اور ان کو جانچ نہ لیں تو ۱۰۰ میں سے ۹۰ تقصیف یک طرفہ ہوتے ہیں۔ ہماری کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی میں جو ملک کے سارے نظام کی رہبری کرنی ہے۔ ۱۰ آدمی ہوتے ہیں۔ جن میں ملک کے سب سے قابل صنعتی لیڈر۔ تحریک امداد باہمی کے سب سے قابل لیڈر۔ تقسیم پیداوار کے سب سے اچھے منظم فوج کے سب سے قابل آدمی۔ ہمارے سب سے اچھے پروگنیٹہ وکرتے والے۔ سرکاری اور مشترکہ کھیتوں کے اعلیٰ ترین ماہر اور سویت یونین کی مختلف قومیتوں اور قومی مسائل کے سب سے بڑے ماہر شامل ہوتے ہیں۔ گویا کہ اس میں

ہمارے ملک کے دماغ کا پخوڑ ہوتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے تجربات پیش کر نیکاموقع حاصل رہتا ہے۔ اور تمام قضیہ انتہائی بحث و مباحثہ کے بعد ہوتے ہیں۔ اگر ہمارے یہاں قضیہ چند افراد کے ہاتھ میں ہوتے تو ہم قدم قدم پر اپنے ہر کام میں سخت غلطیوں کے مرتکب ہوتے لیکن چونکہ اس پوری جماعت میں ہر شخص دوسروں کی غلطیوں کو درست کر سکتا ہے۔ اور ہم غلطیوں کی اصلاح کی جانب خاص توجہ کرتے ہیں اس لئے ہم اکثر صحیح نتیجوں پر پہنچتے ہیں۔“

گیارہواں باب

خارجی حکمت عملی

سویٹ روس کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کے متعلق یوں تو تمام دنیا میں بہت سخت غلطی فہمیاں پھیلی رہی ہیں لیکن اس کی خارجی حکمت عملی کے متعلق سب سے زیادہ مخالفانہ پروگنیڈہ ہوا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ سویٹ روس کی خارجی پالیسی کا مطالعہ کرتے وقت اس چیز کو پیش نظر نہیں رکھا جاتا کہ خارجی پالیسی کا سارا انحصار داخلی پالیسی اور داخلی معاشی زندگی پر ہوتا ہے۔ زار شاہی کی ہوس کاریوں اور دوسرے چھوٹے ممالک خاص طور سے۔ بلقان۔ ایران۔

ترکی وغیرہ پر حیرہ دستیاب لوگوں کے دلوں میں سویت روس کی طرف سے خدشہ پیدا کیا کرتی ہیں کہ کہیں اپنے ملک کو اور وسعت دینے کے لئے ایران ترکی اور بلقان پر قبضہ نہ کر لے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو زار شاہی اور سویت حکومت کی خارجی حکمت عملی کے بنیادی فرق کو سمجھ سکتے یا محسوس کر سکتے ہیں۔ زار کی حکومت ایک سرمایہ دارانہ نظام کی حکومت تھی جس میں پیداوار اور دولت کے تمام ذرائع چند بڑے بڑے تاجروں۔ صناعتوں اور جاگیرداروں کے قبضہ میں تھے اور صنعتی اور زرعی پیداوار کا مقصد ملک کے لوگوں کی ضروریات کی تکمیل نہیں تھا بلکہ شخصی نفع اندوزی تھا۔ یہ نفع اندوزی اسی وقت تک برقرار رہ سکتی تھی جبکہ بڑھتی ہوئی صنعتوں اور صنعتی ترقی کے ساتھ نئے نئے بازار مال کی کھاسی کے لئے مہیا ہوتے جاتے۔ ابتداً روسی سرمایہ داروں کے لئے یوکرین۔ قفقاز اور مشرقی ایشیائی روس کے علاقے اچھے بازار تھے لیکن صنعتی ترقی اور سرمایہ داری کے عروج کے زمانہ میں ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے جبکہ اپنے ملک کے بازار مال کی کھاسی کے لئے ناکافی ہو جاتے ہیں۔ اور ضرورت اسکی ہوتی ہے کہ باہر نئے نئے بازار ڈھونڈے جائیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جبکہ نئے ممالک پر قبضہ کیا جائے۔ چنانچہ مشرق بعید میں چین وغیرہ اور مشرق وسطیٰ میں ایران۔ افغانستان۔ عرب اور ترکی میں روسی ریشہ دوانیاں اور روس و بلقان اور روس و ترکی کی تمام جنگیں صرف ان ہی اسباب

کی وجہ سے تھیں۔ لیکن جس طرح روس کے لئے نئے نئے بازاروں کی ضرورت تھی اسی طرح یورپ کے دوسرے سرمایہ دار ممالک بھی اپنے لئے نوآبادیاں چاہتے تھے جس کی وجہ سے ان ممالک کے مفاہات باہم ٹکرائے گئے اور دنیا کو ۱۹۱۴ء کی جنگ کا سامنا کرنا پڑا۔

اس جنگ میں روس کے مزدور طبقہ نے موقع سے فائدہ اٹھا کر زار شاہی پر سخت وار کیا اور پورے سرمایہ دار اور زمیندار طبقہ کا خاتمہ کر دیا گیا اور پورے ملک کا معاشی نظام بدل دیا۔ پیداوار کے تمام ذرائع پر سب کا مشترکہ قبضہ قائم کر دیا اور پیداوار کو ذاتی نفع اندوزی کے بجائے ملک میں بسنے والوں کی ضروریات کا پابند کر دیا۔ جس کی وجہ سے بیرونی علاقوں کی ضروریات بائبل ختم ہو گئیں اور اس کے ساتھ ہی پوری خارجی پالیسی میں بنیادی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ پڑوس کی حکومتوں کے خلاف نہ صرف ریشہ دوانیوں کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بلکہ فنلینڈ۔ ترکی۔ ایران وغیرہ کی آزادی بھی تسلیم کر لی گئی بعد میں ان ممالک کو اپنی قومی ترقی کے حصول کی کوششوں کے زمانے میں خاص طور سے امداد دی گئی ترکی اور ایران کی آزادی بڑی حد تک سویٹ یونین کی مہنوں منت ہے۔

اختیار
اس نو قائم شدہ حکومت نے ابتدائی زمانے ہی سے یہ پالیسی

کی کسی طرح مشرق اور مغرب دونوں حصوں میں بالکل امن وامان رہے تاکہ اسے اپنی معاشی اور معاشرتی ترقی کا پورا پورا موقع مل سکے چنانچہ ۱۹۲۱ء میں اس سلسلہ میں سب سے پہلا قدم اٹھایا گیا اور ایران افغانستان اور ترکی سے دوستانہ معاہدے طے کئے گئے جن کی رو سے ان ممالک کو مساویانہ حیثیت حاصل ہو گئی اور زار شاہی کو ان ممالک میں جو غیر معمولی مراعات تھیں ان سے خود سویت حکومت نے دستبرداری حاصل کر لی۔ ۱۹۲۲ء میں جرمنی سے بھی ایک معاہدہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے ٹلر کے برابر اقتدار آنے تک دونوں ممالک میں تعلقات بہت خوشگوار رہے۔ اس کے بعد ۱۹۲۳ء میں چین سے بھی ایک دوستانہ معاہدہ طے پا گیا اور مشرق بعید کی زار شاہی ریشہ دوا نیوں کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ جاپان سے بھی اسی قسم کے معاہدے کی کوشش کی گئی لیکن وہ اس جنگ کے شروع ہونے سے قبل تک سویت یونین کی کوششوں کو روک نہ سکا۔ سویت یونین پہلا ملک تھا جس نے معاہدے کیلنگ کی توثیق کی اور اس معاہدے کو بروئے عمل لانے کے لئے بالٹک ریاستوں۔ پولینڈ رومانیہ اور ترکی سے معاہدے کر لئے باوجودیکہ بالٹک ریاستیں زبردستی روس سے علیحدہ کر دی گئی تھیں اور یوکرین اور بائلوروس کا علاقہ پولینڈ میں اور بسربیا کا علاقہ رومانیہ میں شامل کر دیا گیا تھا۔ ان علاقوں کی واپسی کا مطالبہ سویت یونین نے نہیں کیا تاکہ امن کسی طرح بھی بگاڑ نہ ہو۔

۱۵۵ جہاں تک من قائم کرنے کی کوششیں کی جاسکتی تھیں سویت یونین نے ہر جگہ پہل کی۔ لیکن دوسری طرف یورپ کے دوسرے ممالک انڈر نی تضاد بڑھتا گیا تھا۔ سخت قسم کا معاشی بحران۔ اور بے روزگاری نے ان ممالک کی جڑیں ہلا دی تھیں۔ اور دنیا بھر نہایت سرعت سے ایک عالمگیر جنگ کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ ہر طرف فوجی تیاریاں عروج پر پہنچ رہی تھیں۔ اس کو روکنے کے لئے اور زیادہ بڑے اقدامات کی ضرورت تھی تاکہ دنیا کی رہبری کی جاسکے اور جنگ کے خطرات کا مقابلہ کیا جاسکے۔

۱۹۲۷ء میں سویت روس کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ ایک اور اقدام آگے کی طرف کر سکتی تھی چنانچہ اس کی جانب تھیں اسلحہ کی ایک تجویز ساری دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔ ایسی ایک تجویز جینیوا کانفرنس میں بھی ۱۹۲۲ء میں پیش کی گئی تھی لیکن وہ مسترد کر دی گئی تھی۔ اس نئی تجویز میں یہ اسکیم پیش کی گئی کہ تمام دنیا کی حکومتیں لڑائی کے سال میں کمی کریں اور چار سال میں ہر قوت غیر مسلح ہو جائے۔ لیکن تھیں اسلحہ کی ان تجاویز کی تمام ممالک نے مخالفت کی۔ اس کے بعد روس کی جانب سے ۱۹۳۹ء میں پھر دوبارہ کوشش کی گئی اس مرتبہ یہ تجویز پیش ہوئی کہ لڑائی کے سال میں آہستہ آہستہ کمی کی جائے اور تمام بھاری توپ غلنے اور بمباری کے جواز تباہ کر دیئے جائیں۔ ان کا بھی پہلی تجاویز کا ساحشر ہوا۔ ۱۹۳۲ء میں تھیں اسلحہ

کی پھر ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں امریکہ کی جانب سے یہ تجویز پیش ہوئی کہ ابتداً تمام ممالک کے جنگی سامان میں ایک تہائی کمی کر دی جائے اور اس کے بعد آہستہ آہستہ کمی کی جائے۔ اس تجویز کو سوائے سوئیٹ روس کے اور کسی کی تائید نہ حاصل ہو سکی۔

۱۹۳۳ء سے بین الاقوامی سیاست نے ایک نیا پٹا دکھایا۔ جرمنی کی حالت معاشی بستی کی وجہ سے بہت خراب ہو گئی تھی۔ بے روزگاری نے نہایت بھیاںک شکل اختیار کر لی تھی۔ مزدوروں اور سرمایہ داروں کے اندرونی تضاد نے نہایت نازک صورت اختیار کر لی تھی۔ اس کے لئے صرف ایک ہی راستہ تھا اور وہ یہ کہ مزدور طبقہ پورے سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ کر کے غیر طبقہ دار نظام معیشت قائم کر دیتا۔ سرمایہ دار طبقہ نے حالات کی نزاکت کو محسوس کر کے ٹھکر اور فاشستی نظام کو پورے ملک پر مسلط کر دیا اور مزدور طبقہ اپنی لیڈر شپ کی غداری اور کمزوری چھوڑ کر اسکو نہ روک سکا۔ ٹھکر نے برسرِ اقتدار آتے ہی ایک طرف تو مزدور تحریک اور اس کی تنظیموں پر سخت وار کرنے شروع کئے اور

دوسری طرف بے روزگاری، کساد بازاری اور اندرونی تضاد پر قابو پانے کے لئے اپنا مقصد علی الاعلان جنگ جوئی اور تمام دنیا کی فتح قرار دیا۔ اور اس کے لئے نہایت تیزی سے تیاری شروع کر دی۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوسری حکومتوں نے بھی اس کے ساتھ ہتھیاروں کی تیاری شروع کر دی اور تفصیل اسلحہ کا مسئلہ دفن ہو گیا۔ اس وقت

بھی سویٹ روس ہی نے دنیا کو جنگ و جدل سے بچانے کے لئے نہایت خلوص کے ساتھ کوشش کی اور ایم لیٹوناف وزیر خارجہ روس نے ۱۹۳۲ء کی تقیل سلحہ کی کانفرنس میں اس کے متعلق مفصل تجویزیں پیش کیں۔ اس نے بتلایا کہ جنگ کا خطرہ نہایت تیزی سے بڑھتا جاتا ہے۔ اور تقیل سلحہ کی کانفرنس کو اب جنگ روکنے والی کانفرنس میں تبدیل ہو جانا چاہئے۔ ایسی صورت میں جبکہ حکومتیں علی الاعلان جنگ کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ غیر جانبداری اور عدم اقدام کے معاہدات باطل ناکافی ہیں۔ بلکہ ان کی جگہ تمام حکومتیں جو جنگ نہیں چاہتیں مثلاً انگلستان۔ فرانس۔ روس اور بلقان کی ریاستیں وغیرہ وہ آپس میں باہمی امداد کا معاہدہ کریں اور ایک ایسا محاذ قائم کریں کہ جنگ کو آگے بڑھانے والی قوتیں آگے بڑھنے سے رک جائیں۔

سویٹ روس نے اپنی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پہلا اقدام یہ کیا کہ ۱۹۳۲ء میں انجمن بین الاقوام کی کیفیت قبول کر لی۔ اس کے بعد مئی ۱۹۳۵ء میں فرانس سے باہمی امداد کا معاہدہ کر لیا۔ اسی طرح کا ایک معاہدہ چیکو سلواکیہ سے بھی کر لیا۔ اسی زمانہ میں جرمنی اور جاپان لیگ سے علیحدہ ہو گئے اور جنگ کی تیاریوں میں اور اضافہ کر دیا۔ اس کی وجہ سے لیگ کے اندر جنگ کی مخالف قوتوں کا اثر بڑھ گیا لیگ میں شمرکت کے وقت روس نے یہ چیز واضح کر دی کہ وہ انتخاب اور سنبھال عدم مساوات کے اصول کو پسند نہیں کرتا لیکن چونکہ حالات استعد

غیر معمولی ہیں اسن برقرار رکھنے کا مسئلہ بے حد اہم ہو گیا ہے اس لئے ان مسائل کو فی الحال ملتوی کرنے پر آمادہ ہو اس کی وجہ سے چھوٹی قوموں میں روس کا وقار بہت بڑھ گیا۔ چیکو سلواکیہ اور فرانس کے ساتھ معاہدہ کے بعد اسی قسم کا پیش کش روس نے انگلستان اور پولینڈ کو بھی کیا مگر دونوں نے قبول نہیں کیا۔ اس قسم کے معاہدہ کے لئے جرمنی سے بھی راستہ کھلا رکھا گیا۔ انگلستان نے اسی دوران میں فرانس سے معاہدہ کر لیا اور مشرق یورپ سے اپنی عدم دلچسپی کا اظہار کیا۔

روس نے ان تمام دفتوں کے باوجود جنگ کو روکنے اور امن برقرار رکھنے کی اپنی جدوجہد اسی طرح برقرار رکھی لیکن اسی ۱۹۳۵ء میں کچھ ایسے واقعات پیش آ گئے جس کی وجہ سے دنیا کے اسن کو اور بھی خطرہ بڑھ گیا۔ جون ۱۹۳۵ء میں جرمنی کو انگلستان کا ایک تہائی بحری بیڑہ رکھنے کی اجازت مل گئی۔ اس معاہدہ نے فرانس کی خارجی حکمت عملی کو بے حد متاثر کیا اور اس کا رجحان اٹلی کی طرف بڑھ گیا۔ اسی باہمی کشمکش کا نتیجہ یہ نکلا کہ اٹلی نے اسیٹیا پر حملہ کر دیا اور دوسری طرف جاپان منچوریا پر حملہ آور ہو چکا تھا اور اس طرح یورپ اور ایشیا میں جنگ کا آغاز ہو گیا اسی زمانہ میں جرمنی نے عہد نامہ ورسائی کی خلاف ورزیوں کا آغاز کیا اور عام فوجی بھرتی شروع کر دی۔ اٹلی کے جارحانہ اقدام کے خلاف لیگ نے (League of Nations) نافذ کئے لیکن چونکہ مل کو اس کے اثر سے محفوظ رکھا گیا تھا اور اسی کی اٹلی

کو ضرورت تھی اس لئے یہ پالیسی ناکام رہی دوسری طرف ہور۔ لاوال سمجھوتے نے اٹلی کے لئے اور بھی راستہ صاف کر دیا۔ ۱۹۳۷ء کے زمانہ میں یورپی سیاست میں اور بھی پیچیدگیاں پیدا ہو گئیں۔ اور جنگ سرعیت سے یورپ کے مختلف حصوں میں پھیل گئی۔ مشترکہ تحفظ کی تمام کوششیں دریا برد ہو گئیں۔ اسپین میں فرانکو نے اٹلی اور جرمنی کی امداد سے جمہوری حکومت کو الٹ کر فاشستی حکومت قائم کر دی اور اس کے بعد ہی آسٹریا پر جرمنی نے قبضہ کر لیا۔ اس موقع پر روس نے فرانس پولینڈ اور دوسری قوموں کو بھر دعویت دی کہ فاشستوں کی اس جنگ جو بانیوں کو روکنے کے لئے سمجھوتہ سخت ضروری ہے۔ لیکن یہ کوشش بھی پھیلی کوششوں کی طرح ناکام گئی۔

آسٹریا پر قبضہ کے بعد جرمنی نے اپنی جنگ جو بانیہ حرص و آرزو کا دوسرا نشانہ چیکو سلواکیہ کو بنایا جس نے ہلر کے مطالبات کی مخالفت کی اور فرانس اور روس سے عہد نامے کی تکمیل کا مطالبہ کیا۔ فرانس نے نہ صرف چیکو سلواکیہ سے ہلر کے مطالبات تسلیم کر لینے کی خواہش کی بلکہ عہد نامہ کی خلاف ورزی کی و ہلکی بھی دی اور جرمنی کے خلاف فوجی امداد سے انکار کر دیا۔ لیکن جب روس سے اس کے نقطہ نظر کی وضاحت چاہی گئی تو اس نے صاف صاف یہ کہا کہ وہ اپنے عہد نامہ پر قائم ہے۔ ڈاکٹر ریچا وزیر چیکو سلواکیہ نے اپنی کتاب میں روس کے اس نقطہ نظر کے متعلق لکھا ہے: ”جب ہم نے روس سے اپنے نقطہ نظر کی وضاحت چاہی

تو روس نے جواب دیا کہ اس کے اور چیکو سلواکیہ کے معاہدہ کی رو سے اسکو اس وقت مدد دی جی چاہئے جبکہ فرانس بھی اس کی مدد کو آئے۔ لیکن باوجودیکہ فرانس مدد دینے کے لئے تیار نہیں ہے ہم ہر قسم کی فوجی امداد دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ لیکن فرانس کی مدد نہ ملنے کی صورت میں چیکو سلواکیہ کی وزارت صرف روس سے مدد لینا نہیں چاہتی تھی۔ اس لئے کہ ایک طرف پولینڈ کی فاشسٹ حکومت اسپر آمادہ نہیں تھی کہ اس کے علاقوں سے روسی فوجیں گزریں۔ دوسرے خود چیکو سلواکیہ کی حکومت میں بعض عناصر جو بڑے سرمایہ داروں پر مشتمل تھے صرف روس کی امداد لینا نہیں چاہتے تھے اور اس کی وجہ سے خود چیکو سلواکیہ کی حکومت میں انتشار پیدا ہونے کا خدشہ تھا۔ تیسرے یہ بھی خدشہ تھا کہ روس کے ہماری امداد پر آنے کو بہانہ بنا کر کہیں فرانس اور دوسری مغربی قومیں ہلر سے نل جائیں اور روس کے خلاف اتنا بڑا محاذ بن جائے۔

اسی سال کے آخر میں میونخ کے معاہدہ کی رو سے جو انگلستان جرمنی۔ فرانس اور اٹلی میں طے پایا تھا جرمنی کے مطالبات تسلیم کر لئے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی ماہ بعد پورے چیکو سلواکیہ پر جرمنی نے قبضہ کر لیا۔ اور اس کے بعد ہی پولینڈ پر جرمنی کے مطالبات شروع ہو گئے۔ چیکو سلواکیہ کے خاتمے اور عہد نامہ میونخ کے بعد روس نے مشتعل تحفظ کی تمام امیدیں کھو دیں اور اس نے اپنی یہ پالیسی بنائی کہ بہریت

۱۶۱
امن حاصل کیا جائے تاکہ ملک کو ہر حملہ آور کے خلاف تیار کیا جاسکے
۱۹۳۹ء میں جب پولینڈ پر جرمنی کے مطالبات شروع ہوئے تو آخر
کار انگلستان اور فرانس کو ٹلر کو خاموش کرنے کی پالیسی ترک کر دینی پڑی
اور پولینڈ سے دونوں نے وعدہ کیا کہ جرمنی کے اس پر حملہ کی صورت
میں وہ اس کی مدد کریں گے۔ اسی زمانہ میں فرانس اور انگلستان نے
روس سے سلسلہ جبنانی شروع کی۔ لیکن روس نے اس گفتگو میں یہ
محسوس کیا کہ یہ کشمکش زیادہ خلوص پر مبنی نہیں ہیں۔ باوجودیکہ
پولینڈ پر جرمنی کے مطالبات بڑھتے جا رہے تھے اور اس سے اور
فرانس و انگلستان سے معاہدات ہو چکے تھے لیکن پولینڈ اس پر
آمادہ نہیں تھا کہ روسی فوجیں اس کے علاقے میں داخل ہوں۔
ایسی صورت میں روس کو اس کا اندیشہ ہوا کہ کہیں مغربی قوتیں جرمنی
اور روس سے جنگ چھڑ جانے کے بعد جرمنی کے ساتھ نہ ہو جائیں
اور اسے تہنا چھوڑ دیں۔ چنانچہ اس کے متعلق وزیر خارجہ روس
نے اپنی اعلیٰ سویٹ کی ۳۱ مئی ۱۹۳۹ء والی تقریر میں صاف طور سے
اشارہ بھی کیا ہے۔ چنانچہ ان حالات سے مجبور ہو کر روس نے
جرمنی سے عدم اقدام کا معاہدہ کر لیا تاکہ جتنی مدت تک بھلی ہو سکے
امن حاصل رہے اور آنے والے خطرہ کی زیادہ سے زیادہ تیاری کی
جاسکے۔ جرمنی نے روس سے معاہدہ کے بعد ہی یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو پولینڈ
پر حملہ کر دیا اور انگلستان اور فرانس نے جرمنی کے خلاف ۲ ستمبر کو اعلان

جنگ کر دیا۔ اور ۱۹۱۳ء کی طرح ایک دوسری جنگ کا آغاز ہو گیا
 پولینڈ کی قوت نازی حملہ کی تاب زیادہ دن نہ لاسکی اور
 بندرہ روز کے اندر ہی اس کی قوت کا خاتمہ ہو گیا۔ جب پولینڈ کی
 فوجیں تتر بتر ہو گئیں۔ حکومت فرار ہو گئی تو سویت حکومت نے فوراً ایک
 نیا اقدام کیا اور پولینڈ میں اپنی فوجیں بھیج دیں اور ان علاقوں کو
 اپنے قبضہ میں لے لیا جن کی اکثریت یوکرینی یا سفید روسی قوموں پر
 مشتمل تھی۔ روس نے جن علاقوں کو اپنے قبضہ میں لیا یہ وہ علاقے جو
 ۱۹۱۳ء کی جنگ کے بعد روس کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر برہمتی
 نو قائم شدہ پولینڈ کی حکومت میں شامل کر دیئے گئے تھے۔ ان یوکرینی
 اور سفید روسی فوجوں پر پول قوم ایک عرصہ سے مظالم ڈھار رہی تھی
 اور محض دنیا کے امن کو متاثر نہ ہونے دینے کے لئے روس نے ان علاقوں
 کو اب تک واپس حاصل نہیں کیا تھا۔ روس نے جرمنی کے حملہ اور پول
 حکومت کی فراری کے بعد یہ محسوس کیا کہ وہ اگر سویت ان علاقوں
 کو اپنے قبضہ میں نہیں لیتا تو سارے یوکرینی اور سفید روسی باشندے
 اور ہزاروں یہودی نازیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے اور سویت
 مظالم کا شکار ہوں گے۔ چنانچہ سویت حکومت نے ان قوموں کو
 اپنے بھائیوں سے ملا دیا اور انھیں دوسری قوتوں کے مساوی حقوق
 دے کر ان کی اپنی سوشلسٹ قائم کر دیں۔ مرکزی سویت میں ان کے
 نمائندے بھیج دیئے اور ان کی معاشی اور معاشرتی ترقی کے بے شمار

مواقع فراہم کر دیے۔ یہی مقصد رومانیہ کے حصہ بسر ایسا پر قبضہ کا تھا۔
یہ علاقہ ۱۹۱۲ء کی جنگ کے بعد زبردستی رومانیہ کے قبضہ میں آئے
دیا گیا تھا۔ اس میں اکثریت رومانی قوم کی نہیں بلکہ روسی قوم
کی ہے۔

سویت روس نے گوجرمنی سے عدم اقدام کا معاہدہ کر لیا تھا
لیکن اسے معلوم تھا کہ وہ فاشستوں کی ساری دنیا کو غلام بنانے
کی کوششوں میں شامل ہے اور جلد یا بدیر جرمنی اس پر ضرور حملہ کرے گا
چنانچہ اس نے نہ صرف اندرونی فوجی تیاریوں میں تیز رفتاری پیدا
کر دی بلکہ سرحدی علاقوں میں بھی حفاظتی تدابیر اختیار کرنی شروع
کر دیں۔ اسی دوران میں فنلینڈ کا واقعہ پیش آگیا۔ فنلینڈ کی حکومت
اور وہاں کی فوجوں کا کمانڈر انچیف مینریم سویت روس کا ابتدائی
زبان سے دشمن رہے ہیں۔ اور یہاں کی فاشست حکومت ہمیشہ سے
مخالف سویت قوتوں سے ساز باز کرتی رہی ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۲ء
سے فنلینڈ کی قلعہ بندی کی جارہی تھی تاکہ روس کے خلاف اقدام میں
کام آ سکے۔ یہ قلعہ بندیاں مینریم لائن کے نام سے مشہور ہیں اور یہ
کسی طرح بھی فرانس کی مائٹن لائن اور جرمنی کی سگفریڈ لائن
سے کمزور نہیں تھیں اس لئے کہ انکی تیاری میں فرانس اور روسی
اور مغربی یورپ کے فوجی ماہروں اور انجینیروں کا نہ صرف مشورہ
ہی شریک تھا بلکہ ہتھیار اور فوجی سامان اور روپیہ بھی ان علاقوں

نے کافی مقدار میں مہیا کیا تھا۔ ۱۹۳۲ء میں ٹلر کے برسر اقتدار آنے کے بعد فنلینڈ کی فاشستی حکومت اور جرمنی میں ربط قائم ہو گیا اور پوری قلعہ بندیوں میں جرمنی کے لئے دلچسپی بھی بڑھ گئی۔ جرمن انجینئروں اور سامان کی مدد سے اس لائن کو ایسا بنا دیا گیا کہ دنیا کے بڑے بڑے فوجی جہاز اس کو ناقابلِ شہر سمجھتے تھے۔ یہ قلعہ بندیاں روس کے دوسرے سب سے بڑے شہر اور صنعتی مرکز اور بندر گاہ لینن گراڈ سے ۲۰ میل پر واقع تھیں۔ ایسی صورت میں روس یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ اتنی اہم قلعہ بندیاں اس کے سر پر رہیں۔ اس لئے اکتوبر ۱۹۳۹ء میں اس نے فنلینڈ کو باہمی امداد کے ایک عہد نامہ کی تکمیل کی دعوت دی جس میں یہ خواہش کی گئی کہ کیریلیا میں فنلینڈ اپنی سرحد کو ۳۰، ۴۰، ۵۰ کیلومیٹر اندر کی طرف ہٹائے اور جزیرہ مائہنگو عارضی طور سے سویت روس کے حوالہ کر دے تاکہ اس میں وہ بحری اور ہوائی مرکز قائم کر سکے اور اس کے عومن میں سویت روس نے فنلینڈ کو اس علاقہ سے دگنا علاقہ سویت کیریلیا کا پیش کیا۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ سویت روس کا مقصد صرف لینن گراڈ اور شمال مغربی سرحد کو خطر سے بچانا تھا۔ اس سے نہ صرف فنلینڈ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ اسے دگنا علاقہ مل رہا تھا۔ فنلینڈ بجائے اس دوستانہ تجویز کو قبول کرنے کے دوماؤ تک ٹال مٹول کرتا رہا اور اس کے بعد عام فوجی بھرتی شروع کر کے اپنی فوجیں ۳۰ ہزار سے ۴ لاکھ کر دیں اور پورے فنلینڈ

کے پریس نے سویٹ روس کے خلاف سخت زہر افشانی شروع کر دی اور ۲۶ نومبر ۱۹۱۹ء کو بعض روسی علاقوں پر گولہ باری کر دی گئی سرخ بانیوں کو بھی مار ڈالا اور باوجود مولوٹوف کے انتباہ کے ۳ نومبر کو بعض علاقوں میں فنلینڈ کی فوجیں گھس آئیں اور مجبوراً روس کو اقدامی کارروائی کرنی پڑی اور سویٹ فوجوں نے دنیا کی سب سے بڑی قلعہ بندیوں میں سے ایک کو مہم کرنے کی مہم شروع کر دی ۱۳ مارچ ۱۹۲۰ء تک یہ پوری لائین نہ صرف توڑ دی گئی بلکہ بہت سارا سامان حرب قبضہ میں آ گیا۔ اتنی مختصر مدت میں اتنی بڑی قلعہ بندیوں کو توڑنا یہ سرخ فوج کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ ۱۳ مارچ کے بعد جنگ ختم ہو گئی اور فنلینڈ کی حکومت نے سویٹ روس کی صلح کی شرائط مان لیں اس وقت سویٹ روس چاہتا تو پورے فنلینڈ پر آسانی سے قبضہ کر لیتا لیکن یہ اس کی پالیسی کے خلاف تھا۔ اس نے صرف وہی علاقے اپنے قبضہ میں لئے جس کا جنگ کے قبل اس نے مطالبہ کیا تھا اور فنی حکومت سے کسی قسم کا تاوان وصول نہیں کیا اس برتاؤ کا صلہ آگے چلکر فنلینڈ نے یہ دیا کہ جرمنی نے جب روس پر حملہ کیا تو وہ جرمنی کے ساتھ شریک ہو گیا۔

پولینڈ کی فتح کے بعد ٹیبلر نے اپنے مستقبل کے عملوں کی تیاری شروع کر دی اور چند ہی ماہ بعد بلجیم۔ ہالینڈ اور فرانس پر دھاوا بول دیا چند ہی ہفتوں کے اندر ان ممالک کی مداخلت کا خاتمہ کر دیا۔ ان ممالک کی اندرونی طبقہ داری کشاکش اور حکمران طبقہ کی اندرونی سازش

درونا اٹلی اور غداروں نے فرانس جیسے ملک کو جس کی دفاعی قلعہ بندیاں دنیا میں سب سے زیادہ مضبوط سمجھی جاتی تھیں چند ہفتوں میں جرمنی کے حملے کر دیا اور لاواں پتیاں جیسے فاشست دوست پانچویں کالم نے ساری قوم کو نازیوں کی غلامی کے جوے میں کسوا دیا۔

ٹہلے نے آسٹریا کے ساتھ یورپ کے ان تمام ممالک پر قبضہ کر لینے کے بعد یہ محسوس کیا کہ ابھی اسے ساری دنیا کی قوموں کا غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے سب سے بڑی رکاوٹ کو عبور کرنا ہے۔ اور وہ رکاوٹ سویت روس کی قوت تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اگر وہ اس رکاوٹ کو دور کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر ساری دنیا اس کی زیر نگین ہو جائیگی اور پھر کوئی قوت اس کے ارادوں میں حائل نہ ہو سکیگی۔ یہی وجہ ہے کہ انگلستان پر اس نے گوسخت بمباری کی لیکن اس پر حملے کے ارادے کو روس پر غلبہ پانے تک ملتوی رکھا۔ چنانچہ فرانس پر قبضہ کے بعد جرمنی کی پوری توجہ سویت روس پر حملے کی تیاریوں پر مبدول ہو گئی اور اس کے لئے راستہ صاف کرنے کے واسطے اس نے اپنے دوسرے فاشست ساتھی موسلینی کے ساتھ یکے بعد دیگرے یوگوسلافیہ، بلغاریہ، یونان اور رومانیہ پر قبضہ کر لیا اور جبلان علاقوں کے صنعتی وسائل پوری طور پر اس کے تصرف میں آ گئے تو اس نے سویت یونین پر ۲۲ جون ۱۹۴۱ء کو حملہ بول دیا۔ سویت یونین پر حملہ نے ساری دنیا کی مخالف فاشینزم قوتوں میں اتحاد پیدا کر دیا۔ خون آشام

میں مزدور طبقہ کا کافی بڑا حصہ جواب تک اس جنگ کو سامراجی جنگ تصور کر رہا تھا اب دوسرے تمام طبقوں کے ساتھ عوامی جنگ کا نعرہ لیکر شامل ہو گیا۔ اور ساری دنیا کی ترقی پسند قوتوں کا اتحاد فاشسٹ قوتوں کے خلاف بڑھنے لگا۔ چنانچہ جرمنی کے حملہ کے بعد ہی مسٹر چرچل نے اس کا اعلان کیا کہ روس اب انگلستان کا دوست ہے اور وہ سب فاشسٹوں کے خلاف متحد ہیں۔ اس کے بعد ہی روس اور برطانیہ میں اور پھر روس اور امریکہ میں باہمی اتحاد اور باہمی امداد کے عہد نامے طے پا گئے۔

سرخ فوج کی غیر معمولی بہادری اور خاص طور پر اسٹیلین گراڈ کی حیرت انگیز مدافعت اور روسی جاننا زوں کی عدیم الشال کامیابیوں نے تمام متحدہ اقوام کو ایک دوسرے سے بچہ قریب کر دیا ہے۔ جرمنی کے تحت تمام ممالک میں ترقی پسند قوتیں ابھر رہی ہیں اور ساری دنیا کے عوام کی آزادی کی جنگ مخالف فسطائی جنگ میں ختم ہو گئی ہے جیسے جیسے روسی فتوحات دوسرے علاقوں میں اتحادی فتوحات بڑھتی جاتی ہیں ویسے ویسے تمام ترقی پسند قوتوں میں اتحاد ٹھٹھا جاتا ہے۔ اور اس کا ثبوت حالیہ ماسکو اور طہران کی کانفرنسوں سے بھی ملتا ہے ان کانفرنسوں نے ایک مرتبہ پھر روسی اور اتحادی غاربی حکمت عملی کو اور صاف طور پر دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ اس سمجھوتے کی رو سے آئندہ دنیا میں امن قائم کرنے اور قائم رکھنے میں روس کا خاص

۱۶۹
 حصہ ہو گا اور تمام چھوٹی بڑی حکومتوں کو نازی اور فاشسٹی ظلم و تلوی
 سے نجات مل جائیگی۔ یورپ کی ہر قوم کو اس کا حق ہو گا کہ وہ جس
 قسم کی حکومت چاہے قائم کرے اور سارے یورپ بلکہ ساری دینیاں
 عوام کی آزادی اور انکی قوت میں اضافہ ساری دنیا کے امن اور
 آزادی کا ضامن ہے۔

ان دونوں کانفرنسوں نے دنیا کی مخالف سویت اور نازی
 دوست تمام قوتوں کو ہٹا کر دیا۔ اور انگلستان۔ امریکہ۔ روس اور
 چین کے اتحاد کو مضبوط کر کے اس جنگ کے جلد از جلد اختتام کے امکانات
 پیدا کر دے۔ گزشتہ چند سالوں سے جو روس کے خلاف یہ زہریلا
 پروپیگنڈہ کیا جا رہا تھا کہ وہ پیسے لئے مزید علاقے چاہتا ہے اس کا
 بھی خاتمہ ایران کی آزادی کے۔ اعلان۔ روس اور ترکی کے تعلقات
 میں استواری۔ چیکوسلوواکیہ اور روس کے معاہدہ سے قطعی طور پر ہو گیا
 اور دنیا کی تمام ترقی پسند قوتوں کی وابستگی روز بروز روس سے بڑھتی جاتی

بارہواں باب

قومیت کا مسئلہ

گزشتہ سالوں میں جہاں روس کے متعلق کئی مختلف مسائل مثلاً اس کی خارجی پالیسی - بیچ سالہ نظام العمل وغیرہ زیر بحث رہے ہیں اسی طرح قومیت کا مسئلہ تمام دنیا اور خاص طور سے ہندوستانی عوام کے لئے دلچسپی کا باعث رہا ہے۔ ۱۹۳۵ء کے قانون کے نفاذ کے بعد سے جب سے کہ ہندوستان میں ہندو مسلم سوال نے پاکستان کی تحریک کی شکل اختیار کی ہے اور مختلف قوموں مثلاً - اندھرا - مہاراشٹرا - کزناٹک وغیرہ میں قومی اساس پر صوبوں کی دوبارہ تقسیم کے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ تب سے روسی قوموں کے مسائل سے ہندوستان میں دلچسپی بہت زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ ساتھ ہی گزشتہ چند سالوں میں

ساری روسی قوموں نے جس لیے کہ ساتھ ٹہری درندوں کا مقابلہ کیا ہے اس نے ساری دنیا کے سامنے اس ملک کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔

گزشتہ ڈھائی سال سے روس کی ۱۸۰ قومیں ایک جان اور ایک جسد ہو کر ٹہری ہیں۔ پورے مقبوضہ سفید روس۔ یوکرین اور شمالی قفقاز میں ایک روسی بھی دھونڈنے سے ایسا نہ مل سکتا جو اپنے موجودہ نظام معیشت اور معاشرت سے غیر مطمئن ہو اور اس کے دل میں اپنی سرزمین۔ اپنی قوم اور ملک پر جان دینے کی آرزو نہ ہو۔ ٹہلے اور اس کے ساتھیوں کے دل میں اس بات کا وہم و گمان بھی نہ تھا اور اس کی سمجھ میں بھی یہ بات نہ آ سکتی تھی کہ کسی ملک کے انسان ایسے بھی ہو سکتے ہیں۔ اُسے یہ نہیں معلوم تھا کہ سویت روس نے ایک بالکل نیا آدمی جنم دیا ہے۔ جیسا آدمی کے دنیا کے کسی حصہ میں نہیں ملتا۔ اس دلیس کے ان میں کرڈانوں کی قلب اہمیت کو سمجھنے

کے لیے ضروری ہے کہ گزشتہ چند سالوں کا روسی تاریخ پر نظر ڈالی جائے۔ دوسرے تمام ممالک کی سیرج روس بھی انسانی ترقی کے مختلف منازل سے گزرا ہے۔ ایک زمانہ میں وہ بھی جاگیردارانہ نظام میں تھا۔ اس کے بعد سرمایہ دارانہ نظام میں آیا اور اس کی جگہ اشتراکی نظام نے لے لی۔ جاگیردارانہ نظام کے زمانہ میں بھی زار روس کے زیر نگین پول یوکرینی۔ سفید روسی۔ قازق۔ تاتار۔ ازبک وغیرہ قومیں آباد تھیں۔

ان سب علاقوں کے عوام انتہائی جاہل اور پس ماندہ تھے۔ انکا پیشہ کاشتکاری اور دھنکار ہی تھا۔ اور یہ مقامی جاگیردار کی گویا ملک ہوتے تھے۔ وہ بغیر جاگیردار کی مرضی کے نہ اپنا گاؤں چھوڑ سکتے تھے اور نہ ہی پیشہ بدل سکتے تھے۔ ان سب جاگیرداروں کا سر ملکہ بادشاہ یا زار ہوتا تھا۔ اسی طرح جس طرح ہمارے ملک میں مور یا خاندان سے لیکر مغلیہ خاندان کے زوال تک ہوتا رہا ہے۔ جاگیردارانہ نظام کے اس دور میں عوام مستقر غیر منظم اور کچھلے ہوئے تھے کہ ان میں کسی قومی مسئلہ کا کوئی احساس یا شعور نہیں تھا اور نہ جاگیرداروں میں اس قسم کے احساسات تھے۔ باہمی رقابت تھی بھی تو جاہ و منصب کی اور شخصی تھی کوئی قومی نہیں ہوتی تھی۔ اور اس طرح زار کے تحت تمام قومیتوں میں اتحاد قائم رہتا تھا۔

یہ حالات تمام دنیا کی طرح روس میں بھی ایک عرصہ تک قائم رہے۔ اٹھارویں صدی کے وسط میں انسانی سوسائٹی کے ارتقاء نے ایک نئی کردار لی۔ انگلستان میں بجاپا ابن کی دریافت سے صنعتی ترقی میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو گیا۔ صنعتیں بڑے پیمانے پر شروع ہونے لگیں اور تاجر طبقہ اور جاگیردار طبقہ میں کشمکش تیز ہو گئی جسکی وجہ سے صنعتی انقلاب ہوا۔ جاگیردارانہ نظام پر سخت ضرب لگی۔ کاشتکار جاگیردار کے پنجہ سے چھوٹ کر آزاد ہو گیا اور سرمایہ دارانہ نظام وجود پذیر ہوا۔ یہی صورت یورپ کے دوسرے ممالک میں یکے بعد دیگرے

پیش آئی۔ اس کے اثرات سے روس بھی محفوظ نہ رہ سکا۔ اور وہاں بھی صنعتوں میں مشینوں نے دخل پیدا کرنا شروع کر دیا۔ اور چونکہ زائد کا پایہ تخت اصلی روسی علاقے میں تھا اور اس علاقہ کے لوگ زیادہ باقاعدہ تھے اس لئے ابتداً اسی علاقے میں مشینوں نے دخل پیدا کیا۔ اور سرمایہ داروں کا ایک درمیانی طبقہ پیدا ہونے لگا۔ بڑھتی ہوئی صنعتوں کے لئے اسکی ضرورت تھی کہ ایک طرف تمام مال کی فراہمی کے اسباب ہیا ہوتے دوسری طرف تیار شدہ مال کی نکاسی کا انتظام کیا جاتا۔ روس میں یوکرین - قفقاز - اور مشرقی روس کے ایشیائی علاقے روئی - لوہے - کوئلے - تیل اور دوسرے معدنی ذخائر سے مالا مال تھے۔ چنانچہ اس نئی سرمایہ دار جماعت نے ایک طرف تو اپنا مال ان علاقوں میں بچنا شروع کیا۔ دوسرے ان علاقوں میں کان کنی اور تیل حاصل کرنے کی صنعتیں شروع کیں جس کا اثر یہ پیکلان غیر روسی علاقوں کے درمیانی طبقہ کے کلابا کو بہت دھکا پہونچا اور اس کے دل میں روسی سرمایہ دار طبقہ کے خلاف غصہ اور نفرت کے جذبات بھڑکنے لگے۔ ان غیر روسی علاقوں میں کان کنی اور دوسری خام مال کی صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے اسکی بھی ضرورت تھی کہ ان علاقوں میں ریلیس بچھائی جائیں اور چھوٹی چھوٹی صنعتیں قائم کی جائیں تاکہ خام مال آسانی سے کارخانوں سے منتقل کیا جاسکتا اور تیار مال آسانی سے فروخت ہو سکتا تاکہ لاگت کم آتی ساتھ ہی مقامی درمیانی طبقہ کی اشک ثونی کے لئے کچھ چھوٹی صنعتوں کے

قیام کی بھی اجازت دی جاتی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روسی علاقہ کی طرح ان سرحدی علاقوں میں بھی مزدور طبقہ نہ صرف پیدا ہو گیا بلکہ اس کی سیاسی بیداری اور تنظیم بھی بڑھنے لگی۔

روسی علاقوں میں صنعتی ترقی نے وہاں کے درمیانی سرمایہ دار طبقہ کا اقتدار بڑھا دیا اور وہ اس کی کوشش کرنے لگا کہ جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ کر کے جمہوری نظام قائم کیا جائے تاکہ حکومت کی باگ ڈور بھی اس کے ہاتھ میں آجائے لیکن غیر روسی قومیتوں کے علاقوں کی طرح اسے قبضہ و اقتدار میں رہیں۔ جس کی وجہ سے غیر روسی قوموں کے سرمایہ داروں اور روسی سرمایہ داروں کے مفادات میں تضاد پیدا ہو گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان غیر روسی علاقوں میں قومیت کا جذبہ سرعت سے بڑھنے لگا۔ روسی اور غیر روسی علاقوں میں کاشتکاروں اور مزدوروں دونوں کے مفادات ایک نہیں تھے اس لئے کہ یہ ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ کا خاتمہ کر دینا چاہتے تھے اور سرمایہ داری اور جاگیرداری دونوں کا تختہ الٹ دینا چاہتے تھے۔ غیر روسی علاقوں کے درمیانی سرمایہ دار طبقہ نے جب اپنے علاقوں میں مزدور تحریک کو بڑھتے ہوئے دیکھا تو فوراً اسکو قومی آزادی کی راہ پر لگا دیا۔ تاکہ ان کے مفادات پر وہ وار نہ کر سکے۔ چنانچہ ان غیر روسی علاقوں میں قومی نجات اور علیحدہ آزاد حکومتیں قائم کرنے کی تحریک نہایت سرعت سے بڑھنے لگی۔

روسی قوم کے سرمایہ دار طبقہ اور زار شاہی نے پہلے ہی سے
 غیر روسی قوموں پر سختیاں شروع کر دی تھیں۔ وہاں صنعتوں کی ترقی
 کو روکا جاتا تھا۔ مقامی زبان اور معاشرت کو کچلا جاتا تھا۔ ہر جگہ
 روسی زبان مسلط کی جاتی تھی۔ مقامی زبانوں میں یوکرین تک
 میں تعلیم ممنوع تھی۔ ان سختیوں نے مختلف قوموں میں علیحدگی کے
 جذبہ اور تحریک کو تیز کر دیا۔ اس تحریک کو عوامی سرپرستی بھی بڑی
 حد تک حاصل ہو گئی۔ دوسری طرف خود روسی علاقہ میں مزدوروں
 کی تنظیم ان کی بڑھتی ہوئی قوت اور سرمایہ داری کے اندرونی
 تضاد۔ کساد بازاری اور جنگ وغیرہ نے روسی سرمایہ داروں کو سخت
 مشکلات میں مبتلا کر دیا۔ ان حالات پر قابو پانے کے لئے انھوں نے
 اب نئی چالیں شروع کیں تاکہ ان قوموں کی قومی بیداری اور
 منظم مزدوروں کی قوت بجائے روسی سرمایہ داروں کے خلاف
 اٹھنے کے قوموں کے آپس کے جھگڑوں میں مصروف ہو کر ختم ہو جا
 اس پالیسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان قومیتوں کے باہمی مناقشے شدت
 سے بڑھنے لگے۔ ہر جگہ مختلف قومیتوں میں جھگڑے ہونے لگے۔
 ان پیچیدہ حالات نے مزدور تحریک کے سامنے نہایت
 اہم مسائل پیش کر دیے۔ ایک سوال تو یہ تھا کہ قوم میں قومی بیداری
 تیزی سے پیدا ہو رہی تھی اور پورے ملک سے علیحدہ ہو کر الگ
 الگ ریاستیں قائم کرینکا رجحان بڑھ رہا تھا۔ قومی بیداری کا رجحان

مزدور تحریک کے لئے فال نیک تھا لیکن علیحدگی کا رجحان پوری تحریک کے لئے نقصان رسان تھا۔ اس رجحان سے مختلف قومیتوں کے باہمی جھگڑے بڑھتے تھے اور زار شاہی اور روسی سرمایہ داروں کا جھگڑا ہمیشہ کے لئے مضبوط ہوتا جاتا تھا۔ اس قومی بیداری سے قائم ماسیوئت اٹھایا جاسکتا تھا جبکہ پورے ملک کی قومیتوں کو زار شاہی کے خلاف متحد کیا جاسکتا۔ اس مسئلہ پر پوری مزدور تحریک دو گروہوں میں بٹ گئی پہلا گروہ جو مشکوک کا گروہ تھا۔ اس کا استدلال یہ تھا کہ چونکہ ہم بین الاقوامی اشتراکی جمہوریت قائم کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہم مختلف قومیتوں کو حق خود ادا ریت اور حق علیحدگی نہیں دے سکتے۔ اس قدر کافی ہے کہ ہم مختلف قومیتوں کے لوگوں کو حق خود ادا ریت صرف کچھ معاملات کی حد تک دیدیں مثلاً یہ تعلیم وغیرہ اپنی زبانوں میں دے سکتے ہیں۔ اکھنڈ روس کا یہ نعرہ ان قوموں کے لئے کچھ زیادہ جاذب توجہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس میں اور روسی سرمایہ داروں کے اکھنڈ روس کے نعرے میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ان قومیتوں کو اس وقت تک کوئی چیز کسی ایک مقصد کے لئے اکٹھا نہیں کر سکتی تھی جب تک کہ انھیں اس کا یقین نہ نہ دلایا جاتا کہ مستقبل کے روس میں نہ صرف ان کے کچھ حقوق بلکہ ان کے معاشی اور سیاسی حقوق بھی پوری طور پر محفوظ رہیں گے۔ اور اس کی ضمانت انھیں اس وقت مل سکتی تھی جب تک کہ انھیں تمام حالات

میں حق خوداداریت اور حق علیحدگی دے دیا جاتا۔ مزدور تحریک کا دوسرا گروہ جس کی قیادت لینن اور اسٹالن کے ہاتھ میں تھی اور جو بالشوک پارٹی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے یہ محسوس کرنا تھا کہ زار شاہی کا تختہ الٹنے اور حقیقی قسم کی جمہوریت قائم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام قوموں کے مزدور طبقہ اور کسان طبقہ میں اتحاد پیدا کیا جائے اور چونکہ اس طبقہ میں سیاسی بیداری دراصل منجہ ہے قومی بیداری کا اس لئے قومی حقوق کی حفاظت کا یقین دلائل سب سے اہم بھی ہے اور سب سے ضروری بھی۔ اگر حق خوداداریت اور حق علیحدگی تمام قوموں کے لئے مان لیا جائے اور ان کو اس کا یقین دلایا جائے کہ آئندہ انہیں کسی قسم کی معاشی۔ سیاسی۔ یا سماجی غلامی عائد نہیں کی جائے گی۔ تو وہ یقینی طور پر متحد ہو جائیں گے۔ اس قومی اتحاد سے جب وہ زار شاہی کا خاتمہ کر دیں گے۔ ایک دوسرے پر اعتماد اور اور اعتبار قائم ہو جائیگا تو وہ کبھی بھی اپنے اس اتحاد کو توڑنا نہیں چاہیں گے۔ بلکہ وہ اپنی اس حاصل شدہ نئی آزادی کی ملک کی رحبت پسند قوتوں اور بیرونی حملہ آوروں سے حفاظت کے لئے اتحاد کی کڑیاں اور مضبوط کرین گے۔ اور ملک بجائے مختلف حصوں میں بٹ جانے کے حقیقی معنوں میں متحد اور ایک ہو جائیگا چنانچہ لینن اور انکی پارٹی نے اپنی جماعت کا یہ نعرہ بنایا اور اسی نعرہ پر سارے ملک کی فردور جماعت کو متحد کیا۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب میں بالشویک پارٹی کو کامیابی ہوئی اور اس کے بعد اس پالیسی پر نہ صرف وہ قائم رہی بلکہ اس پر عمل درآمد بھی شروع کر دیا۔ حکومت کی طرف سے تمام قوموں کے حق خود ارادیت اور حق علیحدگی کا اعلان کر دیا گیا۔ تمام قوموں کو مساوی حقوق عطا کر دیئے گئے۔ اور ہر قوم کی معاشی، معاشرتی اور اخلاقی ترقی پر جس قدر بھی پابندیاں قائم تھیں ان سب کو اٹھا دیا گیا۔ ہر قومیت کی بالشویک پارٹی نے اس پر عمل بھی شروع کر دیا۔

انقلاب کی کامیابی کے بعد پورے ملک کو بیرونی حملہ آوروں اور انقلاب دشمن قوتوں کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے لئے یہ ضروری تھا کہ مختلف قومیتوں کے آزاد مزدور اور کسان اپنی قوتوں کو یکجا کرتے چنانچہ لوکرین سیفدر روس جاریا وغیرہ کی نو قائم شدہ سوویتوں نے فوراً اعلان کیا کہ دشمن سے مقابلہ کے لئے تمام قوموں کو معاشی، سیاسی اور فوجی امور میں متحد ہو جانا چاہئے۔ یہ اتحاد باکمل مساویانہ اصول پر قائم کیا گیا اور اسی اتحاد کا نتیجہ تھا کہ نئی سوویت حکومت نے نہ صرف اندرونی دشمن پر غلبہ پایا بلکہ بیرونی حملہ آوروں کو بھی نکال باہر کیا۔ اس جنگ کے دوران میں تمام قوموں نے اتحاد کی ضرورت کو چھیڑنے سے محسوس کیا اور اپنی آئندہ ترقی کا راز اسی میں پایا کہ علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کرنے کی بجائے ایک متحدہ حکومت قائم کی جائے چنانچہ دسمبر ۱۹۲۲ء میں خانہ جنگیوں کے خاتمہ کے بعد اس مسئلہ پر غور کرنے کے

تمام ملک کی سوئٹس کی ایک کانفرنس منعقد کی گئی اور اس کے تصفیہ کی بموجب روسی اشتراکی جمہوریتوں کی یونین (U. S. S. R) کی بنیاد رکھی گئی۔ جس میں ابتداً جمہوریت وفاق روس۔ جمہوریت یوکرین جمہوریت سفید روس اور وفاق قفقاز نے شرکت کی اور اس کے بعد آہستہ آہستہ دوسری جمہوریتیں شریک ہوئیں۔

مختلف جمہوریتوں کا یہ وفاق جو معاشی اور فوجی مفادات کی یکسانیت کی وجہ سے قائم ہوا تھا ایک قسم کا سیاسی اتحاد تھا جو ہر جمہوریت کی انفرادی آزادی اور معاشی ترقی کی اور اس طرح پورے وفاق کی آزادی اور معاشی ترقی کی ضمانت کرتا تھا۔ اور باوجودیکہ تمام جمہوریتیں معاشی اور معاشی ترقی میں یکساں منازل پر نہیں تھیں لیکن یہ اتحاد بہت ہی مضبوط ثابت ہوا۔ اس اتحاد نے ہر جمہوریت میں ایک دوسرے پر بھروسہ پیدا کیا اور وہ ہر طرح ایک دوسرے کی معاون ثابت ہونے لگیں۔ اس اتحاد کی بنیاد باہر سے نہیں بلکہ اندر سے اور نیچے سے قائم ہوئی آری تھی۔ تمام ذرائع پیداوار دولت پر سب کی مشترکہ ملکیت تھی۔ تمام کارخانے مزدوروں کے ہونگے تھے۔ جس کی وجہ سے کوئی اندرونی تضاد باقی نہیں رہا تھا۔ ہر شخص کا مفاد ایک ہی تھا اور اس لئے نفاق کا کوئی امکان ہی نہ تھا۔

۱۹۳۶ء کے قانون میں حق خود ارادیت اور حق علیحدگی کے اصول کو اور بھی مستحکم کر دیا گیا ہر جمہوریت میں بننے والی مختلف قوموں کی بھی قومی

اساس پر معاشی اور معاشرتی ترقی کی آزادی عطا کیجئے۔ قوم سے مراد لوگوں کی ایسی جماعت لی گئی جو ایک ہی زبان بولتی ہو۔ جس کا کلچر ایک ہی ہو جس کی نفسیاتی ساخت ایک ہو اور معاشی زندگی بھی ایک ہو مختلف قوموں کو قانوناً مساوی حقوق دینے کے لئے اعلیٰ سوڈ میں دو مجالس قائم کر دی گئیں ایک آبادی کی اساس پر اور ایک قومیتوں کی اساس پر اور اس طرح قانوناً بھی اس کی کوئی گنجائش نہیں رہی کہ ایک قوم دوسری قوم پر کسی قسم کا جبر یا سختی کر سکے۔

تیرھواں باب

غیر روسی علاقوں کی معاشی و معاشرتی ترقی

صنعتی و زرعی ترقی مشرقی روس کے ایشیائی علاقے صنعتی نقطہ نظر سے بہت پیچھے تھے۔ ان کی حیثیت محکوم علاقوں کی تھی اور یہاں جب قدر کارخانے وغیرہ قائم بھی ہوتے تھے ان کی بڑی تعداد روسی سرمایہ داروں کی ملک ہوتی تھی۔ زار شاہی میں پورے ملک کی تین چوتھائی صنعتیں بسطی روس۔ یوکرین اور باکو کے علاقے میں تھیں۔ سویت نظام حکومت کے قائم ہونے کے بعد جب تمام قومیتوں کو یکساں اور مساوی حیثیت دیدی گئی۔ تو یہ بھی ضروری

تھا کہ غیر روسی قومیتوں کی معاشی اور معاشرتی ترقی کی جانب بھی غیر معمولی توجہ کی جاتی۔ چنانچہ سلسلہ ۱۹۲۵ء سے جب خاکہ بندی کا دور شروع ہوا تو ان علاقوں کی صنعتی ترقی کو خاص طور سے پیش نظر رکھا گیا۔ اور بڑی بڑی صنعتوں اور چھوٹی صنعتوں کا ایک جال بچھا دیا گیا۔ جن کو ان ہی علاقوں کے انجینئر سائنٹفک ہاؤس اور مینجر چلاتے ہیں۔

تمام جمہوریتوں کی صنعتی ترقی کی تفصیل بیان کرنے کے لئے کئی جلدیں بھی کافی نہیں ہو سکتیں مختصراً چند کے حالات بیان کئے جاتے ہیں جن سے ان حصوں میں غیر معمولی ترقی پر کچھ روشنی پڑ سکتی ہے۔ مشرقی روس میں ایک چھوٹی سے جمہوریت بکٹیرے ہے۔ جس میں اس انقلاب سے قبل کسی بڑی صنعت کا وجود نہیں تھا۔ صرف چند گھریلو صنعتیں پائی جاتی تھیں۔ اب اس علاقے میں بے شمار بڑی بڑی صنعتیں قائم ہو گئیں ہیں۔ جن میں ادا فاموڈ کے کارخانے اور تیل کی صنعتوں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسی علاقہ میں ایک دوسری جمہوریت قازقستان کی ہے جو قدیم زمانہ سے معدنی ذخائر کے لئے مشہور ہے۔ یہاں کے ایمباناچی تیل کے چشمے اور تیل صاف کرنے کے کارخانے باکو کے بعد روس میں سب سے بڑے ہیں بلقاش کی تانبے کی فیکٹری روس کی سب سے بڑی فیکٹریوں میں سے ہے۔ اسی جمہوریت

میں چمقنت نامی مقام پر سیہ پگھلانے اور صاف کرنے کا
 بہت بڑا کارخانہ ہے جہاں سارے ملک کا ۵۷ فی صدی سیہ
 تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف حصوں میں کئی کیمیائی صنعتیں
 بھی ابھرائی ہیں۔ یہ علاقہ زارشاہی میں انتہائی پس ماندہ تھا۔
 لوگ بولیشیوں کے گلے پاتے تھے اور کھالوں اور ادن کی تجارت
 کرتے تھے۔ ٹرکین بالکل ناپید تھیں۔ ریلوں کا وجود نہیں تھا اب
 اس علاقے میں ۴۶۰ میل لائبریری ریلیں اور ۳۰۰ میل لائبریری
 نہریں ہیں۔ موٹروں کی اعلیٰ سڑکوں کا جال علیحدہ پھیلا ہوا ہے
 جنگ شروع ہونے کے بعد سے گزشتہ دو سال اور نئی ریلیں
 اور نہریں بن گئی ہیں۔ بہت سارے کارخانے مشرقی علاقوں
 سے منتقل ہو کر یہاں آگئے ہیں جس کی وجہ سے اس علاقہ نے
 نئی نقطہ نظر سے بڑی اہمیت حاصل کر لی ہے۔

قازقستان سے ملی ہوئی جمہوریت ازبکستان میں رودنی
 اور ادن کی کثرت ہے لیکن زارشاہی میں ان سے متعلق صنعتوں
 کا کوئی کارخانہ قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ پورا خام مال وسطی علاقوں
 کے لئے چلا جاتا تھا۔ ابدیہاں سوئی کپڑوں کے بے شمار کارخانے
 قائم ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ایک اتنا بڑا ہے کہ اس میں ۲۱
 لاکھ ٹکلیاں اور ہزار کے قریب کمرے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی
 رقیٹیشن۔ زرعی مٹینوں کے کارخانے اور ریشم اور ادن کے

کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ تاشقند سے کچھ دور چرچک دریا کو روک کر ایک بند باندھا گیا جس سے میلوں بے آب و گیاہ علاقے سیراب ہو کر سرسبز شاداب بن گئے ہیں۔ اس کا پن بجلی کاسٹن ۲ لاکھ ۷۰ ہزار کلو واٹ برق پیدا کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے کئی کیمیائی صنعتیں وجہ میں آگئی ہیں اور بے شمار مشترکہ کھیتوں میں بجلی کی روشنی آگئی ہے۔ اس کے تحت کئی مصنوعی کھاد کی بھی فیکٹریاں قائم ہیں جو ملک کے بڑے حصہ کے لئے کھاد مہیا کرتی ہیں مارچ ۱۹۵۳ء سے اس علاقہ میں سیر دریا کو روک کر ایک بہت بڑے آب پاشی اور برقی قوت کا نظام قائم کرنے کا کام شروع کیا گیا ہے۔ جس میں اس وقت سو لاکھ ازبک اور دوسری قوموں کے نوٹک کام کر رہے ہیں۔ یہ ۱۹۵۴ء میں مکمل ہو جائے گا۔ اس سے لاکھوں ایکڑ خشک ویلے آب علاقے جس میں وادی شیریں بھی شامل ہے سرسبز و شاداب ہو جائیں گے اور نئی نئی صنعتیں ابھرائیں گی۔

اس علاقہ میں صنعتوں کی تعمیر و ترقی کی وجہ سے وہاں کے باشندوں میں غیر معمولی انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ زار شامی کے جاہل گلابان آج دنیا کی سب سے بڑی صنعتی قوموں میں شمار کئے جاتے ہیں اس علاقہ میں ۲ لاکھ کام کرنے والے تو صرف اعلیٰ مشین کی تکنیکل خدمات پر مامور ہیں۔ جن میں سے

آدمے سے زیادہ ازیک ہیں۔

جمہوریہ آئرلینڈ میں جہاں کہی زراعت میں صرف گندہ بانی ہوتی تھی آج ہنایت اعلیٰ قسم کے مویشیوں کے فرسے قائم کئے گئے ہیں۔ جن میں سے ۵ سو مرزے تو صرف سوروں کے ہیں۔ ۴ سو عشر گزشتہ (۱) کے۔ اور ۱۵۰ مرزے لڑکھڑیلوں اور دوسرے قسم کے جانوروں کے۔ تاناریہ میں غنٹ اور فزوں کے سب سے بڑے کارخانے ہیں جہاں سے تمام ملک کے لئے فراورٹوپیاں جاتی ہیں۔ یہاں ٹامپ اسٹرس کی صنعت کا بھی بہت بڑا کارخانہ ہے۔ زراعت شاہی میں اس ملک کی پیداوار کا ۹۰ فیصدی حصہ زرعی تھا اور اب ۷۵ فیصدی حصہ صنعتی ہے۔

تاجکستان بسکٹ۔ خشک میوؤں اور میوؤں کی جام اور جلی وغیرہ کی صنعتوں کے لئے بہت مشہور ہے۔ یہاں چمڑے اور لائن کی صنعتوں کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ سرخ فوج کے لئے جازوں کے کپڑے زیادہ تر یہیں سے جاتے ہیں عزت مشینوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ مختلف مشینوں کے کھیتوں میں ۶ ہزار ٹریکٹرز تین ہزار کے قریب بونے اور کاٹنے کی مشینیں اور ہزاروں موٹریں اور لاریاں استعمال ہوتی ہیں۔ انقلاب سے قبل ٹکری کے فرسودہ ہلوں سے برائی اور اولس کی کاشت ہوتی ہے اور اب گپیوں۔ آلو ترکاریوں اور سن وغیرہ کی کاشت بھی کی جاتی ہے۔

ان مشرقی علاقوں کے علاوہ تفقازاوریوکرین کے علاقوں میں بھی جہاں زار شاہی کے زمانہ میں صنعتیں خال خال نظر آتی تھیں۔
 ترخی کی مندرجہ ذیل انتہائی تیز رفتاری سے طے ہو رہی ہیں۔ چنانچہ
 ژاپرورے۔ خارکوف۔ اشالین گراڈ۔ آسٹیلینو۔ کرپوراک
 ٹینگنرگ اور رڈٹوف وغیرہ صنعتوں کے لئے ساری دنیا میں شہرہ
 ہیں۔ آذربائیجان کی تیل کی صنعت زار شاہی سے مشہور ہے
 لیکن اس کا نقشہ اب کچھ اور ہی ہے۔ زار شاہی کے مقابلہ میں اب
 تین گنا تیل پیدا ہوتا ہے اور۔ گن گیس اور۔ گن گیسولین
 پیدا ہوتی ہے۔

آرمینیا ۱۹۱۳ء میں انتہائی پس ماندہ حالت میں تھا۔ لوگ
 انتہائی جاہل تھے۔ زراعت انتہائی ابتدائی اور پرانے طریقوں
 پر ہوتی تھی۔ صنعتیں صرف کپڑا بننے اور شراب بنانے کی تھیں۔ اور
 سب گھریلو تھیں۔ دوسرے پتھریلے پروگرام کے بعد اس علاقے
 میں پرنجلی کے کارخانے قائم ہوئے جن سے ۳۵ کروڑ کلو واٹ
 برقی پیدا ہوتی تھی۔ اس کے بعد جنگ کے لئے تیاریوں کے سلسلہ
 میں کئی جدید کارخانے قائم کئے گئے ہیں۔ جو حال ہی میں مکمل ہو
 ہیں اور ان سے اب ۱۳ ارب کلو واٹ کے قریب برقی پیدا ہوتی
 ہے۔ اور پانی روک کر جو ساگر بنائے گئے ہیں ان سے ۱۳ لاکھ ایکڑ
 نئی اور بنجر زمینیں سیراب ہوتی ہیں۔ برقی قوت کی غیر معمولی ترقی

نئی نئی صنعتوں کو جنم دیا ہے جن میں تانبے کی صنعتیں خاص اہمیت رکھتی ہیں صرف ایک کارخانہ میں سالانہ دس ہزار ٹن تانبہ صاف کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مصنوعی ربر-کیمیائی مرکبات-سینٹ اور مشینوں کے کارخانے قائم ہو چکے ہیں۔ تمباکو-چائے-اور پھلوں کی کاشت میں بے انتہا ترقی ہوئی ہے۔ میوؤں کو ڈبوں میں بند کرنے اور سگریٹ وغیرہ کی صنعتیں وجود میں آگئی ہیں۔ سوتی کپڑے اور چمڑے کے بڑے بڑے کارخانے قائم ہو گئے ہیں۔ اور اس وقت زمانہ جنگ میں اپنی بڑھتی ہوئی پیداوار سے ملک کی تمام ضرورتوں کی تکمیل کر رہے ہیں۔ شہر آریلن جو ایک زمانہ میں آرمینیا میں اپنی قدامت تنگ گلیوں اور دقیا نویت کے لئے مشہور تھا آج دنیا کے خوبصورت ترین شہروں میں اس کا شمار ہو سکتا ہے۔

مشرق اربعہ میں چین کے شمال میں ایک جمہوریت ہے جس کا نام بریات منگولیا ہے۔ جہاں کی کل آبادی ۶ لاکھ ہے انقلاب سے قبل یہاں کی آبادی کا بہت بڑا حصہ انسانی معاشرت کے ابھی بہت ابتدائی دور میں تھا۔ تعلیم ایک فیصد ہی نہیں تھی۔ لوگوں کی گزر بسر زیادہ تر شکار اور کاشتکاری پر ہوتی تھی۔ آج بھی علاقہ بے انتہا ترقی یافتہ ہو گیا ہے۔ اور یہاں۔ ریلوے، انجنوں، موٹروں اور شیشے کی صنعت کے اتنے بڑے کارخانے قائم ہو گئے ہیں کہ ان کا شمار یورپ کے بڑے کارخانوں میں ہوتا ہے۔ مولیشیوں اور لومڑیوں

کے بے شمار مزرع قائم ہو گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے چمڑے۔ گوشت اور فروں کی بڑی بڑی صنعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ یہاں کے کارخانے نہ صرف مشرق بعید کی تمام صنعتی ضروریات کو پورا کرتے ہیں بلکہ مغربی علاقوں کی، بے شمار ضروریات کی بھی تکمیل کرتے ہیں۔

معاشرتی ترقی لینن نے زاروں کے روس کو قوموں کا میل خانہ کہا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے۔ زار شاہی میں جیب خود روسی باشندوں کو تحریر، تفریح، اجتماع یا کسی قسم کی معاشرتی سرگرمیوں کی اجازت نہیں تھی تو غیر روسی قوموں کے متعلق اس کا سوال ہی کب اٹھ سکتا تھا۔ اس زمانے میں تمام غیر روسی قوموں کے کلچر اور معاشرت کو سختی سے کچلا جاتا تھا۔ تعلیم اولاً ان علاقوں میں منعقد ہی نہ تھی اور کچھ تھی بھی وہ سب روسی زبان میں ہوتی تھی۔ مقامی مادری زبان میں تعلیم دینے اجازت شائع کرنے اور کتابیں چھاپنے کی سخت ممانعت تھی۔

انقلاب کے وقت بعض قومیں تو اتنا پیچھے تھیں کہ ان کے یہاں کوئی تحریری زبان ہی وجود نہیں رکھتی تھی۔ ان علاقوں میں اکثر دیہات ایسے تھے جہاں ایک شخص بھی پڑھا لکھا نہیں تھا۔ قفقازستان میں ۹۹ فیصدی لوگ جاہل اور اپنڑہ تھے کل پڑھے لکھوں کی تعداد صرف ۷ ہزار تھی۔ ۱۹۲۰ء تک یہاں ۱۶،۷۲ ابتدائی اور پندرہ ثانوی مدارس اور ۳ کالج قائم ہو چکے تھے

اور ان مدرسوں میں ۲ لاکھ ۸ ہزار طلبہ تعلیم پا رہے تھے۔ یہاں
اب کئی زبانوں میں اخبارات اور رسالے چھپتے ہیں۔ لکھی زبان میں
نہ صرف مشرقی ادیبوں کی بے شمار تصنیفات شائع ہو چکی ہیں۔ بلکہ
بے شمار سائنٹفک کتابیں اور شکسپیر۔ ٹالسٹائی۔ پٹکن اور دوسرے
مغربی ادیبوں کے کارنامے بھی ترجمہ ہو کر بکثرت شائع ہو چکے ہیں
قازقستان میں انقلاب سے قبل صرف ایک فیصدی لوگ
پڑھے لکھے تھے اور وہ بھی مذہبی پیشوا اور بے غیرہ ۱۹۱۲ء میں صرف
۱۱۴ زبک لڑکے یہاں کے ثانوی مدارس میں پڑھتے تھے۔ انقلاب
کے بعد بے شمار ابتدائی اور اعلیٰ مدارس قائم ہوئے ہیں۔ ۱۹۲۵ء
میں ۱۹ کالج اور یونیورسٹیاں تھیں۔ اسی تناسب سے دوسری جمہورتوں
میں تعلیمی ترقی ہوئی ہے۔ بڑھتی ہوئی تعلیم کے ساتھ اخبارات اور
کتابوں کی اشاعت میں بھی سرعت سے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ آرمینیا
میں ۱۹۱۳ء میں صرف ۲ کتب خانے تھے اور ۱۹۲۵ء میں انکی
تعداد ۴۶ ہو گئی۔ آذربائیجان میں ۱۹۱۳ء میں صرف بارہ اخبار
چھپتے تھے۔ ۱۹۲۵ء میں ۱۲۳۱ اخبار چھپنے لگے اور ۸ لاکھ کاپیاں
شائع ہوئیں جن میں سے زیادہ تر کتابیں مقامی زبان کی تھیں۔ ذیل
میں کچھ اعداد و شمار دیئے جاتے ہیں جن سے ان جمہورتوں کی تعلیمی
اور معاشرتی ترقی پر کسی قدر روشنی پڑتی ہے۔

جبریت سال کتب خانے شہری موبائی تھیں کل طلبہ کی تعداد ۱۰۰۰
اعلیٰ درجہ کی طلبہ کی تعداد ۱۰۰

سال	۱۳۳۹	۱۳۴۰	۱۳۴۱	۱۳۴۲	۱۳۴۳	۱۳۴۴	۱۳۴۵	۱۳۴۶	۱۳۴۷	۱۳۴۸	۱۳۴۹	۱۳۵۰	۱۳۵۱	۱۳۵۲	۱۳۵۳	۱۳۵۴	۱۳۵۵	۱۳۵۶	۱۳۵۷	۱۳۵۸	۱۳۵۹	۱۳۶۰	۱۳۶۱	۱۳۶۲	۱۳۶۳	۱۳۶۴	۱۳۶۵	۱۳۶۶	۱۳۶۷	۱۳۶۸	۱۳۶۹	۱۳۷۰	۱۳۷۱	۱۳۷۲	۱۳۷۳	۱۳۷۴	۱۳۷۵	۱۳۷۶	۱۳۷۷	۱۳۷۸	۱۳۷۹	۱۳۸۰	۱۳۸۱	۱۳۸۲	۱۳۸۳	۱۳۸۴	۱۳۸۵	۱۳۸۶	۱۳۸۷	۱۳۸۸	۱۳۸۹	۱۳۹۰	۱۳۹۱	۱۳۹۲	۱۳۹۳	۱۳۹۴	۱۳۹۵	۱۳۹۶	۱۳۹۷	۱۳۹۸	۱۳۹۹	۱۴۰۰	۱۴۰۱	۱۴۰۲	۱۴۰۳	۱۴۰۴	۱۴۰۵	۱۴۰۶	۱۴۰۷	۱۴۰۸	۱۴۰۹	۱۴۱۰	۱۴۱۱	۱۴۱۲	۱۴۱۳	۱۴۱۴	۱۴۱۵	۱۴۱۶	۱۴۱۷	۱۴۱۸	۱۴۱۹	۱۴۲۰	۱۴۲۱	۱۴۲۲	۱۴۲۳	۱۴۲۴	۱۴۲۵	۱۴۲۶	۱۴۲۷	۱۴۲۸	۱۴۲۹	۱۴۳۰	۱۴۳۱	۱۴۳۲	۱۴۳۳	۱۴۳۴	۱۴۳۵	۱۴۳۶	۱۴۳۷	۱۴۳۸	۱۴۳۹	۱۴۴۰	۱۴۴۱	۱۴۴۲	۱۴۴۳	۱۴۴۴	۱۴۴۵	۱۴۴۶	۱۴۴۷	۱۴۴۸	۱۴۴۹	۱۴۵۰	۱۴۵۱	۱۴۵۲	۱۴۵۳	۱۴۵۴	۱۴۵۵	۱۴۵۶	۱۴۵۷	۱۴۵۸	۱۴۵۹	۱۴۶۰	۱۴۶۱	۱۴۶۲	۱۴۶۳	۱۴۶۴	۱۴۶۵	۱۴۶۶	۱۴۶۷	۱۴۶۸	۱۴۶۹	۱۴۷۰	۱۴۷۱	۱۴۷۲	۱۴۷۳	۱۴۷۴	۱۴۷۵	۱۴۷۶	۱۴۷۷	۱۴۷۸	۱۴۷۹	۱۴۸۰	۱۴۸۱	۱۴۸۲	۱۴۸۳	۱۴۸۴	۱۴۸۵	۱۴۸۶	۱۴۸۷	۱۴۸۸	۱۴۸۹	۱۴۹۰	۱۴۹۱	۱۴۹۲	۱۴۹۳	۱۴۹۴	۱۴۹۵	۱۴۹۶	۱۴۹۷	۱۴۹۸	۱۴۹۹	۱۵۰۰	۱۵۰۱	۱۵۰۲	۱۵۰۳	۱۵۰۴	۱۵۰۵	۱۵۰۶	۱۵۰۷	۱۵۰۸	۱۵۰۹	۱۵۱۰	۱۵۱۱	۱۵۱۲	۱۵۱۳	۱۵۱۴	۱۵۱۵	۱۵۱۶	۱۵۱۷	۱۵۱۸	۱۵۱۹	۱۵۲۰	۱۵۲۱	۱۵۲۲	۱۵۲۳	۱۵۲۴	۱۵۲۵	۱۵۲۶	۱۵۲۷	۱۵۲۸	۱۵۲۹	۱۵۳۰	۱۵۳۱	۱۵۳۲	۱۵۳۳	۱۵۳۴	۱۵۳۵	۱۵۳۶	۱۵۳۷	۱۵۳۸	۱۵۳۹	۱۵۴۰	۱۵۴۱	۱۵۴۲	۱۵۴۳	۱۵۴۴	۱۵۴۵	۱۵۴۶	۱۵۴۷	۱۵۴۸	۱۵۴۹	۱۵۵۰	۱۵۵۱	۱۵۵۲	۱۵۵۳	۱۵۵۴	۱۵۵۵	۱۵۵۶	۱۵۵۷	۱۵۵۸	۱۵۵۹	۱۵۶۰	۱۵۶۱	۱۵۶۲	۱۵۶۳	۱۵۶۴	۱۵۶۵	۱۵۶۶	۱۵۶۷	۱۵۶۸	۱۵۶۹	۱۵۷۰	۱۵۷۱	۱۵۷۲	۱۵۷۳	۱۵۷۴	۱۵۷۵	۱۵۷۶	۱۵۷۷	۱۵۷۸	۱۵۷۹	۱۵۸۰	۱۵۸۱	۱۵۸۲	۱۵۸۳	۱۵۸۴	۱۵۸۵	۱۵۸۶	۱۵۸۷	۱۵۸۸	۱۵۸۹	۱۵۹۰	۱۵۹۱	۱۵۹۲	۱۵۹۳	۱۵۹۴	۱۵۹۵	۱۵۹۶	۱۵۹۷	۱۵۹۸	۱۵۹۹	۱۶۰۰	۱۶۰۱	۱۶۰۲	۱۶۰۳	۱۶۰۴	۱۶۰۵	۱۶۰۶	۱۶۰۷	۱۶۰۸	۱۶۰۹	۱۶۱۰	۱۶۱۱	۱۶۱۲	۱۶۱۳	۱۶۱۴	۱۶۱۵	۱۶۱۶	۱۶۱۷	۱۶۱۸	۱۶۱۹	۱۶۲۰	۱۶۲۱	۱۶۲۲	۱۶۲۳	۱۶۲۴	۱۶۲۵	۱۶۲۶	۱۶۲۷	۱۶۲۸	۱۶۲۹	

غیر روسی قومیں خاص طور پر مشرقی روس کی تھیں معاشرتی نقطہ
نظر سے انتہائی پس ماندہ تھیں تو ہم پرستی زندگی میں پوری طور پر گھر
کے ہوئے تھی۔ خاص طور پر عورتیں تو انتہائی مظلوم تھیں۔ نئی سویٹ
سوسائٹی میں نہ صرف عورتوں نے مردوں کے برابر حقوق حاصل کر لئے
بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں برابر ترقی کر رہی ہیں۔ آج ہمیں بے شائبہ

ازبک، تاجک اور قازق عورتیں شاعر۔ ڈرامہ نگار۔ ہوا باز۔
 انجینیر اور ڈاکٹر ملتی ہیں۔ جنگ شروع ہونے کے بعد سے زندگی
 کے تمام شعبوں خاص طور سے۔ صنعتوں۔ زراعت۔ ریلوے اور
 طبی سروس میں بہت تیزی سے مردوں کی جگہ لے رہی ہیں۔
 صدیوں کی کچلی ہوئی عورتیں آج نئی اور آزاد زندگی سے سرشار
 ہیں۔

گزشتہ سالوں میں جتنا بڑا انقلاب ان ممالک کی زندگی
 میں آیا ہے اتنا دوس کے کسی حصہ میں نہیں آیا۔ یہاں ایک بالکل
 ہی نئی زندگی نے جنم لیا ہے جس میں گو مقامی رنگ پایا جاتا ہے
 لیکن اصل وہی اشتراکی ہے۔ ادب شاعری اور ڈرامے غرض کہ
 زندگی کے ہر شعبہ میں وہی اشتراکی سماج کی محبت جھلکتی ہے۔
 دیہاتی گیت ایشاد کی قوموں کی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتے
 ہیں۔ یہ گیت سادہ زبان میں ہوتے ہیں اور عشق و محبت یا جنگ اور
 بہادری کی داستانوں سے پر ہوتے ہیں ان میں انکی معاشرت اور
 تہذیب کی خاص جھلک ہوتی ہے۔ روس کا مشرقی ایشیائی حصہ بھی
 ان گیتوں کے لئے بہت مشہور ہے۔ چنانچہ ان علاقوں میں یہ گیت
 نظمیں اور پرانی کہاوٹیں خاص طور سے جمع کر کے شائع کی گئی ہیں بعض
 نظمیں بہت اعلیٰ پایہ کی بھی ہیں۔ مثلاً آخر غیر باکی ایک نظم میں ۳ لاکھ
 شعر ہیں اور یہ فردوسی کے شاہنامہ کی ٹکڑ کی ہے۔ ان کوششوں

سے تمام ادب اور تہذیب کو جو معدوم ہو رہے تھے پھر زندہ کر دیا گیا ہے۔ نئے نئے ادیب اپنا سلاف کی ادبی کارناموں کو زندہ کر رہے ہیں اور ان کی مدد سے جدید انٹر کی تہذیب کو آگے بڑھانے کا کام لے رہے ہیں۔

قازقستان - جارجیہ اور ازبکستان وغیرہ کے اپنے تھیٹر ناچ گھراور سینما کمپنیاں ہیں جن کی مدد سے مقامی تہذیب معاشرہ کی ترقی میں کام لیا جاتا ہے۔ ملک کے ہر حصہ میں ایک دوسرے کی تہذیبی خصوصیات ان کے ذریعہ پہنچانی جاتی ہیں اور اس طرح ہر تہذیب ایک دوسرے سے متاثر ہوتا ہے اور یہ قومیں تہذیبی نقطہ نظر سے بھی ایک دوسرے کے قریب تر ہوتی جاتی ہیں۔ روسی علاقوں میں مشرقی علاقوں کے لباسوں کی رنگینی - موسیقی کی دکشی اور ایکٹروں اور ایکٹرسوں کی جاذبیت اور نمازگی بڑا اثر پیدا کرتی ہے۔ تہذیب اور شائستگی پھیلانے کا یہ ذریعہ سارے ملک میں بڑا مقبول ہوتا جا رہا ہے۔ صرف جارجیا میں اس وقت ۴۰ تھیٹر ہیں۔ ازبکستان میں روزانہ ۴۰۰ سے زائد تھیٹر میں مختلف ڈرامے دیکھائے جاتے ہیں اور موسیقی کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔ ان تھیٹروں میں نہ صرف مقامی ادیبوں کے لکھے ہوئے ڈرامے پیش کئے جاتے ہیں۔ بلکہ شکسپیر گوگن - شلر - چیخوف اور مارکسائی کے ڈرامے جو کھیلے جاتے ہیں۔

چودھواں باب

سرخ فوج

سارے یورپ کو غلام بنانے کے بعد جون فاشستوں کا حملہ اسی سال میں جب ہٹلر نے سویت روس پر حملہ کیا تو ساری دنیا کی سویت دشمن قوتوں میں شادیاں بکھنے لگیں۔ اور یہ سمجھا جانے لگا کہ بہت جلد یورپ کے دوسرے ممالک کی طرح سویت روس ہٹلر کے زیرِ نگیں آجائے گا۔ اور پھر تمام دنیا کی فتح کے لئے راستہ صاف ہو جائے گا۔ خود گورنگ نے حملہ کے بعد اپنی ایک تقریر میں بتلایا تھا کہ ”سویت روس پر حملہ کا مقصد یہ ہے کہ دنیا کی فتح کے راستہ میں جو سب سے بڑی جھڑپ

۱۹۴۳ء کو دور کیا جائے۔ یوکرین اور قفقاز کے غلہ اور تیل پر قبضہ کر کے ہندوستان اور مشرق کے لئے راستہ کھول دیا جائے۔ پھر انگلستان اور امریکہ خود ہمارے قدموں پر آکر گر رہے گئے۔ ہٹلر اور اس کے چیلوں کے یہ خواب روسی جہازوں نے اپنی بے نظیر مدافعت اور دلیری سے خاک میں ملا دیئے اور جب الوطنی اور اشار کے ایسے نقوش چھوڑے جن کو انسانی تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکے گی۔

سویٹ یونین پر حملہ کرنے کے لئے ہلرتے بڑی تیاریاں کی تھیں۔ پہلے حملے میں ۱۰۰ مسلح ڈویژن جھونک دیئے تھے جس میں سے ایک تہائی فوجیں بکتر بند تھیں۔ فرانس پر حملہ کے وقت صرف گیارہ بکتر بند گاڑیوں اور ٹینکوں کے ڈویژن استعمال کئے تھے تو ساری دنیا سخت حیرت میں مبتلا ہو گئی تھی لیکن اس نے سویٹ یونین پر حملہ کے وقت ایسے ۱۰ ڈویژن جھونکے اور ۲۵ ہزار ہوائی جہازوں کو مصروف جنگ کر دیا تھا۔ لیکن اس حملہ میں گودہ چند اہم مقامات پر قبضہ کرنے میں ضرور کامیاب ہو گیا لیکن جنگ کے دد ہی ہمشہوں میں اس کے ۲۰ لاکھ آدمی مرے۔ زخمی ہوئے یا قید ہوئے اور ۸۰ ہزار تو ہیں۔ ۸ ہزار ٹینک۔ اور ۲۰۰ ہوائی جہاز تباہ و برباد ہو گئے اس کے مقابلہ میں سویٹ یونین کے ڈیڑھ لاکھ ہتھی

شہید ہوئے۔ ۴ لاکھ ۴ ہزار زخمی ہوئے اور ایک لاکھ سے کچھ اور
 قیدی بنے۔ اور ۵۵ ٹنک، ۵۰۰ توپیں اور ۴۵۰۰ ہوائی
 جہاز تباہ ہوئے۔ ٹنکر باوجود ان نقصانات کے بے شمار فوجیں
 ہوائی جہاز اور سامان جنگ برابر جھونکتا گیا اور سخت روسی فرمت
 کے باوجود آگے بڑھتا گیا اور آخر کار ماسکو اور لنین گراڈ پر پہنچ کر اس
 کے سارے خواب چکنا چور ہو گئے۔ اسے یقین تھا کہ اس حال میں وہ
 ماسکو اور لنین گراڈ پر قبضہ کر لے گا۔ اور سارا یوکرین اور قفقاز اس
 کے زیر نگیں آجائیگا۔ چنانچہ جرمنی سے یہ برابر دعوے ہوتے رہے
 کہ ساری سرخ فوج اور اس کے ٹنکوں اور ہوائی جہازوں کا خاتمہ
 ہو چکا ہے اور جاڑوں سے قبل ماسکو اور لنین گراڈ اس کے قبضہ
 میں ہونگے۔ لیکن روسی جاننا نہ بھلا اسکو کب گواہ کر سکتے ہیں۔
 جیسے ہی کہ دشمن ان شہروں کے قریب پہنچا روسیوں نے سخت
 جوابی حملہ کر دیا اور سارے ماسکو کے محاذ پر دشمن کو سخت شکستیں
 دیں۔ اور فاشستوں کا یہ گھمنڈ اور طلسم توڑ دیا کہ ان کی توہین
 ناقابل تسخیر ہیں۔

جاڑوں میں شکستوں پر شکستیں اٹھانے کے بعد ۱۹۴۲ء کے
 موسم گرما میں ٹنکر نے اپنی پوری قوت سے ایک اور شدید حملہ
 کیا اور اس مرتبہ بجائے پورے محاذ کے ڈان اور شمالی قفقاز
 کو اپنا نشانہ بنایا۔ اور بڑی سرعت سے اسٹالن گراڈ کے دروازوں

پر پہنچ گیا لیکن اسٹالن گراڈ بھی ماسکو اور لینن گراڈ سے کچھ کم اہم نہیں تھا۔ یہیں پراٹالین نے ستمبر ۱۹۱۵ء میں بیرونی حملہ آوروں کو شکست دی تھیں۔ اسٹالن گراڈ کی تسخیر کے معنی ماسکو اور قفقاز کی تسخیر کے تھے۔ ساری جرمن فوجی مشین مسلسل تین ماہ اس آہنی شہر سے ٹکراتی رہی آدھے سے زیادہ شہر پر قبضہ کر لیا لیکن اسے تسخیر نہ کر سکی۔ اسٹالن گراڈ کی تسخیر کے یہ معنی تھے کہ نہ صرف سارا روسی فوجی اور صنعتی نظام خطرے میں آجاتا بلکہ جرمنی کے نئے ہندوستان کا راستہ کھل جاتا اور جاپانی اور جرمن فوجوں کا ہندوستان میں اتصال ہو جاتا۔ اسٹالن گراڈ نے نہ صرف روسی قوم کو ابدی غلامی سے بچایا بلکہ ساری دنیا کو فاشسٹوں کی غلامی سے محفوظ کر لیا۔ اسٹالن گراڈ سے انسانی تاریخ کا ایک نیا باب شروع ہوا فاشسٹی قوتوں کی فتوحات کا زمانہ ختم ہو گیا اور اتحادی فتوحات کی نیوٹری۔ جب اپنے ۱۰ لاکھ آدمی کٹانے اور نہاروں ٹنک ہوئی جہاز اور مشین گینس تباہ کر دانے کے بعد بھی ملکہ اسکی تسخیر نہ کر سکا تو اب روسی جانباڑوں نے پہل اپنے ہاتھ میں لی اور ایک ہی حملے میں اسٹالن گراڈ میں تیس لاکھ جرمن فوجیں گھیر کر تباہ کر دیں اور سارے قفقاز اور ماسکو اور لینن گراڈ کے علاقوں کو دشمن سے پاک کر دیا۔ اس مرتبہ یہ حملہ جاڑوں کے ختم پر ختم نہیں ہو گیا بلکہ موسم گرما میں بھی اس سے زیادہ

تیزی سے جاری رہا اور نازیوں کا یہ طلسم بھی ٹوٹ گیا کہ انہیں
 گرمیوں کی لڑائی میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے۔ چنانچہ جو اقدام ٹالین
 گراڈ پر شروع ہوا تھا وہی اقدام آج تین چوتھائی سے زیادہ یوکرین
 نازی درندوں سے پاک کر چکا ہے اور پولینڈ کے کافی بڑے حصہ
 پر قبضہ ہو چکا ہے۔ اور وہ دن بہت قریب ہے جبکہ نہ صرف سارا
 روس دشمن کے ناپاک قدموں سے پاک ہو جائیگا بلکہ سرخ فوجیں
 خود میلر کے قلعہ کو بھی سہا کر دیں گی۔

حملہ کے اسباب :- ہٹلر نے جب روس پر حملہ کارا وہ کیا ہے
 تو اس نے اپنی کامیابی کی امیدیں چیزوں پر رکھی تھیں اب تک تو یہ کہ
 وہ روس کی تمام دوسری قوتوں کو غلطی کر کے اس کا مہیا ہو مانگا
 اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ جرمنی دو محاذوں پر لڑ کر آج تک کبھی غجی
 کامیاب نہیں ہوا ہے چنانچہ اس نے اس کو اسی غرض سے انگلستان
 بھیجا تھا لیکن انگلستان کے عوام کی ترقی پسند قوتوں کے آگے اسے
 شکست اٹھانی پڑی اور آج روس برطانیہ امریکہ کا اتحاد پہلے سے
 زیادہ مضبوط ہو گیا ہے اور وہ دن دور نہیں ہے جبکہ اسے دوسرے
 محاذ کا سامنا کرنا ہو گا۔ دوسرے یہ کہ سرخ فوج اس کے مقابلہ میں
 بہت کمزور ہے اور اسے وہ آسانی سے ختم کر سکیگا۔ تیسرے اگر
 سرخ فوج کو سخت شکستیں دی جائیں تو روس کی مختلف قومیں
 مرکز کے خلاف اٹھ کھڑی ہوں گی۔ لیکن اس کے یہ اندازے

جس قدر بھی غلط ثابت ہوے ہیں واقعات خود اس کے شاہد ہیں۔
 ٹھلنے اپنی ان امیدوں کے پورے کرنے کے لئے اس کی کوشش
 کی تھی کہ سرخ فوج کو غذا اور صنعتی پیداوار سے محروم کر دیا جائے چنانچہ
 ابتدائی دو سالوں میں اس نے پوری توجہ یوکرین ڈان اور ڈونیز کے
 علاقوں پر رکھی اور ان علاقوں کی صنعتوں اور زراعت سے سرخ
 فوج کو بالکل محروم کر دیا لیکن۔ اسے شاید یہ نہیں معلوم تھا۔ کہ اٹالین
 اور ان کے ساتھیوں نے اس کی پیشین گوئی سچی اور یورپ اور مشرقی
 ایشیائی علاقوں میں اتنی صنعتی اور زرعی ترقی دی تھی کہ سرخ فوج کبھی بھی ہتھیار
 اور غذا سے محروم نہیں ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ مغربی علاقوں کی اکثر
 صنعتیں دور مشرقی علاقوں میں منتقل کر دی گئی تھیں۔ دوسری چیز ٹھلے
 نے یہ اختیار کی کہ ایک دم بہت بڑی فوجوں اور کبتر بند ڈور مشینوں
 سے روس پر حملہ کیا تاکہ سرخ فوجوں کو نہ سنبھلنے کا موقع ملے اور نہ
 زیادہ تعداد میں مسلح اور محفوظ فوجوں کی تیاری کا موقع ملے۔ لیکن
 روسی ہائی کمانڈ اس جنگ کی نوعیت سے واقف تھا اور محاذ جنگ
 سے دور سا بڑیا اور دوبرے علاقوں میں اس نے فوجوں کی تعلیم و تربیت
 کا کام برابر جاری رکھا۔ میسری اور سب سے اہم چیز پانچویں کالم کا
 ہیا کرنا تھا۔ ٹھلے نے پورے یورپ پر جو قبضہ کیا تھا اس میں اس کا سب
 بڑا ہتھیار یہ پانچواں دستہ تھا اسے ہر ملک میں ایسے لوگ ضرور
 لگاتے تھے جو اپنی حکومت اور اپنے نظام سے غیر مطمئن ہوتے تھے

اور ملک سے غداری کر کے دشمن کا ساتھ دیتے تھے اور اس کے حملے کے وقت اپنے ملک کی فوجوں اور ہتھیاروں کے ذخائر کو نقصان پہنچاتے تھے اور دشمن کو ضروری معلومات بہم پہنچاتے تھے لیکن جڑ میں اسے ایک شخص بھی ایسا نہ ملا جو اپنے ملک اور اپنے نظام کا مخالف ہو بلکہ ہر شخص اپنے وطن کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے پر آمادہ تھا۔

نازی فوجوں نے اس کی بھی کوشش کی تھی کہ بڑی بڑی مسلح فوجوں کی مدد سے ایسے بڑے بڑے حملے کئے جائیں کہ روسی ہائی کمانڈ کو اپنی تمام محفوظ فوجیں اور ہتھیار جنگ میں مصروف کرنے پڑیں لیکن سرخ فوجوں نے جرمنوں کی اس چال کو بھی سرسبز نہ ہونے دیا۔ سرخ فوجیں اپنی دفاعی جنگ کے زمانہ میں کبھی بھی کھلے میدانوں میں نہیں لڑیں بلکہ ہمیشہ قلعہ بند شہروں میں لڑیں۔ چنانچہ تمام بڑی لڑائیاں مینک۔ کیف۔ اولیہ۔ سبستاپول۔ خارکوف۔ لینن گراڈ۔ اسمولنسک۔ زریف۔ روٹوف۔ ورونیٹر۔ اور اسٹالین گراڈ پر ہوئیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سرخ فوج نقصان سے بڑی حد تک محفوظ رہی۔ اور اس کے برعکس نازی فوجوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ بلکہ انھیں اپنی محفوظ فوج اور ہتھیار جھونکنے پڑے آخری اور سب سے وحیانہ حربہ اس نے یہ اختیار کیا کہ مفتوحہ علاقوں کے باشندوں پر انتہائی سخت مظالم ڈھانے شروع کئے۔ لاکھوں کو غلامی کی زنجیروں میں کس کر جبری منتقل کر دیا۔ اور جو بچ رہے انھیں طرح طرح کی آبیوں

دینی شروع کیں اور انتہائی انسانیت سوز برتاؤ ان کے ساتھ شروع کیا تاکہ ان کی اخلاقی حالت کو انتہائی گرا دیا جائے اور انکو اپنا آلمہ کار بنایا جائے۔ لیکن نازی وحشیوں کو اس میں بھی کامیابی نہ ہو سکی۔

سرخ فوج کا نظام سرخ فوج نے اصل میں ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں جنم لیا تھا جبکہ نو قائم شدہ سویت حکومت کے سامنے مخالف انقلاب قوتوں اور بیرونی حملہ آوروں کے خلاف مدافعت کا مسئلہ درپیش ہوا۔ یہ فوج زار شاہی کے باقی ماندہ سپاہیوں اور مزدور اور کسان نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ انقلاب کی کامیابی کے بعد سرخ فوج کی نئے سرے سے تنظیم کی گئی۔ اور اس کے نئے بے شمار صنعتی مرکز قائم کئے گئے تاکہ ہر قسم کے حملہ آور کا آسانی کے ساتھ مقابلہ کیا جاسکے۔

سرخ فوج کی حقیقی تعداد کا تو کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا لیکن ۱۹۲۷ء میں نازی فوجی قیدیوں کا اندازہ تھا کہ روسی محفوظ فوج کی تعداد ایک کروڑ اور ایک کروڑ ۲ لاکھ کے درمیان تھی۔ جنگ شروع ہونے کے قبل اندازہ کیا گیا تھا کہ ۷ لاکھ پہلے درجہ کے سپاہی تھے اور ۶۰ لاکھ محفوظ سپاہی۔ جن میں سے ۱۵ لاکھ محفوظ سپاہی مشرق بعید میں مقیم رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ سخت

اور دفاع کی ایک تنظیم ہوتی ہے جس میں دونوں اصناف کے درگزر کے اوپر رکھیں تھے۔ یہ رائل اور مشین گن چلانے سے واقف ہوتے ہیں

اور شہروں اور گلیوں کی لڑائی میں مہارت رکھتے ہیں۔ ان میں سے کافی بڑی تعداد ہوائی جہاز چلانے اور چھترپوں کے ذریعہ ہوائی جہازوں سے کو کو دشمن پر سخت حملہ کرنے میں مامور ہوتی ہے جنگ چھڑنے کے بعد اٹالین کے حکم سے ۱۱۶ اور ۶۰ سال کے ہر مرد اور عورت پر فوجی تربیت لازمی قرار دی گئی ہے۔ اور تمام مصنفوں اور مقررہوں میں تمام تکنیکل اور دوسری خدمات پر عورتیں آتی جاتی ہیں۔

سنہ ۱۹۴۰ء تک سرخ فوج، سرخ ہوائی بیڑے اور سرخ سمندری بیڑے کی کمان مارشل دارو شلوف کے تحت تھی جو دفاعی کیسار بھی تھے اور سپہ سالار اعظم بھی تھے۔ سنہ ۱۹۴۰ء کے بعد مارشل دارو شلوف کے تحت جنگی صنعتیں علی گروی گینس اور مارشل ٹیموشنکو کو ان کے تحت سپہ سالار کر دیا گیا جس کی وجہ سے صنعتی پیداوار اور فوجی ضروریات میں ہم آہنگی پیدا ہو گئی۔ جنگ شروع ہونے کے بعد ایک فوجی ہائی کمانڈ قائم کر دیا گیا۔ جس کے صدر مارشل اٹالین ہیں اور جس کے آگیا مارشل دارو شلوف، مارشل زخوف، مارشل شیشنوف، مارشل وینر، ٹیموشنکو، مارشل ٹوچی کاف، اور مارشل دارو نوف ہیں۔ وینر ٹیموشنکو چیف آف وی اسٹاف بھی ہیں۔ اور یہی ہائی کمانڈ پوری فوجی کارروائی کے خاکے بناتا ہے انکی تنظیم کرتا ہے اور انکو روبہ عمل لاتا ہے۔ سرخ جنگی نظام میں سرخ فوج کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اور سرخ فوج میں بیہیلی باہمیوں کو بنیادی مقام حاصل رہتا ہے۔ سویت یونین

میں بے شمار نئی لمبی مشینیں ایجاد ہو رہی ہیں لیکن ایجادات میں کبھی اس حقیقت کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیا جاتا کہ حقیقی جنگ میں یقینہ کن عنصر رائل اور سنگینوں والے پیادہ سپاہی ہوتے ہیں تمام آلات جنگ خواہ ہوائی ہوں یا میدانی سب انکی مدد کے لئے بنائے جاتے ہیں۔

سرخ فوج کی پیادہ ڈویژن دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور ہوتی ہے اور عام طور پر ۱۸ ہزار سپاہیوں پر مشتمل ہوتی ہے اور اسکی مدد کے لئے جتنے ٹنک۔ ہوائی جہاز اور توپیں ہوتی ہیں اتنی جرمن ڈویژن میں بھی نہیں ہوتیں۔ میدان جنگ میں جہاں پیادہ فوج لڑتی ہے وہاں تمام بکتر بند ڈویژن اسی فوج کی کمان میں ہوتے ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں پیدل فوج کو اسقدر مرکزی اہمیت دینے پر جرمنی ہائی کمانڈ والے مذاقی اڑاتے تھے لیکن ٹائیچ نے روسی ہائی کمانڈ کے نقطہ نظر کی کٹھنٹ

یوکرین دوسرے میدانی علاقوں میں سوار فوج بھی حاصل کیے

رکھتی ہے۔ ۱۹۳۹ء میں روس کے پاس جسقدر سوار فوج تھی اتنی جرمنی۔ فرانس۔ اٹلی اور پولینڈ کے پاس ملا کر بھی نہیں تھی۔ ان سوار دستوں کی امداد پر موٹریں۔ ٹنک اور توپ خانے بھی ہوتے ہیں لیکن یہ بہت ہلکے استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ سواروں کی تیز رفتاری کا ساتھ دے سکیں۔

گزشتہ دو سال میں سرخ فوج کے توپ خانے نے بھی بڑی اہمیت

حاصل کر لی ہے خصوصاً اسالین گلاؤں کے اطراف کے حملہ میں اور گزشتہ موسم گرما میں کریم اور یورال کے علاقوں میں جرمنی کے گرمائی حملہ کو شکست دینے میں روسی توپ خانے نے غیر معمولی حصہ لیا ہے۔ دفاع اور حملہ دونوں میں روسی توپ خانہ پیدل افواج کے ساتھ لڑائی کے سب سے آگے کی صفوں میں پہنچ جاتا ہے۔ گوکہ یہ طریقہ تمام دنیا کے طریقہ جنگ سے مختلف ہے لیکن اس کے نتائج اتنے غیر معمولی نکلے ہیں کہ آج سرخ فوج نے اس طریقہ کو اور وسعت دیدی ہے اور بڑی بڑی توپیں انتہائی تیز رفتار گازیوں میں آج ہر میدان جنگ میں پیادہ سپاہیوں کی مدد پر نظر آتی ہیں اور ہزاروں نازی سپاہیوں اور ان کے ٹینکوں کو خاک میں ملا دیتی ہیں۔

سویت فوجیں ٹینکوں کو اتنی زیادہ اہمیت نہیں دیتی جتنی کہ دوسرے اسلحہ کو لیکن حملہ کے وقت یہ بہت کارآمد ہوتے ہیں۔ خاص طور سے ایسی صورت میں جبکہ تیز رفتار توپ خانہ پیدل فوج اور ہوائی دستوں کی کافی امداد ہو۔ سویت یونین میں جس طرح حیرت انگیز قوت کی دوسری نئی نئی مشین بنتی جاتی ہیں اسی طرح ٹینکوں کی ساخت ان کی رفتار اور گولہ باری کی قوت میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ نازی اسکی شکایت کرتے ہیں کہ امن کے زمانے میں سرخ میدان میں جن روسی ٹینکوں

کی پریڈ ہوتی تھی وہ اس سے بہت زیادہ گھٹیا ہونے تھے جو میدان جنگ میں استعمال ہو رہے ہیں۔ سرخ فوجوں نے اس معاملہ میں بڑا دھوکہ دیا ہے۔

دنیا میں سرخ فوج ہی ایسی فوج ہے جس کے پاس بڑے دریا بانی تکنوں کے بے شمار دسٹے ہیں جو خشکی میں جس آسانی سے چل سکتے ہیں اسی آسانی سے نہروں اور جھیلوں میں تیر بھی سکتے ہیں۔ اور بھاگنے والے دشمنوں کے لئے دریاؤں کا پار کرنا ناممکن بنا دیتے ہیں۔

ہوائی چھتری فوج کا تو ذکر ہی بیکار ہے اس لئے کہ اس قسم کی فوج تشکیل ہی سب سے پہلے روس میں پیدا ہوا اور سب سے زیادہ یہیں اسکو ترقی دیکھی۔ جنگ سے پہلے بے شمار کلبوں سے ملحق ہوائی چھتریوں کی مشق گاہیں قائم تھیں اور لاکھوں آدمی اس کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس جنگ میں سرخ ہوائی چھتری بازوں نے غیر معمولی کارنامے انجام دیئے ہیں اور دشمن کے عقب میں اتر کر بہت سخت نقصانات پہنچائے ہیں۔ ان پابھیوں میں کافی بڑی تعداد عورتوں کی بھی ہے۔

سرخ ہوائی فوج کے ذمہ تین کام ہیں۔ ایک سرخ فوج اور سرخ سمندری بیڑے کی مدد کرنا۔ دوسرے دشمن کے دور و دراز اہم مقامات پر بیماری کرنا اور تیسرے اہم مقامات کو دشمن کی بیماری

سے محفوظ رکھنا۔

سرخ ہوائیہ میں مقابلہ زیادہ ذہین اور تعلیم یافتہ نوجوان لئے جاتے ہیں۔ گزشتہ جنگ عظیم کے بعد ہی سے روس میں بے شمار ہوائی کلب قائم کر دیے گئے تھے۔ جہاں نوجوان تفریح ہو بازاری سیکھتے ہیں۔ سرخ ہوائیہ کے لئے ان کلبوں میں سے بے شمار نوجوان مل جاتے ہیں۔ سرخ فوج کے ہوائی جہازوں کی ساخت اور انکی غیر معمولی تکنیک خوبیان آئے دن دشمنوں سے بھی خراج تحسین حاصل کیا کرتی ہیں۔ انقلاب کے بعد سویت حکومت نے یہ محسوس کیا کہ چونکہ اس کے مقابلے میں سامراجیت اور ملک گیری نہیں ہے اس لئے کسی بڑے سمندری بیڑے کی ضرورت نہیں ہے صرف ساحلی دفاع کے لئے آبدوزوں اور تارپیڈ کشتیوں کا بیڑا کافی ہے۔ چنانچہ ابتدائی سالوں میں کوئی بڑے سمندری جہاز نہیں بنائے گئے۔ بعد میں اس پالیسی کی غلطی کا احساس ہوا اس لئے کہ کسی بیرونی حملہ کی صورت میں دوسرے ممالک سے تعلقات رکھنے کے لئے سمندری راستے کھلے رکھنے ضروری ہوتے ہیں اور اس کے لئے بڑے بیڑے کی ضرورت ہے اس کا احساس اس وقت اور بھی زیادہ ہوا جبکہ روس نے اسپین کو مدد بھیجنے کی کوشش کی۔ اس کے بعد سے سمندری بیڑے پر کافی توجہ کی گئی ہے۔

خصوصیات :- سرخ فوج کی تربیت کی بنیاد دوسری فوجوں

کی نفرت پر نہیں رکھی جاتی بلکہ اسکی بنیاد دوسری قوموں کی محبت اور اخوت پر رکھی جاتی ہے۔ اس خصوصیت کے متعلق اشالین نے کہا ہے ”سرخ فوج کی قوت اس حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ ابتدائی زمانہ میں اس کی تربیت میں الا قوامیت کے اصول پر ہوی ہے۔ اس کی تربیت اس اصول پر ہوی ہے کہ دوسری قوموں کی عزت کی جائے۔ تمام دنیا کے محنت کشوں کی عزت کی جائے ان سے محبت کی جائے۔ اور مختلف قوموں میں امن و امان پیدا کیا جائے“

سرخ فوج کے کمانڈر بھی دنیا کی دوسری فوجوں کے کمانڈروں سے مختلف ہوتے ہیں۔ دوسری جگہ ان کا انتخاب نابالوں جاگیرداروں اور زمینداروں میں سے ہوتا ہے۔ سرخ فوج میں ترقی صرف صلاحیت اور قابلیت کی بنا پر دی جاتی ہے کسی قومیت وغیرہ کا کوئی لحاظ نہیں ہوتا۔ جس شخص کو بھی فوجی خدمت سے دشمنی ہے وہ اپنے کو ٹریننگ سکول میں پیش کر سکتا ہے۔ صرف ثانوی تعلیم کی شرط پوری کرنی ہوتی ہے لیکن فوجی افسروں کے انتخابات میں بیچنے کے پابندیوں کو ترجیح دی جاتی ہے ایک درجے دوسرے درجہ میں ترقی کے وقت اس کا خیال رکھا جاتا ہے کہ پہلے درجہ میں کم از کم دو سال خدمت انجام دی ہو۔ لیکن غیر معمولی صورتوں میں یہ اصول نہیں برتا جاتا ہے۔ اس وقت بے شمار جرنل ایسے ہیں جو ابھی تیس سال کے ہیں۔ خود روسی ای کی کمانڈ میں اکثریت

ایسے مارشلوں کی ہے جو پچاس سے کم ہیں۔ کرنل جنرل راکو سکی جو محاذوں کے کمانڈر انچیف تھے۔ جنھوں نے اسائن گروڈ کی فہمت کی تھی اور اب سفید روس کے محاذ پر فوجوں کی کمان کر رہے ہیں صرف ۳۸ سال کے ہیں۔

سرخ فوجی افسروں کی تعلیم ٹریننگ اسکولوں سے نکل کر آنے کے بعد ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اصل میں اس کے بعد شروع ہوتی ہے۔ ہر یونٹ کے لئے ایک خاص دن مقرر ہوتا ہے جس دن سینئر افسر جو سینئر افسر کو تمام مسائل پر پچھرتے ہیں بحث مباحثے ہوتے ہیں اور تازہ ترین کتابیں مطالعہ کے لئے مہیا کی جاتی ہیں۔ افسر جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے بے شمار اعلیٰ قسم کی اکادمیاں قائم ہیں جن میں ہر قسم کی تکنیکل تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ افسر فوجی تعلیم کے ساتھ ساتھ سیاسی اور معاشرتی اور معاشی مسائل پر بھی مطالعہ جاری رکھتے ہیں اور زندگی کے کسی شعبہ سے بھی منقطع ہونے نہیں پاتے۔

سرخ سپاہی دنیا کی دوسری فوجوں کی طرح جاہل لکھ نہا تراش نہیں ہوتے۔ سن ۱۹۴۷ء میں سرخ فوج کا ۵۵.۳ فیصد حصہ ایسا تھا جو اعلیٰ ثانوی تعلیم حاصل کر چکا تھا۔ ۵۵ فیصد حصہ ابتدائی تعلیم ختم کر چکا تھا اور صرف ۹ فیصد حصہ ایسا تھا جس نے صرف چوتھے درجہ تک تعلیم پائی تھی۔ بے پڑھا لکھا ایک شخص بھی نہیں تھا۔

اگر کوئی نوجوان فوج میں ایسا آجاتا ہے جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتا تو فوراً اس کی تعلیم کا بند و سبب کیا جاتا ہے۔ ملک کے مختلف حصوں میں بے شمار کلب قائم ہیں جن میں ہوائی جہاز اڑانے بندوق چلانے۔ ہوائی جھنڈیوں سے کودنے اور اسی قسم کے بے شمار شغل کا انتظام کیا جاتا ہے اور اس لئے جب نوجوان فوج میں شریک ہوتے ہیں تو اکثر ان چیزوں سے کافی واقف ہوتے ہیں۔ سرنج فوج اور عوام میں گہرا ربط ہوتا ہے۔ سرنج فوج چونکہ عوام کی دشمن نہیں بلکہ دوست ہوتی ہے ان کی محافظہ ہوتی ہے اس لئے انکو عوام سے خاص محبت ہوتی ہے۔ وہ سرنج فوج کے سپاہیوں کو خاص طور سے اپنی مختلف سرگرمیوں میں مدعو کرتے ہیں۔ سرنج فوج کے سپاہی اپنے ملک کی ہر قسم کی معاشی۔ سیاسی اور معاشرتی سرگرمیوں میں آزادانہ شریک ہو سکتے ہیں۔ اپنے شہر کی انجمنوں کے رکن بن سکتے ہیں اور سوئس کے انتخابات میں شریک ہو سکتے ہیں اور خود رکنیت کے لئے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ہزاروں سرنج سپاہی ملک کے مختلف معاشی اور معاشرتی اداروں کے سرگرم رکن اور عمدہ دار ہیں۔ سرنج فوج اور سرنج ٹیڑے ایک مثالی اسکول اور تربیت گاہ ہیں جو دوسرے لوگوں کو جب الوطنی اور سیاسی بیداری کی تعلیم دیتی ہیں۔ یہ اعلیٰ پیمانے کے معاشی مدرسے ہیں جہاں ہر سال ایسے آدمیوں کو تربیت دی جاتی ہے۔ جو زمانہ امن میں ٹریڈنگ

اور دوسری زرعی مشینیں چلا سکتے ہیں اور پچا تہی کھیتوں کے اچھے
منظم بن سکتے ہیں۔

سرخ فوجوں کے تمام مرکزوں سے ملحق کتب خانے اور کتب ہوتے
ہیں جہاں پر ہر قسم کی معاشرتی دیکھ بھال میسر آتی ہیں اور تمام
سامانوں اور ادب سے متعلق تازہ ترین کن بین۔ رسالے اور اخبار
مہیا کئے جاتے ہیں۔ جنگ شروع ہونے سے قبل ۲ ہزار سرخ فوج
کے کتب خانے۔ اور ۳۰۰ معاشرتی مرکز جہاں تھیٹر۔ سینما۔ ناچ گھر
کتب خانے اور تفریح کے بے شمار سامان مہیا کئے جاتے تھے۔ اور
اور ان میں فنون لطیفہ اور دوسری معاشرتی سرگرمیوں کا خاص
ذوق پیدا کیا جاتا ہے۔

سویٹ حکومت سرخ فوج کی سیاسی تعلیم کو غیر معمولی اہمیت دیتی
ہے اس کا یہ عقیدہ ہے کہ لڑنے والے سپاہی میں اگر یہ احساس اور
شکوہ ہو کہ وہ کس مقصد کے لئے لڑ رہا ہے تو لڑائی کی ٹکنک اپنا آدھا
اثر کھودتی ہے اور جو لوگ کسی خاص مقصد کے لئے لڑتے ہیں تو ان کے
ہاتھ میں ٹکنک کا اثر دوہرا ہو جاتا ہے

سرخ فوج کی ابتدا سے سیاسی کمیادوں کو خاص اہمیت حاصل رہی ہے
اور ہر یونٹ کے ساتھ ایک فسر تربیت کے لئے متعین ہوا کرتا ہے۔ جنگ
کے دوران میں اس خدمت کو خواست کروایا گیا ہے اس لئے کہ اب تقریباً
سب فساد اور اکثر سپاہی سیاسی نقطہ نظر سے اعلیٰ تربیت یافتہ ہیں۔

سرخ فوج کی دستان باطل ناکمل رہے گا اگر دشمن کے
 عقب میں لڑائی جاری رکھنے والے گریلا دستوں کا ذکر نہ کیا جائے
 جرمنی کے روس پر حملہ کے بعد اسٹالن نے ۳۱ جون ۱۹۴۱ء کو اپنی
 ریڈیو پر تقریریں کہتا تھا ”ان علاقوں میں جن پر دشمن کا قبضہ ہو جائے
 پیدل اور سوا گریلا دستے بنائے جائیں۔ جو دشمن کا مقابلہ کریں
 ہر جگہ گریلا جنگ پھیلا دیں۔ ان کا کام ہو گا کہ دشمن کے عقب
 میں پل اڑا دیں سڑکیں تباہ کر دیں۔ ٹیلیفون اور تار برقی کو قطع
 کر دیں۔ اور گوداموں اور ذرائع نقل و حمل کو تباہ و برباد کر دیں۔
 مقبوضہ علاقوں میں حالات دشمن کے لئے ناقابل برداشت
 بنادئے جائیں۔ قدم قدم پر دشمن کے دستوں کو گھیر کر فنا کیا
 جائے اور انکی تمام چالوں اور تیاریوں کو تباہ کر دیا جائے۔“
 اسٹالن کی ان ہدایات پر مقبوضہ علاقوں میں آج تک یہ جانباز
 لاکھوں جرمنوں کو موت کے گھاٹ اتار چکے ہیں اور بہادری اور جان
 نثاری۔ ایثار۔ اور وطن سے محبت کے ایسے نقوش چھوڑے ہیں
 جن کو انسانی تاریخ کبھی فراموش نہ کر سکیگی۔ اور جس پر انسانیت
 ہمیشہ ناز کرے گی۔

حصه سوم

معاشرتی زندگی

”روس کے بہادر و! ہم نے فخر کے ساتھ حیرت و استعجاب کی نگاہوں سے مہتاب شاندار کارناموں کے اس معجزے کو دیکھا جو تم نے ۲۵ برس کی مختصر سی مدت میں انجام دیا ہے۔ انسانی ترقی کی تاریخ میں یہ مدت وقت کی نبض کی صرف ایک جنبش کے برابر ہے۔ تم نے ایک شکستہ حال سلطنت کے کھنڈروں پر اپنے خون اور پسینے سے اپنی عظیم الشان قربانیوں سے اپنی ناقابل شکست امید اور حکم یقین کے جذبہ سے ایک شاندار جمہوری دنیا تعمیر کی ہے۔ تم نے بد حال اور خاک نشین کسانوں کو آزادی کی بلندی پر پہنچا دیا ہے تم نے انسانیت کی اس مٹی کو جمع کر کے جو سالہا سال سے روندی جا رہی تھی ایسے سوراخوں کی تخلیق کی جو آج دنیا کی آزادی اور تمدن کے مجاہد اور پاسبان ہیں۔“

(سروجنی نائیڈو)

پندرہواں باب

تعلیم و تربیت

انقلاب کے قبل :- زار شاہی میں یوں تو لاکھوں انسان انتہائی کس پرہیزی۔ جہالت اور افلاس کا شکار تھے لیکن چھوٹے بچے جس تباہ حالی اور انتہائی غیر صحت بخش ماحول میں رہتے تھے اس کی مثال صرف افریقہ اور مشرقی ممالک ہی میں مل سکتی ہے۔ یہاں ہر سال لاکھوں بچے اچھے دودھ اور غذا کی عدم میسرگی اور سیکڑوں قسم کی بیماریوں کا شکار ہو کر موت کے گھاٹ اتر جایا کرتے تھے۔ عوام ایک طرف انتہائی مفلس اور فلاکت زدہ تھے۔ دوسری طرف جہالت اور توہمات کا شکار تھے اور سب سے کم توجہ اپنے بچوں پر کرتے تھے۔

روسی علاقوں میں شہروں کے سوا اولاً مدرسے تھے ہی کم اور جو تھے بھی ان میں بیمارے مدرسین زار شاہی کے پولیس کے پھول اور بڑے زمینداروں کے ظلم و تعدی کا شکار تھے۔ دیہاتوں میں مدرسوں کی باقاعدہ عمارتیں تک نہ تھیں۔ بستی سے باہر کسی بوسیدہ عمارت میں مدرسے قائم کئے جاتے تھے۔ جن میں پانچ پانچ میس کے فاصلہ سے بچے پڑھنے آتے تھے۔ بارش میں کچھڑ اور دلدل سے بھری ہوئی سڑکوں پر سے گزرتے ہوئے پانی میں جھینگے اسکول جاتے اور جاڑوں میں سخت سردی میں چھٹڑے لگائے میلوں چل کر آتے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ صرف چار پانچ فیصد ہی آدمی پڑھتے تھے۔

۱۹۱۷ء کی جنگ نے جہاں سارا معاشی توازن بگاڑ دیا تھا وہاں پورا تعلیمی نظام بھی درہم برہم کر دیا تھا لوگوں کا افلاس اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ بچوں کو مدرسوں سے نکال کر روزگار میں لگانے لگے۔ اکثر مدرسے آہستہ آہستہ بند ہو گئے جو رہ گئے ان میں لڑکوں کی تعداد بہت کم ہو گئی۔

انقلاب کے بعد انقلاب کے بعد ابتدائی سالوں میں گوکہ سارے ملک کا معاشی نظام درہم برہم ہو چکا تھا ملک اندرونی خانہ جنگی اور بیرونی حملوں کا شکار تھا۔ اس پر بھی نئی سوویت حکومت اس جانب غیر معمولی توجہ کی۔ اور ایک حکم عام کے ذریعہ تمام اچھی عمارتیں مدرسوں کے لئے حاصل کر لی گئیں۔ بے شمار کتبے نئے مدرسے ہر جگہ قائم کر دیئے گئے۔ ہر قوم کو اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرینا

حق دیا گیا۔ اور ملک کے ہر حصہ میں کنڈرگارٹن - نمبر زیر مدرسے اور کالج قائم کئے جانے لگے۔ عوام میں اتنا جوش و خروش پیدا کر دیا گیا کہ پچاس ساٹھ سال کے بوڑھوں کو بھی تعلیم حاصل کر نیکاشوق ہو گیا چنانچہ انقلاب کے بعد کے بیس سالوں میں تقریباً ۴۸ کروڑ بالعموم کو لکھنا پڑھنا سکھایا گیا۔

انقلاب کے چند سال بعد جب سویت یونین کی صنعت اور زرعت میں غیر معمولی ترقی ہوئی تو لوگوں کی معاشرتی زندگی میں بھی انقلاب ہونے لگا۔ اور ضرورت اس کی محسوس ہوئے گی کہ تعلیم نہ صرف عام کر دی جائے بلکہ لازمی کر دی جائے۔ چنانچہ سال ۱۹۳۱ء سے پورے ملک میں ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ روسی مدرسوں میں سال ۱۹۳۱ء کے ۸۰ لاکھ بچے والوں کے مقابلہ میں سال ۱۹۳۹ء میں تعداد ۴۸ کروڑ ۵۰ لاکھ کے قریب ہو گئی۔ ثانوی مدارس کے طلبہ کی تعداد ۱۰ لاکھ کی جگہ ایک کروڑ ۲۰ لاکھ ہو گئی اور جامعات اور کالجوں کے طلبہ کی تعداد ایک لاکھ کے مقابلہ میں ۵۰ لاکھ ہو گئی۔ اور ۲۰ لاکھ اسکولوں اور کالجوں کی نئی عمارتیں تعمیر ہو گئیں۔

تیسرے پنجالہ نظام اس کے تحت شہروں میں ثانوی تعلیم اور دیہاتوں میں آٹھویں جماعت تک تعلیم لازمی قرار دی گئی۔

تعلیمی ترقی میں پس ماندہ مشرقی علاقوں کی رفتار بے حد تیز رہی ہے لہٰذا انقلاب سے قبل وہاں مشکل سے ایک فیصد لکھی پڑھے لکھے

نہیں ملتے تھے۔ ان مشرقی علاقوں میں بعض تو ایسے ہیں ماندہ تھے کہ ان کا اپنا کوئی رسم الخط ہی نہیں تھا۔ ایسی قوموں کے لئے آسان لاطینی خط میں۔ مقامی زبانوں میں کتابیں لکھوائی گئیں اور انھیں کے ذریعہ تعلیم کی ابتدا کی گئی۔ چنانچہ ۱۹۳۷ء میں پورے ملک میں ۸۸ زبانوں میں تعلیم دی جاتی تھی۔ ان علاقوں کیلئے چونکہ اعلیٰ درجہ کے لئے کتابیں تیار کر دانا اور اصطلاحیں بنوانا استفادہ دشوار تھا اس لئے روس خاص۔ یوکرین۔ سفید روس۔ جارجیا اور آرمینیا وغیرہ کے سوا دوسری یونین جمہوریتوں میں اعلیٰ تعلیم ابھی تک روسی زبان میں دی جاتی ہے۔ جیسے ہی مقامی زبانوں میں سائنس اور دوسرے ممکنہ کل مضامین پر کتابیں تیار ہو جائیں گی۔ تو یہاں بھی اعلیٰ تعلیم کا ذریعہ اس علاقے کی اپنی زبان کو بنا دیا جائیگا۔

نظام تعلیم :- سویٹ یونین میں ابتدائی زمانے میں یہ جذبہ بہت عام تھا کہ سرمایہ دارانہ اور جاگیر دارانہ سماج سے باطل قطع تعلق کر لیا جائے اور نئے نظام میں پچھلے سماج کی کوئی چیز باقی نہ رہنے دیجائے۔ چنانچہ تعلیمی تنظیم میں بھی یہی رجحان بہت زیادہ غالب رہا۔ اور سویٹ ماہرین تعلیم نے اس کی کوشش کی کہ زار شاہی عہد کے نظام تعلیم کو باطل ختم کر کے نیا نظام رائج کیا جائے۔ اس کے لئے انھوں نے امریکہ سے مدد لی اور وہاں کے نظام تعلیم میں کچھ تبدیلیاں کر کے اپنے یہاں رائج کر لیا۔ ان میں سے کمپلیکس تھیڈ (Complex)

بہت مقبول ہوا جو بعد میں ترقی پا کر پروجیکٹ میٹھ (PROJECT BRIGADE LABORATORY METHOD) رائج کیا گیا۔ جس میں چار

پانچ طالب علموں کے گروہ علیحدہ علیحدہ مطالعہ کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اپنے استاد یا پروفیسر سے مدد لیتے ہیں۔ امتحانات کا طریقہ بھی پورے نظام سے متاثر کیا گیا۔ کسی جامعہ میں شرکت کے لئے طالب علم کی واسطے آنا کافی سمجھا جاتا تھا کہ وہ کسی مزدور یا کسان کا لڑکا ہو۔ مدرسوں میں ہر قسم کے تجربے کئے جاتے تھے۔ لڑکے اس کا تصفیہ کرنے تھے کلب کس قسم کے تجربات کرنے چاہیں۔ اور معلومات حاصل کرنے کے لئے کہاں جانا چاہئے۔

ابتدائی زمانے میں سب سے بڑی ضرورت یہ محسوس کی جاتی تھی کہ موجودہ نسل کو کسی طرح اشتراکی ذہنیت کا بنایا جائے۔ اس رہنما کے استاد عام طور پر پرانے نظام کی یادگار تھے۔ سویٹ نظام کے مخالف تھے۔ اور اس لئے یہ نظریہ عام طور پر مقبول تھا کہ لڑکوں کو نہ صرف اپنے میں تنظیم پیدا کرنی چاہئے بلکہ استاد کو بھی ان کے زیر اثر رہنا چاہئے۔ یہ چیز عام تھی کہ شاگردوں کی رپورٹ پر استاد برطرف کر دینے جاتے تھے۔ اکثر صورتوں میں تو مدرسے لڑکے چلانے تھے۔ ہر اسکول کا ایک صدر اور ایک ناظم ہوتا تھا۔ صدر کا انتخاب تعلیمی

قابلیت کے لحاظ سے ہوتا تھا اور ناظم کا انتخاب سیاسی بصیرت کے لحاظ سے۔ اکثر اسکو تعلیمی مسائل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا۔ مدرس کی اس آزادی کو اس زمانے میں تمام دنیا کے ماہرین تعلیم بڑا سراہتے تھے اور اسے مشعل راہ سمجھتے تھے لیکن خود سویت حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کے ارکان اس سے مطمئن نہیں تھے۔

۱۹۲۰ء میں جب پہلے پنجبالہ نظام عمل کا آغاز ہوا جس نے ملک کے سائنس و صنعتی ترقی کا بہت ہی وسیع پروگرام پیش کیا تو اسکی ضرورت پیش آئی کہ ٹکنیکل تعلیم پائے ہوئے زیادہ سے زیادہ نوجوان ہیا کئے جائیں۔ اس کی وجہ سے ملک کے نظام تعلیم پر بھی اثر پڑا اور کارل مارکس کے پالی ٹکنک طریقہ کے عام استعمال کا رجحان پیدا ہوا۔ اس طریقے میں بچوں کو صنعتوں کے سائنٹفک عمل سے واقف کرایا جاتا ہے۔ ان پر محنت کے طریقوں اور معاشی اور معاشرتی حالات کے باہمی رشتوں کو واضح کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی صنعتوں میں اوزار کے استعمال کا ہنر سکھایا جاتا ہے۔ اس طریقہ تعلیم کے رواج دینے میں نوجوانوں کی کمیونسٹ لیگ KOMSOMOL نے نینس کی بیوی کرپسکایا کی سرکردگی

میں غیر معمولی جدوجہد کی۔

پالی ٹکنک تعلیم کا سب سے پہلا انسٹیٹیوٹ ۱۹۲۱ء میں قائم کیا گیا۔ تاکہ تحقیقات کے ذریعہ سب سے بہتر طریقہ معلوم کئے

جائیں اور اس کے لئے مناسب اوزار اور دوسرا سامان تیار کروایا جائے۔ مختلف صنعتی اور زرعی اداروں سے محنت اسکول کھولے گئے۔

اور ان کے لئے چھوٹے ورکشاپ مہیا کئے گئے۔ جہاں بکڑی اور دھات کا کام ہوتا تھا۔ ان ورکشاپ میں لڑکے اور لڑکیاں ہفتے میں دو گھنٹے کام کرتے تھے۔ اور تپائیاں کر بیاں۔ میز اور آلات زرعی بناتے تھے جو مالک گھروں کے ہاتھ بیچ دیا کرتے تھے۔

۱۹۳۲ء میں پہلا نظام اہل ختم ہو گیا اور دوسرا شروع کیا جانے والا تھا اور اس کے لئے ضروری تھا کہ تمام کام کرنے والوں کی کارکردگی میں اضافہ کیا جاتا۔ اس کے لئے یہ ضروری محسوس ہوا کہ عملی کام کے علاوہ تعلیم کے نظری حصہ پر زیادہ توجہ کی جائے۔ چنانچہ آئندہ لوں میں اس پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ ساتھ ہی اب چونکہ زیادہ تر اساتذہ نئی پود کے تھے جنہوں نے سویٹ نظام میں تربیت حاصل کی تھی اور کالجوں میں بھی نوجوان کمیونسٹ پکچر آگئے تھے اور پرانے پروفیسروں اور اساتذوں نے بھی نئے حالات سے مناسبت پیدا کر لی تھی اس لئے نئی ضروریات کی تکمیل بھی آسانی سے ہونے لگی تھی۔

پہلے نظام اہل کی کامیابی سے معاشی اور معاشرتی حالات میں ترقی ہوئی اور اس کی ضرورت محسوس ہوئی کہ تعلیم کی تنظیم اور تعلیمی طریقے میں تبدیلی کر دی جائے چنانچہ اکثر جگہ حوزہ اساتذوں نے حالات کے لحاظ سے تبدیلی کر دی اور ۱۹۳۳ء میں حوزہ حکومت نے تمام ملک

کے ماہرین تعلیم کے مشورے سے پروجیکٹ اور ڈاٹن طریقہ تعلیم ختم کر دیا اور اس طرح جامع تعلیمی طریقہ بھی برخواست کر دیا گیا۔ اور جامعات اور مدرسوں کی تنظیم میں بھی بنیادی تبدیلی کر دی گئی۔ جماعت داری سبق کو رواج دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ آزادانہ کام سینما کے ذریعہ سبق۔ تعلیمی سفر وغیرہ تعلیم کے بنیادی جز بنا دیئے گئے۔ جامعات میں بچروں کے طریقے اور انفرادی کام کے طریقے پھر رائج کر دیئے گئے استادوں کا اقتدار مدرسوں اور کالجوں دونوں جگہ پھر سے قائم کر دیا گیا۔ طالب علموں کا کام صرف تعلیم حاصل کرنا رہا اور انتظامی کام ناظم کے سپرد کیا گیا۔ تھوڑی سی حکومت خود اختیاری ضرورت باقی رکھی گئی لیکن یہ محسوس کیا گیا کہ لڑکوں کو ایسی حیثیت دینا کہ وہ خود اہم مسائل کے متعلق تفسیف کریں جبکہ ابھی ان کا تجربہ اور سمجھ دونوں محدود ہیں کسی طرح بھی ان کے لئے مناسب نہیں ہے۔

ابتدائی زمانے میں خاص حالات کی وجہ سے سیاسی پروپگنڈہ کا جو جز تعلیم میں شریک کر دیا گیا تھا وہ اب بالکل خارج کر دیا گیا اور اس کی جگہ تاریخ اور جغرافیہ کو دیدی گئی۔ سیاسی تربیت بچوں اور نوجوانوں کی انجمنوں کے سپرد کر دی گئی۔ اس پہلو پر زیادہ زور دیا جانے لگا کہ تعلیم کو طالب علموں کی زندگی کے پہلو کا حاطہ کرنا چاہئے۔ اسکول کے اندر اور باہر کی زندگی میں زیادہ بُعد نہیں ہونا چاہئے۔ اس کے لئے بچوں کے خلیٹر۔ سینما۔ کلب۔ اور انجمنیں

قائم کی گئیں۔ انکی ریلیں اور دریائی بیڑے قائم کئے گئے اور ان کے لئے تفریح اور کھیل کے لئے مختلف مواقع پیدا کئے گئے تاکہ پوری زندگی کے مختلف اجزاء ایک دوسرے سے مربوط اور منسلک رہیں۔

۱۹۱۹ء کے بعد سے جبکہ دوسرا نظام العمل ختم ہونے کے قریب تھا تو تعلیمی نظام کے بعض شعبوں میں چند اہم تبدیلیاں کی گئیں۔ اس سے قبل بچوں کا امتحان دوسرے مالک کی طرح بیرونی لوگ لیا کرتے تھے۔ اب یہ طریقہ ترک کر دیا گیا اور یہ محسوس کیا گیا کہ اساتذہ جو لڑکے کو پڑھاتا ہے وہی اس سے سب سے زیادہ واقف ہوتا ہے اور وہی اس کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکتا ہے۔ ایک بیرونی شخص جو نہ لڑکے سے واقف ہے اور نہ ماحول سے صحیح رائے قائم نہیں کر سکتا اس کے بعد سے اساتذہ کی تعلیم میں بچوں کی کیفیات کے مطالعہ پر زیادہ زور دیا جانے لگا۔ دوسری اہم تبدیلی یہ کی گئی کہ تالیف کی کتابوں میں صرف انقلاب کے بعد کے واقعات نہیں رہے بلکہ پوری انسانی سوسائٹی کے ارتقاء کے حالات بھی داخل کر دیئے گئے۔

۱۹۳۷ء میں روس کے تعلیمی نظام میں ایک اور نہایت اہم اور بنیادی تغیر کیا گیا اور پالیٹکنک کے طریقہ کو نظام تعلیم سے بالکل خارج کر دیا گیا۔ یہ ایک بہت اہم اور دلچسپ چیز ہے کہ معاشی زندگی میں اہم تبدیلیوں کے ساتھ سارا سماجی نظام تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ صرف اسی سوسائٹی میں ممکن ہے جہاں ہر چیز خاکہ بندی کے تحت ہوتی ہے۔ ۱۹۳۷ء کے آخر میں دوسرا پختہ نظام العمل

ختم ہوا اور تیسرے کی ابتدا کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ تیسرے نظام العمل کی کامیابی کے لئے اسکی سخت ضرورت تھی کہ تمام کام کرنے والوں کی کارکردگی میں غیر معمولی اضافہ کیا جاتا اور یہ اسوقت ممکن تھا جب کہ مکینیکل علم بہت زیادہ بڑھا دیا جاتا اور سائنس اور دماغ کا استعمال زیادہ سے زیادہ کر دیا جاتا۔ اسوقت پورے ملک کو غیر معمولی مکینیکل صلاحیتوں کے آدمی۔ چاہئے تھے اور سائنسدانوں اور منتظموں کی ایک پوری فوج درکار تھی۔ اور پالیٹکنک کے طریقے میں دقت بہت صرف ہوتا تھا اس لئے کہ بچوں کو چیزیں ہاتھ سے بنانا سکھائی جاتی تھیں۔ اس کی جگہ ان کا وقت اب تجربہ خانے میں صرف ہونا چاہئے تھا اور ان کی دلچسپی مکینیکل کلبوں اور حلقوں سے زیادہ بڑھانے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ پالیٹکنک کے طریقے کو خارج کر دینے کے بعد سے ورکشاپ کی جگہ۔ مکینیکل کلب اور حلقے ملک میں تیزی سے قائم کئے جانے لگے۔ اسی سال بارہ سال اور اس سے اوپر کے بچوں کے لئے ایک بیرونی زبان کا سیکھنا لازمی قرار دیا گیا۔

روسی انقلاب کے پچیس سال گزرنے کے بعد جبکہ ملک نے معاشی اور معاشرتی نقطہ نظر سے کافی ترقی کر لی اور عورت اور مرد کی مساوی حیثیت ایک حقیقت بن گئی تو اب سوئٹ معماروں کی توجہ گھر، خانہ اور خاص طور پر انسانوں کے باہمی رشتوں پر زیادہ ہونے لگی

جیسے جیسے ایک اشتر کی ملک ترقی کرتا ہے ویسے ہی خاندان کی اہمیت بھی بڑھتی جاتی ہے۔ ایک روشن خیال مسرت سے معمور خاندان خود بخود وجود میں نہیں آ جاتا بلکہ اس کے لئے تیاری اور ٹریننگ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ اس مسئلہ پر سوئٹ ماہرین تعلیم نے غور کیا تو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ طریقہ تعلیم میں اور چند تبدیلیاں کی جائیں۔ پرانا طریقہ تعلیم پرانے حالات کے لئے نہایت موزوں تھا اب نئے حالات میں نئے طریقوں کی ضرورت ہے۔

نئے طریقہ تعلیم میں ۱۲ سال کے بعد مخلوط تعلیم کو ختم کر دیا گیا ہے اس لئے کہ سخت قسم کے کاموں کے لئے مردوں کی کافی تعداد تیار ہو چکی ہے اور عورتوں کو بہ پیشے اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ساتھ ہی ۱۰ اور ۱۳ سال کے درمیان عورتیں تیزی سے بڑھتی ہیں اور مرد ۱۴ اور ۱۷ سال کے درمیان بڑھتے اور جوان ہوتے ہیں۔ مردوں اور عورتوں کو انکی جسمانی ساخت کے لحاظ سے کام دیا جاسکتا ہے ساتھ ہی لڑکیاں مستقل کی بوی اور ماں ہوتی ہیں اس لئے انکی جسمانی صحت۔ حمل اور بچوں کی پیدائش سے متعلق سائنٹفک تعلیم دی جانی چاہئے۔ عورتوں کے لئے وہ ورزش جسمانی درست نہیں ہوتی جو مردوں کیلئے مفید ہے۔ ان کے لئے دوسری ورزشیں تجویز کی گئیں ہیں ساتھ ہی گھر کی تنظیم کی تعلیم بھی انکے نصاب میں شامل کر دی گئی ہے۔ لڑکیاں انجینئر ڈاکٹر وغیرہ ہونے کے ساتھ ساتھ گھر کی بھی خبر گیری کر سکیں

بارہ سال کے بعد مخلوط تعلیم ختم کر دیے کے معنی نہیں ہیں
کہ مخلوط زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ کلب۔ تھیٹر۔ تفریح مختلف
انجمنوں اور یاسی۔ ادبی اور معاشرتی اداروں کی تمام سرگرمیاں
پہلے ہی کی طرح رہیں گی۔

تعلیم کی تنظیم سویت روس میں تعلیم کا مقصد ایک کمیونسٹ
تعلیم کی تنظیم شہری پیدا کرنا ہے جو کمیونسٹ سوسائٹی پیدا کرنے
میں مدد دے۔ ایک کمیونسٹ شہری کو اتنا ہنر آنا چاہئے کہ وہ اپنے
ملک کی معاشی ترقی میں حصہ لے سکے۔ سکوان تمام چیزوں کا علم
ہونا چاہئے جو ماضی کے انسانوں کے ذہن نے پیدا کیا ہے اور اسے
اس کی مدد سے اپنی سماج کے ارتقاء میں حصہ لینا چاہئے۔ انفرادی
انجی کے اظہار کے لئے کسی فن میں دخل ہونا چاہئے اس کے علاوہ
اس میں اخلاقی صفات مثلاً عزت نفس۔ وفاداری۔ ہمت،
ایثار۔ راستبازی اور تنظیم ہونی چاہئے اس لئے کہ یہ چیزیں ایک
آزاد سماج کی روحانی بنیادیں ہیں۔

سویت روس میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا زمانہ ان کے پیدا
ہونے سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ۲۴ دن کے بعد چھ مہینے
آ جاتی ہے اس کے بعد بچوں کی تربیت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے
جدید سویت نظام میں سب سے زیادہ توجہ قوم کے ان ہی نو جوانوں
پر کی جاتی ہے۔ اس کے لئے سارے ملک میں بے شمار مشاوری مرکز

قائم کر دیئے گئے ہیں جو تمام شیر خوار بچوں اور ان کی ماؤں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ ان مرکوزوں تک شہروں کی سو فی صد آبادی کی رسائی ہوتی ہے۔ دیہاتوں میں بھی یہ انتہائی سرعت سے قائم کئے جا رہے ہیں ان میں دودھ کا انتظام ہوتا ہے اور تمام شیر خوار بچوں کو یہاں سے اعلیٰ قسم کا صاف۔ بیماریوں سے پاک دودھ تقسیم کیا جاتا ہے یہ مرکز ہر جگہ مقامی سوسٹل قائم کرتی ہیں اور ان ہی کی زیر نگرانی ایک کمیشن ان کا انتظام کرتا ہے۔ اس کمیشن میں مقامی سوسٹل کے مانیٹر اور طبی اسٹاف کے علاوہ پورے ضلع کے کارخانوں۔ دفاتر اور تجارتی انجمنوں کے رکن ہوتے ہیں اور یہ مشاورتی مرکوزوں کے علاوہ کر پچڑ اسکولوں اور زچگی خانوں پر بھی نگرانی رکھتا ہے۔ وہ ایسی تمام حاملہ عورتوں کی مدد کرتا ہے جنھیں طبی امداد کے حاصل کرنے میں کوئی دقت پیش آرہی ہو۔ ایسے بچوں کی پرورش اور انکی رہائش کا انتظام کرتا ہے جن کو انکی مائیں کسی وجہ سے کہیں چھوڑ کر چلی گئی ہوں۔ ایسے بچوں کو بھی پرورش کا انتظام کرتا ہے جن کی ماؤں میں پرورش کی صلاحیت یا قدرت نہ ہو۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بچوں کی شرح اموات بے حد کم گئی ہے۔ بیماریاں بے حد کم ہو گئی ہیں اور صحت جسمانی مسلسل ترقی پذیر ہے۔

دیہی آبادی میں اس قسم کے مشاورتی مرکوز کافی تعداد میں مشترکہ اور سرکاری کھیتوں میں قائم کر دیئے گئے ہیں۔ ان مرکوزوں میں

خاص بات یہ ہوتی ہے کہ ان سے متعلق سفری نوٹس بھی ہو۔
 ہیں جو کمیشن کے چند ارکان۔ اہل اور چند رسوں پر مشتمل ہوتے ہیں
 یہ ایسی جگہ کی کاشتکار عورتوں کو جہاں یہ مرکز ابھی قائم نہیں ہوئے
 ہیں مدد دیتے ہیں۔ یاد دہش مرکزوں کو جہاں کام زیادہ ہو مدد
 پہنچاتے ہیں۔ یہ مختلف علاقوں کا دورہ کر کے ناٹکس منعقد کرتے
 ہیں۔ تقریروں اور چھوٹی چھوٹی کتابوں کے ذریعہ عوام کو بچوں کو
 پرورش اور ان کی تربیت کے متعلق تعلیم دیتے ہیں۔
 سپر خوار بچوں کے اداروں میں کمیشن کے بعد دوسرے درجہ

کریچرز CRECHES آتے ہیں۔ بچوں کے والدین جب کام پر
 یا تفریح کے لئے باہر جاتے ہیں تو کریچرز میں اپنے بچوں کو چھوڑ دیتے
 ہیں۔ جہاں تربیت یافتہ نرسیں ان کی خبر گیری کرتی ہیں یہ کریچرز
 مختلف قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو بڑے بڑے ہوتے ہیں جو کسی
 کارخانے سے ملحق ہوتے ہیں اور ان میں پورے کارخانے کی کام
 کرنے والیوں کے بچے رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ حلقہ داری کریچرز
 ہوتے ہیں جن میں اطراف کے کئی کئی چھوٹے اداروں کے بچے رہتے
 ہیں۔ اکثر شہروں میں شام کے کریچرز بھی ہیں جو مختلف تفریح
 گاہوں، کلبوں اور تھیٹروں وغیرہ سے ملحق ہیں۔ جب مائیں تفریح
 میں مشغول رہتی ہیں تو بچے وہاں رہتے ہیں۔ اسٹیشنوں سے ملحق
 کریچرز ہوتے ہیں جہاں مائیں بچوں کو چھوڑ کر گھومنے کے لئے باخیر

دفتر خت کے لئے جاسکتی ہیں۔ اب نو اکثر ٹر مینوں میں بھی کر پجز کے ڈبے ہوتے ہیں جن میں بچے آرام سے سفر کر سکتے ہیں۔

دیہی علاقوں میں تقریباً تمام سرکاری مشینوں کے ٹھکانے کر پجز ہوتے ہیں جو صرف فصلوں اور کاشت کے زمانے میں قائم کئے جاتے ہیں۔ جن میں کسان عورتیں اپنے بچوں کو چھوڑ کر کام میں مصروف رہ سکتی ہیں۔ جدید روس میں کسی صنعتی مرکز کسی مزدور اور کسی ادارے کا بغیر کر پجز کے تصور کرنا ہی ناممکن ہے۔ ان کر پجز میں بچے تقریباً ۸ گھنٹے نہایت تربیت یافتہ نرسوں کی زیر نگرانی رہتے ہیں اور جہاں بچوں کے لئے نہ صرف دودھ مہیا کیا جاتا ہے بلکہ طبی امداد ہر قسم کی ضروری چیزیں بھی مہیا کی جاتی ہیں اور اس کے لئے کوئی معاوضہ دینا نہیں پڑتا۔

دوسرے چھالہ نظام لہل کے بعد سے تقریباً تمام ملک کے بچوں کے پیدا ہونے سے آٹھ سال کی عمر تک کھانے پینے اور پوری طبی امداد اور اخراجات حکومت برداشت کرنے لگی ہے۔ اور اس پوری تنظیم میں بچہ اپنے گھر۔ ماں باپ کی مانتا اور انکی نگرانی اور تربیت سے علیحدہ نہیں کر دیا جاتا۔ کر پجز میں ۲۸ دن کی عمر سے تین سال کی عمر تک کے بچے رکھے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۸ میں مختلف منتقل کر پجز میں سات لاکھ ۲۲ ہزار بچوں کا انتظام تھا اور موسمی کر پجز میں ۵۰ لاکھ سے اوپر بچوں کا۔

تین سال سے ۷ سال تک کے بچوں کے لئے بالک گھر
یا کنڈرگارٹن ہوتے ہیں۔ یہ بالک گھر بھی کارخانوں دفاتر اور
کھیتوں سے ملحق ہوتے ہیں۔ تمام کام کرنے والی عورتیں اپنے کام
کے دوران میں تین سال سے ۷ سال کے بچے ان میں چھوڑ دیتی
ہیں۔ ان میں تربیت یافتہ اور ہوشیار نرسیں متعین رہتی ہیں
جو بچوں کا مختلف کھیلوں سے دل بہلاتی ہیں۔ انھیں چھوٹی چھوٹی
کہانیاں اور گیت سنا تی ہیں اور آہستہ آہستہ انھیں آئندہ آنے والے
تعلیمی زمانے کے واسطے تیار کرتی ہیں۔ زار شاہی میں صرف چند
شہروں میں امرا کے بچوں کے لئے بالک گھر قائم تھے ۱۳۷۷ء میں اس
لاکھ بچوں کے لئے بالک گھر قائم کئے گئے۔

بچوں کی لازمی تعلیم کا زمانہ ۷ سال کی عمر سے شروع ہوتا
ہے۔ ۷ سال کی عمر کے تمام بچے ابتدائی درسوں میں شریک کر دیئے جاتے
ہیں ان ابتدائی درسوں میں صرف ایک استاد ہوتا ہے اور وہی
تمام مضامین پڑھاتا ہے۔ ۱۲ سال کی عمر سے مڈل اسکول کا زمانہ
شروع ہوتا ہے جو پندرہ سال کی عمر تک رہتا ہے۔ تمام شہروں
اور اکثر دیہاتوں میں اسکول کی پوری جماعتیں ایک ہی عمارت
میں ایک ہی صدر مدرس کے تحت ہوتی ہیں۔ تعلیم مخلوط ہوتی ہے
اور استاد اور استانیات دونوں تعلیم دیتے ہیں۔ مڈل اسکول کے ختم
تک تمام مضمین معاف رہتی ہے اس کے بعد معمولی مضمین لی جاتی ہے

ابتدائی جماعتوں میں مقامی زبان یا روسی زبان۔ ریاضی خوشنویسی
ڈرامینگ موسیقی، ورزش جسمانی اور مطالعہ قدرت اور تاریخ جغرافیہ
نصاب میں شریک رہتے ہیں۔ مڈل اسکول میں ان مضامین کے
علاوہ چند کا اور اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ کوئی ایک غیر ملکی زبان
مثلاً انگریزی۔ فرانسیسی یا جرمن لازماً سمجھنی پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ
انجمن علم ہند۔ کیمیا اور طبیعیات کو بھی شریک کر لیا جاتا ہے۔ مطالعہ
قدرت کو خارج کر دیا جاتا ہے۔ مڈل اسکول کے آخری سال میں معاشرتی
سائنس اور فوجی دفاع بھی نصاب میں شریک ہو جاتے ہیں۔

پندرہ سال کی عمر کے تمام لڑکے اور لڑکیاں مڈل اسکول کی تعلیم
ختم کر کے اب یہ طے کرتے ہیں۔ کہ وہ آئندہ کونسا پیشہ اختیار کریں گے
جو صنعتوں میں جانا چاہتے ہیں وہ صنعتی مدارس میں شریک ہو جائے
میں۔ جہاں وہ دو سال تک تعلیم پاتے ہیں۔ ان صنعتی مدارس میں
صرف فیس معاف رہتی ہے بلکہ کپڑوں کے اخراجات بھی حکومت
برداشت کرتی ہے۔ ان مدارس میں عام تعلیم کے علاوہ اس صنعت
سے متعلق اطلاقی سائنس بھی شریک رہتی ہے جس میں وہ جانا چاہتے
ہیں۔ اس کے علاوہ ورکشاپ میں عملی کام بھی کرنا ہوتا ہے۔ بعض
نوجوان اگر چاہیں تو ۱۶ سال کی عمر تک اسکول میں رہ کر کسی کارخانے
کے تربیتی اسکول میں چھ مہینہ تعلیم حاصل کر کے صنعتی مدارس میں شریک
ہو سکتے ہیں

صنعتوں کے علاوہ جو لوگ کسی شعبہ کے درمیانی درجہ کے ماہر ہونا چاہتے ہیں تو وہ کسی صنعتی زرعی یا معاشی ادارے میں جاتے ہیں۔ ان اداروں میں تعلیم کی مدت تین سے پانچ سال تک ہوتی ہے۔ ابتدائی دو سال عام تعلیم کے لئے وقف ہوتے ہیں۔ اور ایک سال اس شعبہ کی تعلیم کے لئے۔ ان کے علاوہ موسیقی مختلف دوسرے فنون لطیفہ۔ قانون۔ کھیت۔ تقسیم پیداوار۔ تجارت اور صنعتوں کی بعض دوسری شاخوں سے متعلق مدرسے بھی ہوتے ہیں اور نڈل اسکول کلبڈن میں آسانی سے شریک ہو سکتے ہیں۔ ان تمام مدارس میں روسی زبان اور ادب۔ معاشی سائنس اور مارکنزم لیننزم ایک سال کے لئے لازماً شریک رکھتے ہیں۔ ایک غیر ملکی زبان بھی رکھی جاتی ہے اس کے علاوہ اس شعبہ سے متعلق جس کی تعلیم حاصل کی جا رہی ہو نظری اور عملی تعلیم رکھی جاتی ہے۔ غیر روسی قومیتوں کی صورت میں ان تمام مدارج میں روسی زبان کی جگہ مقامی زبان لے لی جاتی ہے تعلیم کا آخری درجہ بالکل علمی ہوتا ہے۔ اور صرف ان لوگوں کے لئے ہوتا ہے جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں عملی تعلیم بھی حسب ضرورت شامل کی جاسکتی ہے۔ اس درجہ میں ۸ سال کی عمر تک تعلیم دی جاتی ہے جن لوگوں کو فنون لطیفہ سے غیر معمولی شغف ہوتا ہے ان کے لئے فاس اسکول ہوتے ہیں۔ جن کا نصاب تعلیم ان سے کسی قدر مختلف ہوتا ہے ۸ سال کی عمر سے جامعی تعلیم شروع ہوتی ہے جس کا نصاب

چار سال اور زائد سے زائد پانچ سال کا ہوتا ہے۔ آخری دو سال عملی تعلیم کے لئے وقف ہوتے ہیں۔ ہر شاخ کے لئے جامعی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے۔ سیکولر میں پوری سوئٹ یونین میں ۱۶ کالج اور جامعات تھیں۔ جن میں ایک لاکھ ۱۲ ہزار لڑکے زیر تعلیم تھے۔ مینیکل مدرسوں میں طلباء کی تعداد ۲۹ لاکھ ۵۲ ہزار کے قریب تھی۔

تعلیم کی تنظیم کے لئے ہر یونین جمہوریت میں ایک تعلیمات کی کمیٹی یا وزارت ہوتی ہے۔ اس کے تحت ابتدائی۔ ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے علیحدہ علیحدہ شعبے قائم کئے جاتے ہیں۔ ہر شعبہ اپنے متعلقہ اداروں کی نگرانی اور انتظام کے فرائض انجام دیتا ہے۔ ہر کمیٹی تعلیمی اور تحقیقاتی ادارے اور تجربہ گاہیں ہوتی ہیں۔ اس کے تحت ہر ضلع اور گاؤں میں ایک تعلیمات کا دفتر بھی ہوتا ہے اور سوائے جامعات کے اپنے حلقے کے تمام تعلیمی اداروں کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

تعلیم کے تمام اخراجات مرکزی حکومت اور جمہوریتوں کے بجٹ سے پورے کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ مزدور سمجھائیں۔ اور دوسری انجمنیں اور مشترکہ کھیت بھی اپنے فنڈ سے امداد کرتے ہیں۔ اسکولوں اور مشترکہ کھیتوں۔ کارخانوں اور سرخ پانیوں کے مرکزوں میں ربط پیدا کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچے اور نوجوان ان تمام اداروں سے واقف رہتے ہیں۔ گھر اور اسکول میں بھی خاص ربط پیدا کیا جاتا ہے۔ والدین کی کونسلیں بنائی جاتی ہیں جو لڑکوں سے

رابطہ رکھتی ہیں۔ والدین کے لئے خاص تعلیمی جماعتیں منعقد کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مدرسہ بچوں کے گھر جا کر ان کے والدین سے رابطہ پیدا کرتے ہیں۔

بڑھتی ہوئی معاشی اور معاشرتی ترقی کے ساتھ نظام تعلیم میں بھی تبدیلی اور ترقی ہو رہی ہے۔ اس ترقی میں اور تبدیلی میں عام لوگ بھی پریس اور خطوط کے ذریعہ مفید مشورے دیتے ہیں۔ غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور کمزوریوں کو دور کرنے کے طریقے بتلاتے ہیں۔

سوئٹ نظام تعلیم کی سب سے بڑی خصوصیت اخلاقی تعلیم ہے۔ بچوں کی اخلاقی حالت کو بہتر بنانے کے لئے بے شمار طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً نظم و ضبط کو سیکھنے۔ نظم بغیر کسی قسم کی جسمانی سزا کے قائم کیا جاتا ہے۔ بید کی سزا قانوناً ممنوع قرار دیدی گئی ہے۔ جماعتوں میں خود غرضانہ مقابلوں کی ہمت افزائی نہیں کی جاتی ایک ہی جماعت کے لڑکوں میں باہمی مقابلہ نہیں رکھا جاتا اس لئے کہ اس سے خود غرضی کا جذبہ نشوونما پاتا ہے۔ اس کی جگہ محنت داری مقابلے رکھے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ایک اچھا طالب علم اپنے کمزور ساتھی سے سبق لے جانے کی کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی مدد کرتا ہے تاکہ اس کی جماعت جیت جائے۔ سوئٹ اسکول یورپ اور امریکہ کے اسکولوں کی بجائے کھیل کے میدانوں

کے محافل ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ان ممالک میں کھیل کے میدان میں
 نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے استاد کو بیدار استعمال کرنے کی ضرورت
 نہیں پڑتی۔ سوئٹ اسکولوں کے اساتذوں اور بچوں میں انتہائی خلوص
 اور محبت کے روابط ہوتے ہیں۔

سوئیٹ روس میں نہ صرف بچوں کے مدرسوں کی سرگرمیوں
 میں دلچسپی لی جاتی ہے بلکہ مدرسے باہر کی سرگرمیوں پر بھی خاص
 توجہ کی جاتی ہے۔ سونا لڑکا ہے جسے ٹکٹ جمع کرنے۔ تصویریں جمع
 کرنے یا اسی قسم کی اور چیزوں کا شوق نہیں ہوتا۔ سوئٹ شہروں
 اور دیہاتوں میں بچوں کی ان سرگرمیوں کے لئے خاص طور سے انشطا
 کئے جاتے ہیں۔ ان کے لئے بڑی بڑی عمارتیں مخصوص ہوتی ہیں۔ جو
 پائیزس کے محل کہلاتی ہیں۔ جہاں ہوائی جہازوں کے ورکشاپ ہوتے
 ہیں جن میں چھوٹے چھوٹے ہوائی جہاز اڑائے جاتے ہیں۔ تجربہ گاہیں
 ہوتی ہیں جن میں مختلف قسم کے جانوروں کو پالا جاتا ہے اور ان کی افزائش
 کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ گرم خانے ہوتے ہیں جہاں لڑکے نئے نئے قسم کے
 پودے پیدا کر سکتے ہیں۔ مختلف فنون مثلاً ڈراموں۔ میلے۔ موسیقی
 مصوری۔ سنگ تراشی۔ فوٹو گرافی کا انتظام ہوتا ہے۔ ان کی تعلیم
 دی جاتی ہے اور ہر قسم کا سامان اور ماہر مہیا کئے جاتے ہیں۔ اکثر بڑے
 بڑے شہروں میں یہ محل اتنے بڑے بڑے ہیں کہ ایک ایک میں
 تین تین ہزار بچے کئی سو سے زائد طبقوں میں ایک سو سے اوپر موضوعات

میں مصروف نظر آتے ہیں۔ ان کی ہر تفریح میں تعلیمی اور اخلاقی جز
 شریک رہتا ہے۔ ملک کے بڑے بڑے ماہرین فنون لطیفہ اور
 سائنس دان وغیرہ وقتاً فوقتاً ان محلوں میں جاتے ہیں بچوں سے
 ملنے میں اور ان کے کاموں میں دلچسپی لے کر انہیں شوق اور ہنگام پیدا کرتے ہیں۔
 بعض شہروں میں بچوں کی ریلیں اور کشتیاں بھی ہیں جن کا پورا
 انتظام ان ہی کے سپرد ہوتا ہے۔ ۱۔ بچن ڈرائیور۔ گارڈ۔ اسٹیشن ماسٹر
 سب ہی بچے ہوتے ہیں ان کے لئے بچوں کے پارک۔ تھیٹر۔ سینما۔
 اور کلب وغیرہ علیحدہ قائم ہیں۔ دوسرے پഞ്چالہ نظام العمل کے تحت
 ۱۹۴۴ء پانیزس کے محل اور کلب تعمیر کئے گئے۔ ۱۹۵۰ء بچوں کے پارک۔
 ۱۹۵۲ء بچوں کے تھیٹر اور سینما۔ اور ۱۹۶۰ء نے مرکز قائم کئے گئے تھے تیسرے
 پഞ്چالہ نظام العمل میں اس میں اور بھی اضافہ کیا گیا۔ ان تمام چیزوں
 کے علاوہ چھٹیوں میں بچوں کے کمپ قائم کئے جاتے ہیں ہر اسکول کے
 بچے اپنے گاؤں یا شہر سے باہر یا کسی دوسرے مقام پر کمپ قائم کرتے ہیں۔
 اور وہاں تمام تعلیمی اور تفریحی سرگرمیاں جاری رہتی ہیں ان کمپوں کا انتظام
 مزدور سبھایاں یا مشترکہ کھیتوں پر چاہتے ہوئے۔ ان محلوں اور
 تفریحی مشاغل میں بچوں کی انفرادی ذہانت اور صلاحیتوں کو ابھرنے کا خاص
 طور سے موقع دیا جاتا ہے اور جس بچے میں بھی غیر معمولی صلاحیت ہوتی ہے
 اسکی ہمت افزائی کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روس میں آج ہر شعبے کے ماہر
 کثرت سے ملتے ہیں ۱۹۵۲ء میں بین الاقوامی بیانو کے مقابلہ میں جو دارسا

میں منعقد ہوا تھا پہلا اور دوسرا انعام روسی بچوں کو ملا تھا۔ اسی سال برلن کے وائمن کے بین الاقوامی مقابلہ میں ۶ میں سے ۵ انعامات روسی بچوں اور بچیوں کو ملے۔

تعلیم کی غیر معمولی ترقی کی وجہ سے تمام صنعتوں۔ زراعت۔ حکومت اور دوسرے تمام اداروں پر نوجوان آتے جا رہے ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں بڑی صنعتوں کے انجینیر اور کنشینرز کا ۲۵ فیصدی حصہ ۲۶ سال سے کم نوجوانوں پر مشتمل تھا۔ زراعت میں نوجوانوں کا تناسب س سے بھی زیادہ ہے اعلیٰ سوئٹ کے اراکین میں ۲۸۴ تیس سال سے کم عمر کے ہیں۔ یوٹین جمہوریہ کی اعلیٰ سوئٹ کے ایک ہزار اراکین ۳۰ سال سے کم عمر کے ہیں۔

سولہواں باب

فنون لطیفہ

(۱)

آرٹ کی حیثیت :- سویٹ روس کی زندگی میں آرٹ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ آرٹ ایک ذریعہ ہے جس کی مدد سے تہذیب یافتہ انسان کے جذبات اور خیالات کو ایک حسین شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ یہ حسین شکلیں شعوس بھی ہو سکتی ہیں اور بجا نثار بھی اس لئے کہ یہ فن کار انسانوں کی بھی تخلیق کرتے ہیں اور اشیا کی بھی اور پھر ان کے باہمی رشتے کی بھی۔ آرٹ معاشرتی بیداری کے اظہار کا ایک ذریعہ ہے اور اسکی مدد سے زندگی کی حقیقتوں کو اجاگر کیا جاتا ہے

انقلاب سے قبل کے زمانے میں آرٹ ہمیشہ طبقہ واری جنگ کا بہت بڑا حربہ رہا ہے۔ حاکم طبقہ نے ہمیشہ اس کو اپنی حکمرانی کا بہت بڑا آلہ کار بنائے رکھا ہے۔ قدیم زمانے سے انقلاب تک کے فنون پر ایک نظر ڈالی جائے تو اس میں صرف حاکم طبقہ کے ذوق کا عکس ملے گا اور تب کبھی یہ حاکم طبقہ زوال پذیر ہونے لگا۔ تو خالص آرٹ پر زور دیا جاتا رہا ہے اور اسے زندگی کے حقائق سے دور رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی مغلیہ عہد کے فنون لطیفہ اور ان کے اعطاشی دور کا ادب اور شاعری بالکل یہی نقشہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے عروج کے زمانے کی مصوری۔ سنگ تراشی۔ اور دوسرے فنون میں صرف بادشاہوں اور ان کے امرا کی زندگی کی تصویریں ملتی ہیں اور ان ہی کا ذوق ہر جگہ جھلکتا ہے۔ ان کے اعطاشی دور کے ادب شاعری میں ادب برائے ادب کے غرے سنائی دیتے ہیں اور زندگی سے فرار کی جھلک ہر شعر میں نظر آتی ہے۔

سویٹ روس کا آرٹ بالکل انقلابی ہے اور ملک کی معاشرتی ترقی میں اس کا خاص حصہ ہے۔ روسی آرٹ مغرب کی اسطفاط پذیر تہذیبوں کے آرٹ کی مانند نہیں ہے جس میں یہ احساس بالکل مفقود ہے۔ کہ انسانی فلاح اور ترقی میں اس کا بھی کوئی حصہ ہو سکتا ہے اور معاشرتی زندگی کے مختلف شعبوں کے باہمی تعاون۔ ان میں زندگی پیدا کرنے پر قرار رکھنے اور آگے بڑھانے کا فرض ان پر عائد ہوتا ہے۔ آرٹ ان

حصوں میں صرف ذاتی مشغلوں اور ایسروں کی تفریح کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔ اس کا صرف ایک مقصد رہ گیا ہے کہ زندگی کے حقائق سے کہیں دور لیجا کر خیالی دنیا میں پہنچا دے۔ گویا آرٹ جس کا مقصد یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ انسانوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ اور بلند سے بلند مقام پر لے جائے انتہائی سذیل کر دی گئی ہے اور اس سے وہی کام لیا جاتا ہے جو زندگی کے حقائق سے بھاگنے والے انیون اور کمین جیسی چیزوں سے لیتے ہیں۔ یورپ کے ان حصوں کے وہ فن کار جو ان حالات کو پسند نہیں کرتے اور امراء کے ذوق طبع پر اپنے فن کو بچھاؤ نہیں کرنا نہیں چاہتے وہ یاس و حرمان کے سمندر میں ڈوب جاتے ہیں اور آنکھیں بند کئے اسی میں ہاتھ پاؤں چلا با کرتے ہیں۔ صرف انقلابی اور مزدور طبقہ کے فن کار جو وہی انقلاب کے زندہ فن سے کوئی تعلق پیدا کر لیتے ہیں وہ آرٹ کو زندگی کے قریب لاتے ہیں۔ لوگوں کو حقائق سے قریب تر لاتے ہیں۔ اور فن برائے فن کے لغزہ کا پردہ چاک کرتے ہیں۔

جدید روس کا آرٹ کے متعلق نظریہ یہ ہے کہ ہر نقطہ نظر سے آرٹ کی نوعیت معاشرتی اور نفسیاتی ہے۔ آرٹ کو عوام کی انقلابی ذہنیت کا صحیح اندازہ ہونا چاہئے۔ اس کو اپنے ذہن میں ان کے جذبات اور خیالات کو جذب کرنا چاہئے اور اسی مینا پر اپنے ذہن میں مستقبل کی صحیح تصویر قائم کرنی چاہئے۔ اس کا فرض صرف

اسی قدر نہیں ہے کہ وہ جو کچھ اپنے اطراف دیکھتا ہے بس اسکی تصویر
 کھینچ دے۔ اس کی نظر سطحی چیزوں تک محدود نہیں رہنی چاہئے
 بلکہ ان بنیادی حقیقتوں پر پڑنی چاہئے جو حال کی سطح کے نیچے متقبل
 کی تشکیل میں مصروف ہیں۔ حقیقی فن کار کا ہاتھ زندگی کی چلتی ہوئی
 نبض پر ہوتا ہے۔ وہ عمل کرنے والی قوتوں اور ان کے نتائج پر نظر
 رکھتا ہے اور اس کی نگاہ میں اتنی قوت ہوتی ہے کہ وہ مستقبل کی عمارت
 کے نقش و نگار تک اپنے ذہن میں قائم کر لیتا ہے۔

آرٹ کو سویٹ روس کی زندگی میں جتنا دخل حاصل ہے
 اتنا شاید دنیا کے کسی حصہ میں نہیں ملے گا۔ وہاں کے عجائب گھر نائٹوں
 ناچ گانے کی محفلوں اور تھیٹروں وغیرہ میں کہیں بھی چلے جائے آرٹ
 نہایت رقی یافتہ شکل میں ملے گا۔ آرٹ اور آرٹ کے اداروں کو
 عام تعلیمی نظام میں خاص مقام حاصل ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں
 عجائب گھروں۔ تھیٹروں اور سیناؤں سے اتنا زیادہ سائنٹفک
 طریقوں پر کام نہیں لیا جاتا اور اتنی بڑی تعداد میں لوگ اس سے
 مستفید ہوتے ہیں۔

فن تعمیر :- دوسرے فنوں کی طرح فن تعمیر میں سویٹ فن کار
 ایسی چیزوں کی طرف زیادہ توجہ کرتے ہیں جو عوام کو شاہ راہ قی
 پر ایک اور منزل آگے بڑھادیں۔ معمار ورسنگتراش محلات کی طرف
 توجہ نہیں کرتے بلکہ مزدوروں کی تفریح گاہوں۔ دفتری عمارتوں جیسوں

اور نمائشوں کے ہال۔ لائبریریوں۔ تھیٹروں اور سینما کی عمارتوں اور مزدوروں کے رہنے کے مکانات پر زیادہ توجہ کرتے ہیں۔ ان کی حیثیت محض عمارتوں کی نہیں ہوتی بلکہ ان کا ساز و سامان اور زیبائش ایسی ہوتی ہے جو عوام کے معاشرتی رجحان اور ذوق کو نہ صرف انگلیں دے سکے بلکہ اس میں اور پاکیزگی پیدا کرے۔ ہر عمارت میں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ وہ عوام میں صحیح جذبہ ابھارے اور وہ اپنے مقام اور حیثیت کو سمجھنے لگیں اور بین الاقوامی بھائی چارہ کے تصور کو زیادہ سے زیادہ اپنے دلوں میں مضبوط کریں۔ یہ بین الاقوامیت عمارتوں کے نقشوں اور ان کے ساز و سامان میں خاص طور سے نمایاں رہتی ہے اس میں شک نہیں کہ مقامی اور قومی رنگ کو بھی اُجاگر کیا جاتا ہے لیکن وہ بنیادی تخیل پر چھپا نہیں جاتا

انقلاب کے بعد سوئٹ فن کاروں اور معماروں کے سامنے ایسی عمارتیں تعمیر کرنے کا مسئلہ تھا جن کے نمونے کہیں بھی نہیں ملتے۔ مثلاً مزدوروں کے کلب دنیا کے کسی حصہ میں بھی نہیں پائے جاتے اس کلب کی چار دیواری میں ایک اسٹوڈیو تھیٹر ہوتا ہے۔ ایک ورزش جسمانی کاکمرہ ہوتا ہے۔ نرسرے ہوتی ہیں۔ جلسوں کے ہال ہوتے ہیں اور کتب خانوں مطالعہ خانوں اور تعلیمی جماعتوں کے الگ الگ کمرے ہوتے ہیں۔ ایک ایسی عمارت جس سے یہ سب ضرورتیں

بھی پوری ہوں اور حسن اور خوبصورتی بھی برقرار رہے باعث سے
 مسائل پیدا کر دیتی ہے۔ ایسے کلب تقریباً ہر شہر اور اکثر دیہاتوں
 میں قائم ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ان مہاروں کے پیش نظر نئے
 اشتر کی شہر اور مشترکہ کھیتوں کی بستیوں کے نقشہ بھی ہوتے ہیں جن کی
 تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور جن میں اس بات کی کوشش کی
 جاتی ہے کہ شہر اور دیہات کے فرق کو آہستہ آہستہ باطل ختم کر دیا جائے
 یہ بستیوں اس طرح بنائی جاتی ہیں اور ان کے نقشہ اس طرح
 بنائے ہوتے ہیں کہ پوری آبادی کے مکانات صحت بخش اصولوں پر
 ہوں معاشرتی ترقی کے جملہ وسائل مثلاً تفریح گاہیں، بالک گھڑ
 کلب، مدرسے، تھیٹر، سینما، عجائب گھر، مطالعہ خانے، کتب خانے
 سب ہی موجود ہیں۔ اور یہ تمام تعمیر قدرتی حسن و نظارہ کے پس
 منظر میں ہوا اور آرام اور خوشنمائی دونوں موجود رہیں۔

صنعتی علاقوں میں اور اکثر بڑے بڑے شہروں میں مختلف
 صنعتوں اور دفاتروں کے کام کرنے والوں کے لئے بڑی بڑی عمارتیں تعمیر
 کی جاتی ہیں جن میں سے ہر ایک میں کئی کئی ہزار آدمی رہ سکتے ہیں۔
 کھانے کے کمرے، باورچی خانہ، مطالعہ خانے، بچوں کے کمرے وغیرہ
 مشترک ہوتے ہیں۔ اور ہر خاندان کے رہنے کے کمرے اس طرح بنائے
 جاتے ہیں کہ ہر ایک کی انفرادیت بھی باقی رہے اور اجتماعی زندگی بھی
 برقرار رہے۔ ان عمارتوں میں کلب، سرسبز، کتب خانوں وغیرہ

سب کی گنجائش ہوتی ہے۔ یہ عام طور سے چار پانچ منزلوں سے زیادہ اونچی نہیں ہوتیں۔ ہر عمارت میں چونکہ ایک ہی فن یا ایک ہی صنعت سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں اس لئے تعمیر اور نقشہ سازی میں ان رہنے والوں کے ذوق کا بھی خاص طور سے لحاظ رکھا جاتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ چیز پیش نظر رہتی ہے کہ کہیں شہر کی خوشنمائی پر اثر نہ پڑے۔ خاکہ بندی پورے شہر کے لئے کی جاتی ہے۔

سوئٹ مہاروں کے سامنے ان نئے نئے شہروں کے علاوہ پرانے شہروں کی جدید تعمیر کا مسئلہ بھی بہت اہم اور عجیب ہے خاص طور پر مشرقی ایشیائی روس کے شہروں کی ترقی خاص اہمیت رکھتی ہے۔ یہ شہر اپنی تنگ گلیوں۔ اور جاگیر دارانہ طریقہ رہائش اور گندگی کے لئے مشہور ہیں۔ ان علاقوں میں نہ صنعتیں نہایت سرعت سے ترقی کر رہی ہیں بلکہ زراعت بھی اب بالکل مشینوں کے ذریعہ ہو رہی ہے۔ جنہوں نے زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ ان شہروں کی جدید تعمیر میں ایک طرف تو انٹر کی سماج کی ضروریات اور صحت و صفائی کا خیال رکھا جاتا ہے دوسری طرف مقامی اور مشرقی حسن کا نکھار بھی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پورے سوئٹ روس کی تعمیری سرگرمیوں میں اس قدر غیر

معمولی انقلاب اور ترقی کا سبب خاکہ بند ہی ہے۔ شہری اور دیہاتی عمارتیں کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتیں بلکہ مقامی مینسٹری کی ملکیت ہوتی ہیں۔ اور اس لئے پورے شہر کے واسطے آسانی سے ایک خاکہ بنایا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ سے پورے شہر کی عمارتوں، ٹرکوں اور تفرتح گاہوں، چمنوں وغیرہ میں خاص مناسبت ہوتی ہے۔ پورے شہر کی آرٹیشی چیزیں اسی مناسبت سے ترتیب دی جاتی ہیں جس کی وجہ سے ایک خاص قسم کا حسن پیدا ہو جاتا ہے جو دوسرے ممالک کے شہروں میں نظر نہیں آسکتا۔

سوئٹ روس کے نئے شہروں یا پرانے شہروں کی تعمیر اور انکی خاکہ سازی میں نہ صرف فن تعمیر کے ماہرین حصہ لیتے ہیں بلکہ وہاں کے باشندے بھی شریک ہوتے ہیں۔ بحث و مباحثہ ہوتے ہیں اور ٹکنک کے مختلف ماہرین کے علم اور لوگوں کی ضرورت سے ملکر ایک ایسا خاکہ ترتیب پاتا ہے جو اپنی افادیت میں مکمل فن میں نیا اور حسن میں سب کے لئے دلپند ہوتا ہے۔ اشتراکی حقیقت پسندی اصل نشان راہ ہے جو ان معماروں کو راستہ دکھلاتی ہے سوئٹ روس کی تعمیری سرگرمیوں میں کلچر اور آرام کے پارک خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ ماسکو کا مرکزی پارک جو مشہور اوپ گورکی کے نام سے مشہور ہے دریائے ماسکو کے کنارے کنارے ہمارے

میل تک پھیلا ہوا ہے۔ روزانہ ساٹھ ستر ہزار آدمی اسکی سیر کے لئے آتے ہیں۔ اور چھٹیوں میں تو تعداد ڈھائی تین لاکھ تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ پارک اپنے حسن اور خوبصورتی کے لئے مشہور ہیں۔ بیسوں خوبصورت محبموں، فواروں، چمن اور باغیچوں سے اسے سجایا گیا ہے۔ ناچ گھر، سینما، تھیٹر، چائے خانے، قہوہ خانے، کھیل کے میدان اور تفریح گاہیں ہر جگہ موجود ہیں۔ ملک کے سب سے اچھے ماہرین باغبانی اور انجینئرس نے اس کا خاکہ بنایا ہے۔ اور ہزار ہا مزدوروں نے اس کی تعمیر میں حصہ لیا ہے۔ اس پارک میں بچے جوان، بوڑھے، ہر عمر ہر مذاق کے لوگ اگر لطف اٹھاتے ہیں۔ ملک کے سب سے اچھے گانے اور ناچنے والے، اداکار اور موسیقی دان مختلف زبانوں اور رنگارنگ لباسوں میں کھلے میدان کے تھیٹروں میں اپنے جوہر دکھلاتے ہیں۔ غیر پیشہ ور یہاں اگر ان ماہرین کے فن سے بہت کچھ سیکھتے ہیں اور اپنے فن کو ترقی دیتے ہیں یہاں سائنس اور ٹکنالوجی کے بھی شعبہ قائم ہیں جہاں اہل ذوق کے لئے کافی دلچسپیاں پیدا کی جاتی ہیں اور تفریح میں اہم اور وقتی چیزوں سے واقفیت پیدا کر دی جاتی ہے ادیب اور شاعر اپنی تصنیفیں اور کلام پیش کرتے ہیں۔ ان پر علمی مباحثے ہوتے ہیں سیاسی مسائل سے بڑھتے ہوئے شوق کو پورا کرنے کے لئے بین الاقوامی سیاسی مسائل پر تقریریں اور مباحثے ہوتے ہیں۔ مشہور عالم فرائیسی اویب۔ روین رولان نے اس پارک کی مختلف محفلوں اور تقریروں

میں ٹریک ہونے کے بعد یہ لکھا تھا کہ اس پارک میں جو لوگ آرام
 لینے کے لئے آتے ہیں وہ انتہائی خوبصورت اور حسین ماحول میں نہ
 صرف تفریح ہی کرتے ہیں بلکہ علم بھی اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔“

اس پارک میں نہ صرف لائندہ و تفریحات کا انتظام ہوتا
 ہے بلکہ بڑے بڑے جلسوں اور کانگرسوں کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے
 گور کی پارک کے نمونہ پر سوٹ یونین کے مختلف شہروں میں
 سو پارک بنائے گئے ہیں۔ جن میں سے کئی بڑے بڑے مشترکہ کھیتوں
 کے قریب ہیں۔

مصوری اور سنگتراشی :- سوٹ حکومت کی ہمیشہ سے یہ پالیسی
 رہی ہے کہ مزدوروں کسانوں اور دوسرے کام کرنے والوں کے لئے
 فنون لطیفہ سے زیادہ سے زیادہ دلچسپی لینے کا موقع بہم پہنچائے
 اس کے لئے ضروری تھا کہ ملک کے تمام ذرائع زیادہ سے زیادہ
 استعمال کئے جاتے۔ زار شاہی میں ملک کے فنون اور خاص طور
 پر مصوری اور سنگتراشی کے اعلیٰ ترین نمونے اور نوادرات کے خزانے
 بڑے بڑے محلوں میں مدفون تھے اور سوائے چند خاص لوگوں کے
 عام لوگوں کی رسائی وہاں تک نہیں تھی۔ اب یہ خزانے ملک کے
 بے شمار عجائب خانوں میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں اور لاکھوں آدمی
 روزانہ ان سے متفہم ہوتے ہیں۔

فنون لطیفہ سے بڑھتی ہوئی دلچسپی کو دیکھ کر اسکی ترقی کی بھی اب

متعلم کو شیش کی بارہی ہیں۔ ہزاروں ادارے دیہی و شہری اسکولوں اور کلبوں سے ملحق قائم کئے گئے ہیں جن میں غیر پیشہ ورنہ نوجوان بڑی کثرت سے شریک ہوتے ہیں۔ ان اداروں میں مصوری سنگتراشی اور نقشہ سازی کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے۔ ہر سال ان اداروں سے کافی تعداد میں ایسے نوجوانوں کا انتخاب کیا جاتا ہے جو ذہن ہوتے ہیں اور فنون لطیفہ سے جھینس خاص لگاؤ ہوتا ہے۔ ان نوجوانوں کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام فنون لطیفہ کے مدارس میں کیا جاتا ہے۔ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ان میں سے کچھ کو اپنے شہروں یا دیہاتوں میں بھیجا جاتا ہے جہاں وہ مختلف کلبوں اور مدرسوں میں فنون لطیفہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ کچھ رسالوں اور اخباروں وغیرہ میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں ان سے پوسٹرس۔ کارٹون اور نقشے وغیرہ بنانے کا کام لیا جاتا ہے۔ بعض صنعتوں۔ انجینئری اور تعمیرات کی مختلف شاخوں میں چلے جاتے ہیں جہاں وہ ڈرائنگ اور نقشہ وغیرہ بنانے کا کام کرتے ہیں۔ غیر معمولی صلاحیت کے نوجوانوں سے معاشرتی ترقی سے متعلق دوسرے بے شمار کام بڑے پیمانے پر لئے جاتے ہیں۔ یہ سب فن کار زندگی کی رو سے علیحدہ اور دور نہیں رہتے بلکہ اپنے فن کے علاوہ۔ معاشی۔ معاشرتی اور طبی سائنسوں کا بھی مطالعہ رکھتے ہیں۔ اور سوئٹ سوسائٹی کے تمام مشنوں میں عملی و دیہی اور حصہ لیتے ہیں۔

زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح مصوری اور دوسرے فنون میں حقیقت پسندی زیادہ جاگزیں ہوتی جاتی ہے۔ اس نئے حقیقت پسند آرٹ میں صرف موضوع کی تبدیلی ہی نمایاں نہیں ہوتی ہے بلکہ اشتراکی تعمیر کے تمام عناصر اس میں سمو دیے گئے ہیں۔ سویٹ حکومت اور سویٹ ادارے فن کاروں کے لئے خاص طور سے اس کے مواقع بہم پہنچاتے ہیں کہ وہ اشتراکی تعمیر کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور تعمیر اور ترقی کی اس نئی اسپرٹ کو آرٹ میں بھی بھر دیں۔ انھیں نئے نئے ابھرتے ہوئے شہروں کا رخاؤں۔ اور نچا چکی تھیں کی سیر کرائی جاتی ہے تاکہ ان میں بسنے والے انسانوں کو جو باہل ایک نئی زندگی سے سرشار ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور ان کی زندگی کی سرشاریوں کو پتھر دوں۔ کاغذوں اور کینوسوں پر منتقل کر دیں۔ ان بہت سارے بڑے بڑے مصوروں نے پیپر کے پن برقی کا رخا یورال کے فولادی شہروں۔ مشرقی کھیتوں۔ مشرق کی ابھرتی ہوئی قوموں۔ ان کی زندگی کے رنگین نقشوں۔ ماسکو کی زیریں ریلوں غرض کے ایسی بے شمار چیزوں کو اپنی تصویروں کا موضوع بنایا ہے سویٹ فن کا صرف حقیقتوں ہی کی عکاسی نہیں کرتا بلکہ ان حقیقتوں میں کھینے والی زندگی اور زندگی کے اعلیٰ مقاصد کو بھی اپنے آرٹ میں بھر دیتا ہے۔ وہ زندگی کے نئے حقائق نئے تصورات اور انسانوں کے نئے رشتوں کو بھی نئے طریقوں سے پتھر دوں۔ پلستروں اور کینوسوں

میں منتقل کرتا ہے۔

سویٹ زندگی جس طرح بے شمار روایات قوموں اور ملکوں پر منتقل ہے اسی طرح اس کے آرٹ میں بھی یک رنگی نہیں ہے۔ بلکہ بے شمار رنگ ملتے ہیں۔ سویٹ روس کی اکثر قومیں نہ صرف صدیوں سے زار شاہی کے تلے کچلی ہوئی تھیں بلکہ مقامی امیروں لاقول اور پادریوں کا بھی شکار تھیں۔ یہ قومیں اب آزاد ہیں اور انہیں اب زر و سرت ذہنی اور معاشرتی انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس انقلاب کا عکس ان علاقوں کی مصوری سنگتراشی اور دوسرے فنون میں بھی نمایاں، خاکہ سازی پوٹر سازی اور اسی قبیل کے دوسرے فنون میں بالکل وہی جذبہ اور وہی اسپرٹ کار فرما ہے جو مصوری میں پائی جاتی ہے۔ جدید پبلک عمارتوں، عجائب گھروں اور اسکولوں میں سنگتراشی اور مصوری کے نئے نئے نمونے نظر آتے ہیں۔ اکثر جگہ لینن اٹالین اور دوسرے لیڈروں کے مجسمے نظر آتے ہیں اور سب میں ایک ہی روح پائی جاتی ہے۔

آج کل جنگ نے غیر معمولی اور مختلف حالات پیدا کر دیئے ہیں۔ ایک وحشی درندہ صفت دشمن نے ایک امن پسند ملک پر حملہ کر دیا ہے اور سخت قسم کی وحیانہ بربریت کا اظہار کر رہا ہے۔ آج سارا روسی آرٹ مصوری پوٹر سازی اور خاکہ سازی ہویا کارٹون بنانے کا فن سب ہی اسی ایک حقیقت کو پیش کر رہے ہیں۔ آرٹ کے تمام ذرائع اس میں

مصرف ہیں کہ دشمن کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ پوری
 سویت قوموں میں محبت اور یکجانگی کے جذبہ کو قومی سے قومی ترکی
 جائے۔ اور سارے ملک میں دشمن سے لڑنے کا جذبہ پیدا کیا جائے
 اور ساری قوتوں کو دشمن سے ملک کو پاک کرنے پر لگا دیا جائے

سترھواں باب

فنون لطیفہ

(۲)

تھیٹر اور مانج گھر :- روس کے تھیٹر - مانج گھر اور بیلے زمانہ قدیم سے مشہور ہیں۔ جدید روس میں دوسرے فنون کے مقابلہ میں تھیٹر سینما اور بیلے وغیرہ نے بہت زیادہ ترقی کی ہے۔ ملک کے معاشرتی انقلاب میں ان کا غیر معمولی حصہ رہا ہے۔ تھیٹر میں کئی فنون کا نہایت خوشگوار اور موثر امتزاج ہوتا ہے۔ عمارتیں ہوتی ہیں جو اعلیٰ فن تعمیر کا نمونہ پیش کرتی ہیں۔ ان عمارتوں کی سجادت ان کے نقش و نگار۔ روشنی فرہنج اور دوسری آرائشی چیزوں پاکیزہ ذوق کی تسکین کے لئے کافی سامان مہیا کرتی ہیں۔ پھر شاعری۔ ادبی موٹو گانیاں۔ موسیقی اور قصص ہوتے ہیں۔

جو دلوں کو گراتے ہیں۔ معاشرتی انقلاب کو آگے بڑھانے کا حوصلہ پیدا کرتے ہیں اور زندگی کو نئی راحتوں اور نئی انگلیوں سے سرشار کرتے ہیں۔ اس قدیم ترقی یافتہ فن میں جب زندگی کی حرکت داخل کر دی گئی ہو تو ظاہر ہے کہ یہ کس کمال پر نہ پہنچ گیا ہو گا۔ یہ تھیٹر انقلاب اکتوبر کی پیداوار ہیں اور اشتراکی زندگی اور انقلاب کے مختلف پہلوؤں کو اپنے دیکھنے والوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

زار شاہی میں تھیٹر اور ناچ گھر صرف امراء اور روساء کی دلچسپی اور تفریح کا سامان تھے۔ عوام ان سے لطف اٹھاتا تو کدھر اس طرف سے گزر بھی نہیں پاتے تھے۔ اب سویٹ زندگی میں تھیٹر اور بیلے کو غیر معمولی دخل حاصل ہو گیا ہے۔ شام کو جوں ہی سورج غروب ہو جاتا ہے تو ہزاروں سویٹ باشندے تھیٹروں اور ناچ گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ ۱۹۱۲ء میں پورے ملک میں کل ۱۱۵ منتقل تھیٹر اور ۲۹ کے قریب اداکار تھے۔ ۱۹۲۰ء میں تھیٹروں کی تعداد ۸۲۵ تھی اور ایکٹروں کی تعداد ۵۰ ہزار۔ ان کے علاوہ لا تعداد سفری تھیٹر علیحدہ ہیں جو ہمیشہ سارے ملک کا دورہ کرتے رہتے ہیں اور دیہی علاقے کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ تقریباً تمام مشترکہ کھیتوں میں مقامی تھیٹر قائم ہیں جن میں غیر پیشہ ور ایکٹرا اپنے کمال کے جوہر دکھاتے ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں کل ۱۵۰ سفری تھیٹر تھے اور ایک سال میں انھوں نے ۵۰ ہزار دیہی

آبادی کے لوگوں کو اپنے تماشے دکھلائے تھے۔ مشترکہ کھیتوں کے
تھیٹروں کو نہ صرف سرکاری امداد ملتی ہے بلکہ پیشہ ورا کیٹر اور
دوسرے ماہرین جا کر ان کی تربیت کا بھی انتظام کرتے ہیں۔ ملک
کے ادیب خاص طور سے ان تھیٹروں کی ضروریات کے لحاظ سے
ڈرامہ لکھتے ہیں زار شاہی میں تھیٹر صرف روسی علاقوں تک محدود
تھے۔ لیکن اب ملک کی ہر زبان میں اور ہر قومیت اور جمہوریت
تھیٹر قائم ہیں۔ بعض بڑے بڑے تھیٹروں میں پچاس پچاس زبانوں
میں کھیل دکھلائے جاتے ہیں۔

سویت روس کی زندگی میں جیسے جیسے تبدیلیاں ہوتی
جاری ہیں ویسے ویسے ان کا اثر دوسرے فنون کے ساتھ تھیٹر
اور سینما پر پڑ رہا ہے۔ سویت روس کے ابتدائی زمانہ میں جب طبقہ داری
جنگ جاری تھی تو اس کی جھلک تمام نالکوں میں نظر آتی تھی۔ ہمیشہ سرمایہ
دار اور مزدور۔ کاشتکار اور زمیندار۔ سرخ پاہی اور مخالف
انقلاب پاہی ان کی کہانیوں میں چھائے رہتے تھے۔ اس کے
..... بعد اشتراکی صنعت اور پنچبالہ نظام اہل نے جنم
لیا تو ڈراموں میں ان کا عکس نظر آنے لگا۔ ان نئی تعمیری سرگرمیوں
سے زیادہ سے زیادہ لوگوں میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے تھیٹروں
اور سینماؤں کو خاص طور سے حربہ بنایا گیا ہے۔ پہلے دو پنچبالہ
نظام اہل نے پوری قوم کو ایک نئی زندگی سے سرشار کیا اور ایک

نئے معاشی اور معاشرتی تحفظ سے روشناس کرایا ہے جس سے زندگی میں خوشحالی اور راحت کا دور دورہ ہو گیا۔ زندگی میں امید اور شاندار مستقبل کی جھلک نظر آنے لگی۔ اور اس کا اثر ڈراموں میں بھی نظر آنے لگا۔ اب لوگوں کا یہ جی چاہتا تھا کہ ان ڈراموں میں ہستی ہوئی زندگی پیش کی جائے۔ انہیں کھل کھلا کر مننے کا موقعہ دیا جائے چنانچہ ناطکوں میں محبت گھر لیو زندگی بخاندانی زندگی اور اختر کی بھائی چارہ کی جھلک بڑھنے لگی مزاح ڈرامے کھجے جانے لگے اور نشاط انگیز گیت ہر طرف سنائی دینے لگے۔ لیکن کبھی بھی انقلابی تعمیر اور آگے بڑھنے کے جذبہ کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد جنگ آگئی جس نے سارے ملک میں سراسیمگی کی ایک سیہر ڈھرائی زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے اور جان بازی اور حب الوطنی کے جذبہ کو بڑھانے کی ضرورت ہوئی اور ڈرامے نے اس نئے فرض کو بھی اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ زمانہ قدیم کے سوراووں کی یادیں تازہ کی جائیں لگیں اور ملک کے بے شمار بہادروں اور جانفروں کی داستانیں اسٹیج پر زیادہ نظر آنے لگیں۔

سویٹ روس کے تھیٹروں میں روسی اور دوسری گروسی قوموں کے ڈراموں کے ساتھ ساتھ کلاسیکی ڈراموں کو بھی خاص جگہ دی جاتی ہے۔ ملک کی تقریباً تمام زبانوں میں شکسپیر، شلر، بائرنک وغیرہ کے ڈرامے کھیلے جاتے ہیں۔ اور مالٹائی، بستوکی، اور وکٹر

ہنگو وغیرہ کے نالوں پر ڈرامے کھجے جاتے ہیں لیکن ان نئے ڈراموں میں جو کلاسیکی ادب سے ماخوذ ہوتے ہیں ان کے معاشرتی پہلوؤں خصوصاً طبقہ داری پہلوؤں کو خاص طور سے نمایاں کیا جاتا ہے۔ اور یہی مقام ہے جہاں - مارکس - انگلس - لینن اور ٹالین کے فلسفہ کا عکس آرٹ میں نظر آتا ہے۔ اور دراصل یہی چیز سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ اور سویٹ آرٹ کی یہی حقیقی جدت ہے۔

سویٹ ناچ گھر بیلے (BALET) اور آپیرا بھی ان ہی مدارج سے گزرے ہیں جن مدارج سے سویٹ تھیٹر گزرا ہے گزشتہ سالوں میں ان میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ زار شاہی میں صرف ۸ آپیرائی تھیٹر تھے جن کی تعداد ۶۳۹ میں ۴۶ ہو گئی۔ اور ان کے آرٹ - موسیقی اور پیش کرنے کے طریقوں میں حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ انقلابی اور اشتراکی تعمیر کی مھلک ان میں بھی نظر آتی ہے سویٹ روس میں بچوں کی تربیت کا جھنڈا بچا رکھا جاتا ہے۔ اسی قدر انکی معاشرتی بیداری اور روحانی بالیدگی کو بھی پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ تھیٹروں سے بھی بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت کچھ کام لیا جاتا ہے۔ چنانچہ انقلاب کے بعد ہی ماسکو میں نو ممبروں میں بچوں کا ایک تھیٹر قائم کیا گیا تھا۔ ۱۹۲۹ء میں پورے ملک میں بچوں کے تھیٹروں کی تعداد ۱۳۱ تھی۔ بچوں کے تھیٹروں میں چھوٹے چھوٹے ڈرامے اور ناچ ہوتے ہیں۔ جن سے بچوں کی سیاسی

معاشری اور معاشرتی تعلیم ہوتی ہے۔ ان کا انتظام خود بچے کرتے ہیں۔ ہر تھیٹر میں چھوٹے چھوٹے رسٹوران بھی ہوتے ہیں۔ ملک کے کئی ادیب اور فن کار خاص طور سے اسی کام پر متعین ہیں اور وہ بچوں کے لئے ڈرامے اور ناٹک لکھتے ہیں اور ان کے تھیلے کا انتظام کرتے ہیں۔ اس جنگ سے قبل مشر ہیولیٹ جاسن کینٹر بری اننگٹن، کے سب سے بڑے پادری روس گئے تھے اور انھوں نے کئی ماہ رہ کر دہلی کی زندگی کا بہت تفصیل سے مطالعہ کیا تھا۔ ایک دفعہ وہ ایک بچوں کے تھیٹر میں بھی گئے جہاں انھوں نے ایک ڈرامہ دیکھا جس میں بین الاقوامی بھائی چارہ کا سبق دیا گیا تھا اس کے متعلق انھوں نے اپنے تاثرات یوں بیاں کئے ہیں ”ڈرامہ کا آخری منظر اور آخری تقریر میں کبھی بھی نہیں بھول سکتا جیسی ڈرامے نے اپنے ساتھیوں کو کھلونے دیتے ہوئے کہا۔ یہ تحفے ماسکو کے بچوں کی طرف سے افریقہ کے تاریک جنگلوں کے بچوں کے لئے ہیں۔ اس لئے کہ ماسکو کے بچے یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کا ہر بچہ خواہ اس کا رنگ سفید ہو۔ سرخ ہو۔ زرد ہو یا سیاہ ہو۔ اس کی نسل کچھ بھی ہو اس کی زبان کچھ ہی ہو۔ اتنی ہی پرست زندگی گزارے جتنی کہ ماسکو کے بچے گزارتے ہیں۔ میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ جب میں اس تھیٹر سے نکلا تو میرا دل بھر آیا اور میں اپنے آپ سے کہنے لگا ”وہ ایک کمیونسٹ ماسکو کا کمیونسٹ تھیٹر ہے۔ جس میں کمیونسٹ ایکٹر کمیونسٹ بچوں کے لئے قماشہ کر رہے ہیں اور آج اتوار کی شام

ہے لیکن میں نے کبھی بھی انجیل مقدس کا یہ پیام کے تمام بچے میرے
 بھائی اور بہنیں ہیں اس قدر موثر طریقہ پر نہیں سنا۔ آج سویت
 روس جو اپنے بچوں کو سبق دیتا ہے خود اس پر بڑے پیمانے پر عمل بھی
 کرتا ہے۔ سویت حکومت آج بلا امتیاز مذہب۔ رنگ اور
 قومیت ہر شخص کی زندگی مسرتوں سے پر کرنا چاہتی ہے۔
 مختلف قسم کے تھیٹروں کے علاوہ ملک کے مختلف حصوں
 میں بے شمار کلب قائم ہیں جو دوسرے تمام فنون لطیفہ کے ساتھ
 چھوٹے چھوٹے ڈراموں موسیقی و ناچ کا بھی انتظام کرتے ہیں پورے
 روس میں ۶۳۹ میں ایسے ۹۵ ہزار ۶ سو کلب تھے۔ جن میں ۵۶ ہزار
 مختلف دیہاتوں میں تھے۔ ان کے علاوہ غیر پیشہ ورفن کاروں
 کے ۶۰ ہزار حلقے علیحدہ تھے۔ جو مختلف اداروں۔ کلبوں کا رخاوا
 اور مشترکہ کمیٹیوں سے ملحق تھے۔ یہ حلقے نہ صرف فنون لطیفہ کی
 ترویج کرتے ہیں بلکہ ان کے حاصل کرنے اور ان سے لطف اندوز
 ہونے کے بھی مواقع فراہم کرتے ہیں۔ ان کلبوں اور حلقوں میں
 بڑے اڈتھور فن کار بھی شریک ہوتے ہیں۔ اور عملی حصہ لیتے
 ہیں۔ دوسروں کو اپنا فن سکھاتے ہیں۔ اپنے فن سے محظوظ
 کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ ملک کے
 اکثر بڑے بڑے فن کار ان ہی کلبوں اور حلقوں کی پیداوار
 ہیں۔

تھیسٹروں اور رقص گھروں کے لئے فن کاروں کی تعلیم اور تربیت کا بھی باقاعدہ اور سائنٹفک انتظام ہے۔ زار شاہی میں بھی فنون کے اسکول قائم تھے لیکن ان کی تعداد صرف دو تھی۔ اب دو تھیسٹرکل انسٹیٹیوٹ قائم ہیں اور ہم تھیسٹرکل اسکول ملک کے مختلف حصوں میں موجود ہیں۔ ان کے طالب علموں کی تعلیم کا سارا خرچ حکومت برداشت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ رہنے سننے مطالعہ خانوں کتب خانوں اور عجائب گھروں کا بھی انتظام حکومت کی طرف سے کیا جاتا ہے۔

زمانہ جنگ میں بھی امن کی طرح روسی ایکٹر۔ موسیقی

دان اور فن کار اپنے فرائض اسی تن دہی سے انجام دیرہے ہیں۔ اور جنگ سے تھکے ماندے سپاہیوں اور زخمی جانباڑوں کی تفریح کا سامان میدان جنگ اور ہسپتالوں میں مہیا کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی پر جوش گانوں اور رقص سے امنی زندگی کی تازگی برقرار رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں چنانچہ گرتتہ ایک سال میں میدان جنگ اور ہسپتالوں میں ۳ لاکھ کے قریب گانے اور رقص وغیرہ کے جلسوں کے انتظامات کئے گئے۔ جن میں سے ۵۴ ہزار تو عین میدان جنگ کے قریب منعقد کئے گئے تھے اور سوا لاکھ دوا خانوں اور سوا لاکھ بیرکیوں میں۔ ایک سال میں تقریباً ۹۰۰ جماعتوں نے ان مختلف حصوں کا دورہ کیا

یہ فن کار سویت سپاہیوں میں حب الوطنی اور قومی مدافعت کے جذبات پیدا کرتے ہیں اور ان کو زندہ رکھتے ہیں۔ سویت حکومت ہر سال ان فن کاروں کو ان کی خدمات کے صلہ میں بے شمار انعامات دیتی ہیں۔

سینما بڑے سویت یونین میں سینما کا فن دوسرے تمام فنون میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ نہ صرف لاکھوں کی تعداد میں روزانہ سینما ہالوں میں جمع ہوتے ہیں بلکہ خود فلموں کی تیاری میں بھی غیر معمولی دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ جب کسی تاریخی یا انقلابی واقعے سے متعلق کسی فلم کی تیاری کا اعلان ہوتا ہے تو ہزاروں آدمی خطوط اور مضامین کے ذریعہ مشورے پیش کرتے ہیں۔ جن لوگوں کو اس واقعے سے کوئی عملی تعلق رہا ہو تو وہ خود آکر ملتے ہیں اور اپنے روزنامہ مجلے پیش کرتے ہیں۔ دوسری قسم کی فلموں کے لئے شیلر ٹکنیکل مشورے لباس اور شٹنگ وغیرہ کے متعلق ڈائریکٹروں اور اکثر وڈیوسروں کے پاس مشرق بعید تک وصول ہوتے ہیں۔ اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے اس لئے کہ سویت روس میں ہر آرٹ کو عوام سے گہرا ربط ہے۔

اکثر فلم جن میں بڑے بڑے مجمع یا فوجیں دکھائی جاتی ہیں تو اس کام کے لئے سویت باشندے بڑے ذوق اور شوق سے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ خود سرخ فوج کے افسر اور سپاہی

اس میں بڑے شوق سے حصہ لیتے ہیں۔ فلم جب بنکر دکھلایا جاتا ہے تو اجاروں، رسالوں، اور خطوط میں اس پر بے لاگ تنقید کی جاتی ہے۔ غلطیوں پر سخت نکتہ چینی ہوتی ہے۔ خوبیوں کی دل کھول کر داد دی جاتی ہے۔ لیکن یہ سب چیزیں بردرانہ جذبہ کے تحت ہوتی ہیں اور اس سے سویٹ فن کاروں کو اپنے معیار بلند کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ سوٹ حکومت اور کمیونٹ پارٹی نے ہمیشہ اس فن کی بڑی سرپرستی کی ہے۔ لیمن نے ایک مرتبہ یہاں تک کہا تھا کہ ہمارے یہاں کے تمام فنوں میں یہ فن سب سے زیادہ اہم ہے۔

سینما سوٹ باشندوں کی ایک معاشرتی ضرورت بن گیا ہے اچھے فلم ہزاروں کی تعداد میں ایک ہی وقت میں مختلف شہروں میں دکھلائے جاتے ہیں۔ ہر شہر میں کئی کئی بڑے بڑے سینما ہال ہیں اس کے علاوہ اکثر کارخانوں، مشینوں، کھیتوں اور کلبوں میں خود اپنے سینما ہال علیحدہ ہیں۔ جن میں تمام اچھے فلم دکھلائے جاتے ہیں۔ سفری تھیٹر کی طرح ہزاروں کی تعداد میں ہزاروں سینما بھی ہیں۔ جو ملک کے دور و دراز حصوں خاص طور سے سائبریا میں وہاں کی مقامی زبانوں میں فلم دکھلاتے ہیں۔ انتہائی شمالی برخانی علاقوں میں مشینیں اور فلم ہوائی جہازوں کے ذریعہ پہنچائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ سارے ملک میں بکثرت سینما کی گارڈیاں بھی ہوتی ہیں جو دن کے

وقت تعلیمی اور تفریحی فلم دکھلاتی ہیں۔

نئے نئے اور اعلیٰ قسم کے فلم روس کی معاشرتی ترقی میں خاص حصہ لیتے ہیں اور سویٹ باشندوں کی زندگی میں نئی روح پھونکتے ہیں۔

انقلاب سے قبل روسی فلم سازی کی صنعت بہت ہی ابتدائی حالت میں تھی اور یورپ اور امریکہ کی صنعتوں کے مقابلہ میں تو بہت ہی پیچھے تھی۔ تمام سامان باہر سے منگوا جاتا تھا۔ ٹکنک نہایت ابتدائی

اور بچکانہ تھی۔ انقلاب کے بعد سویٹ حکومت نے اس صنعت کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اور اس سے متعلقہ صنعتوں کی ترقی کی جانب خاص طور سے توجہ مبذول کی۔ چنانچہ اب روس میں ۱۲ بڑے بڑے

کارخانے قائم ہیں۔ جہاں خام فلمیں تیار کی جاتی ہیں۔ چار کارخانے اور ۳۲ تحقیقاتی مرکز قائم ہیں۔ جہاں سائنٹفک اور تعلیمی فلم تیار کئے جاتے ہیں۔ چار کارخانوں اور ۱۶ مرکوزوں میں موضوعی فلم تیار ہوتے ہیں۔ گزشتہ چند سالوں میں صرف آرٹ فلم آٹھ نو سو تیار ہو کر نکلے ہیں۔ تعلیمی اور موضوعی فلم ان کے علاوہ ہیں۔

سوئٹ فلم سازی کی صنعت اور فلم ٹکنک نے بھی اسی طرح

ترقی کی ہے جس طرح پوری سوئٹ صنعت اور معاشرت نے۔ معاشرتی ترقی کے ساتھ ساتھ موضوعات بھی بدلتے گئے ہیں۔ پہلے سوئٹ عکاس

اپنے کیمرہ کے ساتھ نیرو پیٹرو و سک۔ میگنٹو گار سک اور ماسکود لگا ہنر کی تعمیر نظر آتے تھے اور آج ان کی جگہ میدان جنگ ہو گئی ہے۔

صنعت فلم سازی کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک بڑا انسٹیٹیوٹ ماسکو میں قائم ہے۔ جس میں ہر قسم کی فنی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ دنیا کے مختلف حصوں میں جس قدر بھی فلم اب تک بنے ہیں وہ سب وہاں موجود رہتے ہیں ملک کے بے شمار کہانیاں لکھنے والے۔ پروڈیوسر اداکار اور دوسرے فن کار۔ یہیں سے تعلیم پا کر نکلے ہیں۔ فلم سازی کی تکنیکل تعلیم کے لئے ایک عمدہ بہت بڑا ادارہ انٹین گراڈ میں قائم ہے ان اداروں میں بھی تعلیم دوسرے اداروں کی طرح مفت دی جاتی ہے۔ طالب علموں کو وظیفہ دیا جاتا ہے۔ ان کے لئے بڑے بڑے عجائب گھر۔ کتب خانے اور کلب وغیرہ قائم ہیں۔ یہ یہاں سے تعلیم حاصل کرنے اپنی قابلیت کے لحاظ سے مختلف اداروں میں چلے جاتے ہیں۔ سویت یونین میں اس فن سے تعلق رکھنے والے کسی بڑی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ انکی بھی وہی حیثیت ہوتی ہے جو دوسرے شہریوں کی ہے ان میں سے بہت ساروں کو قومی خدمات کے سلسلہ میں بڑے بڑے انعامات ملے ہیں۔ بہت سارے مقامی اور مرکزی سوئمنٹوں کے رکن بھی ہیں۔

غیر روسی قوموں کی جمہورتوں میں بھی فلم سازی بڑی ترقی کر رہی ہے خود ان علاقوں میں یہ صنعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ جارجیا۔ ازبکستان۔ تاجکستان ترکمانیہ اور بکرین وغیرہ کے لوگ اپنی زبانوں میں اپنی معاشرت اور تاریخ کے متعلق فلم بنواتے ہیں اور ان سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

سوئٹ بحیثیت کی طرح سوئٹ فلم سے بھی بچوں کی تعلیم و تربیت کا بہت غیر معمولی کام لیا جاتا ہے۔ ان کے لئے اکثر بڑے بڑے شہروں میں علیحدہ سینما گھر قائم ہیں۔ جن میں خاص طور سے ایسے فلم دکھائے جاتے ہیں جو ان ہی کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ یہ فلم تاریخی، تفریحی، تعلیمی سب ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ لیکن سب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ان کو صحیح مغفونیں شہری بنایا جائے۔

اٹھارواں باب

فنون لطیفہ

(۳۱)

ادب :۔ روسی ادب کو ساری دنیا کے ادب میں جو خاص مقام حاصل رہا ہے وہ کسی ملک کے ادب کو حاصل نہیں ہے۔ کون ہے جو بینکن۔ گوگول۔ تر جنیف۔ دستو سکی۔ چیخوف۔ طالسٹائی اور گورکی وغیرہ کے نام نہیں جانتا۔ اور دنیا کی کونسی ترقی یافتہ زبان ہے جس میں ان کی تصنیفات کے ترجمے نہیں ہوتے۔ انقلاب سے قبل کے ان ادیبوں نے ناول نگاری اور افسانہ نویسی کے ایسے فن کارانہ نمونے جموڑے ہیں جنہیں لوگ ہمیشہ آنکھوں سے لگائے رکھیں گے۔ اور

مشعل راہ بنائیں گے۔ روس کے یہ ادیب ایک ایسے زمانہ کی پیداوار ہیں جیکہ زار شاہی اپنے عروج پر تھی۔ ایک طرف جاگیردار طبقہ تھا جس کے پاس تمام ملک کی دولت و ثروت سمٹ کر آگئی تھی۔ عیش پرستی نے گھر گھر لیا تھا۔ دوسری طرف انتہائی پس ماندہ جاہل دیہاتی کاشتکار اور چھوٹے چھوٹے تاجر تھے جو زار شاہی عہدہ داروں کے مظالم سے تلے کچلے ہوئے تھے۔ اور جنھیں بجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی۔ ان کلاسیکی ادیبوں میں سے اکثر مظلوم طبقہ کی پینٹل سے سخت متاثر نظر آتے ہیں۔ انکی کہانیوں ناولوں اور نظموں میں اسی پس ماندہ طبقہ کی بتیادوں کی تصویریں ملتی ہیں۔ ان میں وہ فن کارانہ شان اور حقیقت پسندی نظر آتی ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ روس کے مظلوم طبقوں کی داستانیں نہیں بلکہ جاگیردارانہ نظام کے تلے کچلی ہوئی بناکی تمام قوموں کی کشمکش کی تصویریں ہیں۔ ان تصنیفات میں سچے اور درمیانی طبقے کی زندگی اور ان کی کشمکش کے بہت اچھے اور نفسیاتی تجزیے ملتے ہیں لیکن کہیں بھی یہ ادیب مستقبل کی طرف رہبری کرتے نظر نہیں آتے۔ وہ اپنے نظام تمدن اور نظام حیات سے سخت نالاں اور بے حد متنفر ضرور نظر آتے ہیں لیکن اس سے نکلنے کی کوئی تدبیر نہیں بتاتے بلکہ اپنے کو بالکل لاچار اور بے بس پیش کرتے ہیں۔ ان کی کتابیں پڑھنے سے سخت لاچارگی کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور ذہن پر قنوطیت اور یاس چھا جاتی ہے۔

۱۹ ویں صدی میں جب ملک میں مختلف سیاسی جماعتوں
 کی تنظیم بڑھنے لگی۔ اور زار شاہی کے خلاف مختلف تحریکات زور پکڑنے
 لگیں۔ خاص طور سے مزدور طبقے کی تحریکات نے ان کچلے ہوئے لڑنے
 کے دلوں میں امید کی جھلک پیدا کی تو اس کا اثر روس کے ادیبوں پر بھی
 پڑنے لگا۔ چنانچہ گورکی اور ان کے بعض ساتھیوں کے اس زمانے کی کتابوں
 میں ہمیں رجائت کی جھلک ملتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس
 تنگ و تاریک دنیا میں دور کوئی دیا ضرور جلتا ہے جو اس اندھیرے
 کو ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے گا۔ ۱۹۰۵ء تک جیسے جیسے مزدور طبقہ
 کی انقلابی سرگرمیاں بڑھتی رہیں ادب میں یہ رجحان بھی بڑھتا گیا۔
 لیکن ۱۹۰۵ء کے انقلاب کی ناکامی نے پھر حسرت و باس کی فضا
 پیدا کر دی۔ اور لوگوں کے ذہنوں پر وہی افسردگی چھا گئی۔ اور بہت
 سارے ادیب زندگی سے فرار اور اشرافیت کا شکار ہو گئے لیکن
 یہ اثر زیادہ دیر پا نہیں رہا۔ اس لئے کہ ۱۹۰۵ء کے انقلاب کی
 ناکامی کے بعد مخالف سرمایہ داری جاگیر داری تحریکات نے پھر لوگوں
 کو گرما نثار دے کیا۔ اور ۱۹۰۵ء میں اشرافیت اور اشرافیت کے رجحانات
 کے خلاف رد عمل شروع ہوا۔ اور استقبالیہ کی تحریک نے کافی زور پکڑا
 لفظوں کی جادوگری اور اشرافیت پسندی کی جگہ حقیقت پسندی نے
 یعنی شروع کی اور ادب برائے ادب کے لغزوں اور ان کے پیررتوں
 کچھ شکستہ ہو گیا۔

۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد ملک سخت معاشی بحران میں مبتلا ہو گیا۔ ایک طرف مزدوروں اور کسانوں نے آزادی ملنے سے ہر قسم کے سماجی بندھن توڑ دیئے اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا قلع قمع شروع کر دیا۔ دوسری طرف مخالف انقلاب قوتوں اور بیرونی حملہ آوروں نے ملک پر سخت تباہیاں نازل کرنی شروع کر دیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سارے ادیب مثلاً اذرنیشوف وغیرہ ملک چھوڑ کر چلے گئے۔ البتہ الکسی طاسلٹائی، گورکی، ایواہرن برگ اور میکووسکی وغیرہ نے اس انقلاب کا حیزر مقدم کیا اور اس کی تائید میں اپنا زور قلم صرف کر دیا۔ اس انقلابی ہیجان میں جب صدیوں کے کچے ہوئے انسانوں کو آزادی ملی تو ان میں سے بے شمار شاعر اور ادیب نکل پڑے اور انھوں نے ہر ممکن چیز حتیٰ کہ ادب کی پرانی روایتوں اور کارناموں کی بھی مذمت شروع کی۔ اور اپنے ساتھی ادیبوں سے یہ مطالبہ شروع کیا کہ ادب کو تمام کلاسیکی اقدار سے پاک کر دیا جائے۔ اس میں حسن و عشق کی داستانیں نظر نہ آنے پائیں اور قدیم ادب سے بالکل ناتہ توڑ دیا جائے۔ جس طرح سرمایہ دارانہ نظام کا حاتمہ کر دیا گیا ہے اسی طرح اس کے فنون بھی مٹا دیئے جائیں۔ اور پروتاریہ تہذیب اور ادب پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس تحریک کے بانیوں اور اس کے پیروؤں نے ہر طرف ایسے لوگوں کی بھی مخالفت شروع کر دی

جو انقلاب کا ساتھ دو دیتے تھے لیکن ان سب بے ہمتالیوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ پر دلکاری ادب کی یہ تحریک دراصل نرا جیت کا ایک عکس تھی جو اس زمانے کی سماجی زندگی میں عام طور پر چھائی ہوئی تھی اس تحریک نے گوکہ سارے ملک میں بڑا ہجیمان پیدا کر دیا اور ہزاروں شاعروں اور ادیب ہر جگہ نظر آنے لگے لیکن وہ کوئی چیز ایسی نہ پیش کر سکے جسے کوئی ادبی قیمت دی جاسکتی۔ یہ تحریک بہت دنوں نہ چل سکی اور خود نشین نے اس کی بھید مذمت کی اور بتلایا کہ ہر وہ شخص جو انقلاب کی تائید کرتا ہے اور اس کو آگے بڑھانے میں مدد دیتا ہے خواہ وہ مدد کسی طرح بھی کی جائے۔ وہ ملک کا دوست ہے۔ تہذیبی ورثوں اور پچھلے ادبی سرمایہ کو نکال نہیں پھینکا جاسکتا اور نہ نکال پھینکنا چاہئے۔

۱۹۲۱ء کے بعد جبکہ ملک اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے پاک ہو گیا اور معاشی زندگی دوبارہ بحال ہو گئی۔ جنگِ جدل کا خاتمہ ہو گیا اور کسی قدر فضا میں سکون پیدا ہوا تو تہذیب اور ادب کی ترقی پر بھی زیادہ توجہ کی جانے لگی۔ کافی بڑی تعداد میں اجنرات اور رسائل چھپنے لگے۔ نئے نئے پریس قائم ہونے لگے۔ اور نئے ادیبوں کے لئے نئے میدان ملنے لگے۔ نئی معاشی زندگی کے اس دور میں اندرونی سماجی کشمکش ابھی ختم نہیں ہوئی تھی بلکہ کافی تیز ہو گئی تھی اور اس کے اثرات ادب پر بھی پڑنے لگے تھے۔ قدیم ادیب مثلاً گوگر کی

طالستانی اور اہرن برگ وغیرہ بھی اس سے متاثر تھے۔ اور نیا دہلی کی تحریروں میں بجائے کلاسیکی ادب کی انفرادی ذہنی کشمکش اور افراد کے نفسیاتی خاکوں اور داخلی کشمکش کے خارجی کشمکش کا عکس زیادہ نظر آنے لگا تھا۔ یہ نئے ادیب جن میں یلیناک۔ بیل۔ لیوناف۔ شیلو خوف۔ خیروف۔ او نیاف اور رو نیاف وغیرہ خاص مرتبہ رکھتے ہیں اپنی تمام تصنیفوں۔ ناولوں اور افانوں میں زیادہ تر ان ہی مسئلوں کو پیش کرتے ہیں۔ جن کا تعلق سماج کے مختلف گروہوں اور مختلف رجحانات اور مسائل سے تھا۔ ان ادیبوں کے کارناموں کو گو کہ وہ عالمگیر مقبولیت حاصل نہ ہو سکی جو کلاسیکی ادیبوں کو حاصل ہے لیکن ان کے کارنامے کچھ کم پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھے گئے۔

۱۹۲۰ء میں جب پہلا نظام العمل شروع کیا گیا تو اس کی وجہ سے ملک کی تعمیری سرگرمیوں میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ پہلا نظام العمل نے پورے ملک میں ایک نئے جوش و خروش کا اضافہ کر دیا اور حکومت کے ایماء پر تمام ادیبوں اور شاعروں نے اس تعمیری نظام العمل کو آگے بڑھانے میں اپنی ادبی صلاحیتوں کو صرف کرنا شروع کر دیا۔ اسی دور میں ایک عام اور نیا رجحان پھر پیدا ہو گیا کہ وہی ادیب صحیح معنوں میں بر دل تازی ادیب کہلایا جاسکتا ہے جو صرف اس نظام العمل کی تائید میں اپنے زور قلم کو صرف کر دے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض ادیب اور شاعر مشینوں اور کلوں کی تعریف

۲۹۸
میں قصیدے لکھنے لگے۔ اور ان میں سے اکثر کی تصنیفات میں
سے ادبی عنصر گھٹ گیا۔ اس کے باوجود بعض ادیبوں مثلاً شیخو خٹ
کلا کوٹ۔ اور لیوناف وغیرہ نے اسی زمانہ میں چمن بہت اچھے
ناول لکھے۔

۱۹۲۲ء کے بعد سے ۱۹۲۵ء کے رجحانات کے خلاف رد عمل
شروع ہوا اور روسی ادیبوں اور کمیونسٹ پارٹی نے یہ محسوس کیا کہ
نئے سویٹ ادب کی ترقی اور ارتقاء کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام
سویٹ ادیبوں کو نہ صرف اس کی آزادی دی جائے کہ وہ جس موضوع
پر چاہیں لکھیں بلکہ کلاسیکی ادب سے ناتہ جوڑنا بھی ضروری ہے۔ اعلیٰ
قسم کا ادب صرف اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب کہ نوجوان ادیب
نہ صرف روسی بلکہ ساری دنیا کے کلاسیکی ادب کا مطالعہ کریں اور
اس سے استفادہ کر کے اپنی تحریروں میں ادبی شان پیدا کریں۔
چنانچہ اس کے بعد سے ملک میں کلاسیکی ادب کی مانگ بے انتہا
بڑھ گئی جس نے نہ صرف ادیبوں میں اس قدیم ادب کا شوق
پیدا کر دیا بلکہ عام طور سے لوگ پرانے لکھنے والوں کی کتابوں میں کثرت
سے پڑھنے لگے گزشتہ چند سال میں ۵ لاکھ کے قریب بالزکب

کی کتابیں - ۶ لاکھ ۶۹ ہزار میں (۱۵۰۰۰۰) -
کی ۳۲ لاکھ ۷۸ ہزار دیکھریسکو کی ۱۹ لاکھ ۳۳ ہزار چارلس ڈکنز
کی ۳ کروڑ کے قریب پچسکی کی دیرھ کروڑ کے قریب چیخوف کی

اور ہم کرد و گور کی کی اور کروڑوں کن میں شکسپیر اور دوسرے ادیبوں کی شائع ہو چکی ہیں۔ یہ کتابیں نہ صرف روسی زبانوں میں بھی ہیں بلکہ ان کے ترجمے ملک کی تقریباً تمام زبانوں میں بکثرت شائع ہو چکے ہیں۔ کلاسیکی ادب سے لوگوں کی دلچسپی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ ہر سال انگلستان کے لوگوں کو اس کا پتہ بھی نہیں ملتا کہ شکسپیر کس تاریخ فوت ہوا تھا اور روس کے اکثر شہروں میں پورے ایک ہفتہ اس کی برسی منائی جاتی ہے جس میں جلسے ہوتے ہیں۔ اس پر مضامین بڑے سے ہاتے ہیں اور ڈرامے لکھے جاتے ہیں نظانی اور فردوسی کی جن کے نام بھی فارسی داں ممالک بھول بیٹھے ہیں ہر سال بڑے شادار پیمانہ پر یادگار منائی جاتی ہے۔ اور لوگ ان کے ادبی کارناموں سے حقیقی معنوں میں لطف اٹھاتے ہیں اور ان سے مستفید ہوتے ہیں۔

۱۹۳۵ء کے بعد کے زمانہ میں نہ صرف کلاسیکی ادب کا شوق بڑھ گیا بلکہ اب ایسے ادب کی مانگ بھی بڑھ گئی جو ملک کے باشندوں کی زندگی میں مسرت کو اور بڑھائے اور ان کے لئے ہنسنے کا زیادہ موقعہ پیدا کرے۔ اور سماجی مسائل زیادہ سے زیادہ ادب کا موضوع بنائے جائیں اور یہ ہونا بھی چاہئے تھا اس لئے کہ اس زمانے میں ملک تمام معاشی اور معاشرتی ملامت اور کشاکش سے بجات پانچکا تھا۔ معاشی اور معاشرتی زندگی میں نہایت سرعت سے ترقی ہو رہی تھی۔ اور لوگوں کی زندگی میں امن اطمینان اور خوشحالی کا

کافی دور دورہ ہو چکا تھا

سوئٹ روس کی اس پراسن اور پرفیک زندگی میں ۲۲ جون ۱۹۱۷ء کے ہلکے حملہ نے ایک نیا تلام پیدا کر دیا۔ اس حملہ سے نہ صرف اسن واماں بلکہ گزشتہ ۲۳ سال کی ساری تعمیر خطرے میں آگئی۔ اور ملک کی تمام تعمیریں مرکز میان یک محنت ختم کر دی گئیں۔ محاذ جنگ کی ضرورت تمام دیگر ضروریات پر مقدم قرار دیدی گئیں۔ اور ہر شخص نے خواہ وہ زندگی کے کسی شعبہ سے تعلق رکھتا ہو اپنے کو صرف اسی ایک مقصد کے لئے وقف کر دیا۔ تمام ادیبوں۔ افسانہ نگاروں اور شاعروں نے اپنے کو جنگی سرگرمیوں میں مصروف کر دیا۔ آج ہزاروں سوئٹ ادیب مختلف اخباروں اور رسالوں کے مآئیدے بن کر محاذ جنگ پر پہنچ گئے ہیں۔ اور اپنے اخباروں کو چشم دید حالات کھنکھاتے ہیں۔ ایسی نظمیں۔ افسانے اور ڈرامے لکھتے ہیں جو لوگوں کے دشمن کے خلاف لڑنے کے عزم کو اور راسخ کرتے ہیں اور ولولہ اور جوش پیدا کرتے ہیں۔ آج سوئٹ روس کے بڑے بڑے ادیب مثلاً طالسٹائی۔ شولوخوف۔ ایلیا اہرن برگ۔ سیمونوف وغیرہ اپنے وقت کا زیادہ تر حصہ توپوں اور گولوں کے سایہ میں گزارتے ہیں اور ملک کی خدمت میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ جمہول جابر جیسے ۹ سالہ ضعیف شاعر اور ادیب بھی آج خاموش نہیں رہ سکتے

اور وہ بھی اپنے نعمتوں سے نہ صرف قازقوں میں بلکہ سارے روسی باشندوں میں دلوں پیدا کر رہے ہیں۔

سویت ادیب اپنی ان لڑائی کی سرگرمیوں میں ٹھوس علمی کتابوں اور علمی تحقیقات سے بھی غافل نہیں ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ ادیبوں کی اکثریت جنگی سرگرمیوں میں مشغول ہے لیکن ایسے ادیبوں اور محققوں کا بھی کافی بڑا حصہ ہے جو جنگ سے ہٹ کر دوسرے علمی مشاغل میں بھی اپنا کافی وقت صرف کرتا ہے۔ ۱۹۴۱ء میں سویت ادیب یان کو اس کے ناول جنگی زخاں پر دس سب سے بڑا اسٹالین انعام دیا گیا۔ یہ ناول جنگی زخاں کے عہد سے متعلق ہے جس میں اس زمانے کی سماجی اور سیاسی کشمکش کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ ۱۹۴۲ء کا اسٹالین انعام ایلیا اہرن برگ کو ان کے ناول پیرس کا زوال پر ملا ہے۔ جس میں فرانس کی اندرونی سیاسی اور محاشی کشمکش اور فرانس کی جرمنوں سے شکست کو ہنایت و کھش انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہ ناول زمانہ جنگ کا سب سے اچھا ناول تسلیم کیا گیا ہے اور دنیا کی بے شمار زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

سویت یونین میں مشرقی زبانوں سے دلچسپی آج اس جنگ کے زمانے میں بھی کم نہیں ہوئی ہے۔ خود اردو زبان میں اب ماسکو کے کتابین چھپ رہی ہیں۔ شیکور کے کلام کا ترجمہ کئی زبانوں

میں چھپ چکا ہے۔ تلسی داس کی رامائن اور لولال جی کی پریم ساگر کا ترجمہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ مہابھارت کی تمام جلدوں کا ترجمہ کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کی ایک بڑی اور ضخیم تاریخ بھی اکادمی آف سائنس کی زیر نگرانی ترتیب پا رہی ہے۔ نظامی۔ گنجوی۔ شرف الدین ایزدی۔ فردوسی اور دوسرے شاعروں اور ادیبوں کے کارنامے نہ صرف نئے سرے سے نہایت شاندار پیمانے پر شائع کئے جا رہے بلکہ ان کے ترجمے بھی ملک کی مختلف زبانوں میں چھپ چکے ہیں۔ بابر کی مشہور تصنیف بابرنامہ کے بھی کئی زبانوں میں ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔

پریس :- زار شاہی میں جس طرح شہری آزادی اور تحریر و تقریر کی آزادی مفقود تھی اسی طرح پریس پر بھی سخت مٹم کی پابندیاں عائد تھیں۔ اس کے علاوہ ملک کا ۹۰ فیصد سے زائد حصہ جاہل تھا اور مختلف قومیتوں کو اپنی زبان میں تعلیم حاصل کرنے یا کتابیں اور اخبار شائع کرنے کی اجازت نہیں تھی جس کی وجہ سے پریس صرف اعلیٰ ردسی طبقہ کی تفریح طبع یا پروپیگنڈہ کا ذریعہ بن گیا تھا۔ اکثر بڑے بڑے اخبارات اور مطبع بڑے بڑے سرمایہ داروں کی ملک تھے۔ اور ان ہی کے اغراض و مقاصد کی تبلیغ اور ان کے مفاد کی حفاظت ان کا کام رہ گیا تھا۔ سوئٹ حکومت نے برسرِ اقتدار آتے ہی سارے ملک کے عوام کو ہر قسم کی

کی جگہ بندیوں سے آزاد ہو کر اور حکومت کے سارے کل
 پرزروں میں عوام کی آواز کا دخل پیدا کر دیا۔ نئے سوئٹ قابل
 کی رد سے ہر سوئٹ باشندے کو تقریر پر پریس اور جلسہ کرنے
 کی عام آزادی دیدی گئی۔ اور محنت کشوں اور ان کی ایجنوں
 کے قبضہ میں تمام اخبارات۔ پریس اور کتب خانے وغیرہ
 دیدیئے گئے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پورا پریس ملک کی قیمری
 سرگرمیوں میں غیر معمولی حصہ لینے لگا۔ ۱۹۱۳ء میں صرف
 ۱۸۵۹ اخبارات و رسائل تھے جو صرف ۲۷ لاکھ چھپتے تھے
 اور ۱۹۳۹ء میں اخبارات کی تعداد ۹ ہزار ہو گئی اور یہ ۴۴ کروڑ
 ۵۷ لاکھ کی تعداد میں چھپنے لگے۔ بعض بڑے اخبارات کی تعداد
 تو لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ مثلاً کمیونسٹ پارٹی کا اخبار پراڈا
 روزانہ ۱۶ لاکھ ۶۰ ہزار چھپتا ہے۔ مردوس بھاکا اخبار ہر روز
 ۵ لاکھ کے قریب چھپتا ہے سوئٹس کا اخبار از وسیتاروزا
 ۱۶ لاکھ ۶۰ ہزار چھپتا ہے۔ اس کے علاوہ سرخ فوج سرخ بحریہ
 اور دوسرے اداروں کے اخبارات بھی کافی بڑی تعداد میں
 شائع ہوتے ہیں۔ یہ اخبارات تقریباً ملک کے ہر گوشہ میں جاتے
 ہیں۔ ۴ ہزار کے قریب مقامی اخبارات مختلف ضلعوں کی
 اپنی زبانوں میں علیحدہ شائع ہوتے ہیں جن کی اشاعت ۶۰
 لاکھ کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ تمام بڑے کارخانہ اور مشینہ

کھیت ایسے اجارات علیحدہ نکالتے ہیں اور اپنے متعلقہ اداروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ ایسے اجارات کی تعداد ۱۹۰۴ء میں ۴۶۰۴ تھی۔ ہر چھوٹا کارخانہ اور فریج جو اجارات شائع کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا وہ دیواری اجارات نکالتا ہے۔ جن کے مضامین ہاتھ سے لکھے ہوئے اور ٹائپ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ سفری اجارات ان کے علاوہ ہیں۔ فصلوں کے زمانہ میں اکثر اجارات بڑی بڑی موٹرین کاشت کے مزرعوں میں بھیجتے ہیں جن میں ریڈیو لگا ہوا ہوتا ہے اس کے ذریعہ اہم خبریں کام کرنے والوں کو روزانہ سنائی جاتی ہیں۔

تحریر و تقریر کی کامل آزادی کی وجہ سے اجارات ہر قسم کے اعتراضات کے لئے کھلے رہتے ہیں۔ چھوٹے اور بڑے ہر قسم کے اجاروں میں روزانہ لاکھوں خطوط آتے ہیں جن میں لوگ ہر قسم کے معاملات کے تعلق آزادانہ رائے دیتے ہیں اور ہر قسم کی کمزوریوں کو منظر عام پر لاتے ہیں۔ خاص طور سے ضلع داری اور اورکار خانوں اور پنچایتی کمیٹیوں کے اجاروں میں سخت تنقید چھپتی ہیں۔ ایک معمولی مزدور اپنے ادارے کے بڑے سے بڑے عہدہ دار اور ہر قسم کی انتظامی اور تکنیکل کمزوریوں پر سخت تنقید کر سکتا ہے۔ بڑے اجارات میں سیاسی اور معاشی مسائل پر بہت سخت تنقیدیں شائع ہوتی ہیں۔ ہر قسم کی تنقیدوں کو

حکومت پسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہے۔ ہر شعبہ زندگی میں تنقید کی عام آزادی کا نتیجہ یہ ہے کہ پورے سویت نظام نے اس قدر تیز رفتاری کے ساتھ زار شاہی کی بے عملی و جہالت اور غیر ذمہ دارانہ طرز عمل کو سہماٹائی سے نکال پھینکا ہے۔ مختلف اجارات کے اڈیٹر اور ادارے کے دوسرے لوگ اپنے پڑھنے والوں سے نہ صرف خطوط کے ذریعہ تعلق رکھتے ہیں بلکہ ان کے بے شمار نمائندے ملک کے مختلف حصوں میں ان کے پڑھنے والوں سے ملتے اور تبادلہ خیالات کرتے ہیں اور اسی کے مطابق اپنے اجارات کو اطلاعیں بھیجتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف اجارات ملک کے مختلف مقامات پر اپنے پڑھنے والوں کی بے شمار کانفرنسیں بھی کرتے ہیں اور اس میں اہم سیاسی اور معاشی و معاشرتی مسائل پر نہایت آزادانہ بحث و مباحثہ ہوتا ہے۔ اس میں خود حکومت اور سوئٹس کے نمائندے دلچسپی لیتے ہیں۔ ان کی رپورٹیں خاص طور سے اجارات میں خفیہ ہیں۔ عوام اور پریس اس طرح ملک کی مختلف سرگرمیوں میں ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ بقول لینن کے پریس کا کام صرف پروپیگنڈہ کرنا نہیں ہے بلکہ عمل کرنا اور عوام کی تنظیم کرنا بھی ہے۔

انقلاب کے فوراً بعد ہی سے سوئٹ پریس نے ملک کی سرگرمیوں میں غیر معمولی حصہ لینا شروع کیا تھا۔ ابتدائی زمانہ میں انقلاب

دسمن قوتوں کے مقابلہ میں اور اس کے بعد پنجاب کا نظام العمل کی تکمیل میں سوئٹ پرپس نے غیر معمولی حصہ لیا ہے۔ اور اب موجودہ جنگ کے زمانے میں تمام قوتوں کی تنظیم اور مختلف محاذوں کی سرگرمیوں کے اضافہ میں سوئٹ پرپس اپنی پوری توانائی صرف کر رہا ہے۔ اجنرات کے علاوہ مختلف رسائل اور کتابیں بھی ملک کی سماجی اور ذہنی ترقی میں غیر معمولی حصہ لے رہی ہیں ملک میں مختلف علوم و فنون کے متعلق ۱۸۰۰ کے قریب رسائل نکلتے ہیں جن کی ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ کاپیاں سالانہ چھپی ہیں۔ عام معاشرتی اور ذہنی ترقی کی خاطر لوگوں میں سائنٹفک - علمی اور سیاسی مسائل کی جانب توجہ بھی بہت زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اور مارکس - انگلز - لینن اسٹالین اور دوسرے بڑے شمار مارکس اور غیر مارکس سیاست دانوں اور معاشین کی کتابوں کا ذوق روز بروز بڑھتا جاتا ہے چنانچہ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۳۸ء تک مارکس - انگلز - لینن اور اسٹالین کی کتابیں ۴ کروڑ کے قریب فروخت ہوئیں۔ ان کے علاوہ ادبی کتابیں ۱۲ کروڑ کے قریب۔ دیہی معاشیات اور زراعت پر ۲ کروڑ ۵۰ لاکھ۔ معاشرتی سائنس اور سیاست پر ۳ کروڑ اور ٹیکنیکل کتابیں ۶ کروڑ کے قریب ملک کی مختلف زبانوں میں شائع ہوئی ہیں۔ اور آج ان پس ماندہ حصوں میں بھی جہاں ۲۵ سال قبل کوئی لکھنے کا خط بھی نہیں تھا آج شکستہ گورکی اور اسٹالین وغیرہ کی کتابیں

اپنی زبانوں میں پڑھی جاتی ہیں۔ علمی کتابوں کے علاوہ بچوں کے
اجنارات، رسالے اور کتب ہیں۔ علیحدہ شائع ہوتی ہیں جن کی کروڑوں
کی تعداد میں بڑے بڑے ماہرین کی زیر نگرانی اشاعت ہوتی ہے
اور یہ لٹریچر ان مستقبل کے انسانوں کی فہم میں اہم اور نمایاں حصہ لیتا ہے،
سوٹ ادبوں اور اجنار نویسوں اور اس پیشہ سے متعلق دوسرے
لوگ ملک میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور ان کی خدمات
کو حکومت اور عوام ہر طرح سراہتے ہیں۔ یہ لوگ بھی ملک کی تمام معاشی
اور معاشرتی سرگرمیوں میں ہر قسم کا حصہ لیتے ہیں بہت سارے مختلف
سوسائٹوں، مزدور بھاؤں اور امداد باہمی کی انجمنوں کے سرگرم رکن
ہیں۔

انیسواں باب

صحت جسمانی اور نیکو

ڈاکٹر۔ این۔ ڈی سی میسکو اپنی کتاب ”سوئٹ روس میں صحت کی حفاظت“ میں زار شاہی عہد کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”زار شاہی نے سوئٹ حکومت کے لئے ایک ایسا ملک چھوڑا تھا جس میں صحت جسمانی اور صفائی کی حالت ناقابل بیان حد تک خراب تھی۔ شہروں اور دیہاتوں کے مزدوروں کے مکانات انتہائی تنگ بوسیدہ اور غلیظ تھے۔ مزدوروں اور کاشتکاروں کی معاشی حالت انتہائی پست ہو گئی تھی جس کی وجہ سے حفظان صحت کے اصول گویا سماج سے بالکل منعقد ہو گئے تھے۔ یہ سب چیزیں عالمگیر

دباؤں کے لئے میدان صاف کرتی تھیں اور سالانہ لاکھوں آدمی ان کی نظر پر جایا کرتے تھے۔ تمام بیماریوں کا ایک چوتھائی حصہ معاشی اور معاشرتی بستی کا نتیجہ تھا۔ ۱۹۴۱ء کی جنگ سے قبل شرح اموات اوسطاً فی ہزار ۴ و ۳۸ سے ۳۰ تک تھی۔ جنگ کی تباہ کاریوں نے لوگوں کی معاشی حالت اور بھی تباہ کر دی تھی جس کی وجہ سے ایک طرف دباؤں کا زور بڑھ گیا تھا دوسری طرف طبی امداد میں بد نظمی پھیل گئی تھی اور لوگ اور زیادہ تعداد میں مرنے لگے تھے۔

سوئٹ حکومت کو برسرِ اقتدار آنے کے بعد جن غیر معمولی حالات کا سامنا کرنا پڑا اس کے لئے ضروری تھا کہ نہایت موثر تدبیریں اختیار کی جائیں۔ چنانچہ نہ صرف دباؤں اور بیماریوں پر قابو پانے کی جدوجہد شروع کی گئی بلکہ خاص طور سے ان تمام چیزوں پر بھی توجہ کی گئی جن کی وجہ سے دباؤں پھیلتی ہیں اور لوگ بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سوئٹ حکومت کا مسطح نظردینا کے اور دوسرے حکم کی طرح صرف بیماریوں کو اچھا کرنا نہیں تھا بلکہ ایک صحت مند قوم پیدا کرنا تھا۔

سوئٹ روس میں پورے ملک کی صحت جہانی اور طبی امداد سے متعلق تمام تنظیموں کا متعلق حکومت سے ہوتا ہے اور وہی ان سب کا بندوبست کرتی ہے۔ تمام ڈاکٹر۔ نرسیں۔ اور

تحقیقاتی تمام کرنے والے سب کے سب حکومت کے ملازم ہوتے ہیں۔ اور حکومت ہی ان کے رہنے۔ سہنے اور تفریح وغیرہ کے بہتر سے بہتر ذرائع مہیا کرتی ہے۔ ان کے مطالعہ اور علم کو وسیع کرنے اور تحقیقاتی کام کو آگے بڑھانے میں ہر قسم کی امداد دیتی ہے صحت جسمانی اور طبی امداد سے متعلق ادارہ مرکزی حکومت کے تحت نہیں ہوتے بلکہ ان کا تعلق ہر جمہوریت کی اپنی حکومت سے ہوتا ہے۔ مرکزی حکومت مختلف جمہوریتوں میں باہمی تعاون پیدا کرتی ہے۔

سویت حکومت کے برابر اقتدار آنے کے بعد ۱۹۲۱ء تک پورے ملک کو سخت مصائب اور بے دردی حملوں کا مقابلہ کرنا پڑا اور اس عرصہ میں ملک کی حالت اس قدر خراب ہو گئی تھی کہ ۱۹۱۳ء سے قبل کے معیار کو پہنچنے کے لئے ملک کو کسی سال لگ گئے۔ پہلے اور دوسرے پنج سالہ نظام عمل کے دوران میں البتہ اس جانب غیر معمولی توجہ کی جاسکی۔ چنانچہ ۱۹۱۳ء میں طبیوں کا تعداد ۲۰ ہزار سے بھی کم تھی اور ۱۹۲۴ء میں ایک لاکھ ۴۰ ہزار ہو گئی۔ دیہی علاقوں میں جنہے طبیب انقلاب سے قبل تھے اب اس کے تین گنا ہیں۔ مشرقی اور ایشیائی علاقوں کی ترقی اور بھی حیرت انگیز ہے۔ مثلاً آذربائیجان میں انقلاب سے قبل ۱۶۱ طبیب تھے اور ۱۹۲۴ میں ۲۴۸۰ ہو گئے۔ تاجکستان

میں ۱۹۱۳ء میں ۱۳ طبقے اور ۱۹۲۰ء میں ۳۷۲ ہو گئے۔ جمہوریہ
ترکمان میں زار شاہی کے ہسپتالوں میں صرف دوسو مریضوں کا انتظام
تھا اور رابع ہزار مریضوں کے لئے ہسپتالوں میں بستر موجود رہتے ہیں
ازبکستان کے ہسپتالوں میں ۱۰ ہزار مریضوں کی گنجائش ہے جبکہ
انقلاب سے قبل ۶ مریضوں کے لئے بھی جگہ نہ نکل سکتی تھی۔

ہسپتالوں کی طرح ملک کے تمام حصوں میں صحت گاہوں اور
آرام گاہوں میں بھی کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ صحت گاہیں اور
آرام گاہیں ملک کے ہر صحت بخش اور پرفرا سمندری یا
پہاڑی علاقوں میں قائم کی گئی ہیں۔ جن میں سے کچھ زار شاہی
امراء کے محلات میں ہیں اور بعض کے لئے نئی نئی خوبصورت عمارتیں
تعمیر کی گئی ہیں۔ ان میں رہنے کے لئے ہر اس شخص کو اجازت ملتی
ہے جسے صحت کی خرابی کی وجہ سے تبدیل آب و ہوا یا آرام کی
ضرورت محسوس ہو۔ ان میں لوگ چھٹیوں میں تفریح کے لئے بھی
آکر رہتے ہیں۔ سلسلہ میں ان صحت گاہوں کے لئے ۵۰ لاکھ
اور آرام گاہوں کے لئے ۱۹ لاکھ اجازت نامے مختلف مزدوروں
کسانوں۔ اور دماغی کام کرنے والوں کو عطا کئے گئے تھے۔ ان اداروں
میں رہنے پہنچنے اور تفریح کے تمام اخراجات حکومت برداشت
کرتی ہے۔

سویٹ یونین کی دوسری سماجی اور معاشرتی سرگرمیوں کی طرح

صحت عامہ کا نظام بھی ایک خاص نظام العمل کے تحت ہوتا ہے۔ ہر سال کے شروع میں ہر جمہوریت اپنی وزارت صحت عامہ اور مقامی صحت کے بورڈ کی مدد سے اس کا یقین کرتی ہے کہ کن مقامات پر دوا خانے۔ آپریشن کے ہسپتال۔ زچگی خانے۔ بالک گھر۔ صحت کا میں سائنٹفک ادارے اور طبی اسکول قائم کئے جانے چاہیں اور کہاں قائم کئے جائیں گے۔ ان میں گنجائش کتنی ہوگی اور کس ادارے میں کن چیزوں کو زیادہ اہمیت دی جائے گی۔ چونکہ پورے نظام کی خاکہ بندی ہوتی ہے مختلف اداروں میں باہمی تعاون ہوتا ہے اس لئے ہر ادارہ تازہ ترین ایجادات اور سائنٹفک معلومات سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

صحت عامہ کے پورے نظام میں مختلف قسم کے ادارے شامل رہتے ہیں۔ جو صنعتی علاقوں کی صفائی۔ دھوت۔ مکانات اور بلدی صفائی۔ غذا پر حفظان کے صحت کے اصولوں پر نگرانی اور دباؤں پر قابو پانے کے کام انجام دیتے ہیں۔ عوام کے لئے حفظان صحت کی تعلیم کے بے شمار اسکول کھولے گئے ہیں۔ جہاں صحت جسمانی اور صفائی سے متعلق ابتدائی اصول بتلائے جاتے ہیں تاکہ لوگوں میں ایسی صحت برقرار رکھنے کا شعور حوصلے پیدا ہو اور وہ اپنی صحت کی حفاظت کر سکیں۔

ملک کے مختلف عوامی ادارے بھی اس جانب خاص طور سے توجہ

کرتے ہیں۔ ہر شہر دیہات اور ضلع کی سویٹ میں صحت عامہ کی بھی ایک کمیٹی ہوتی ہے جو اپنے علاقے کی صفائی اور صحت کے کاموں میں خاص طور سے مدد کرتی ہے۔ اور اس کے مقرر کردہ کمیشن دوا خانوں اور حفظان صحت کے مرکزوں کا ہر طرح ہاتھ بٹاتے ہیں۔ تمام صنعتی اداروں اور پنچائیتی مزرعوں میں حفظان صحت کے انسپکٹر مقرر کئے جاتے ہیں۔ جنکا انتخاب مقامی آبادی کے لوگ کرتے ہیں۔ اور ان کے لئے خاص طور سے حفظان صحت کے مرکزوں میں تعلیم کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ کمیشن اور انسپکٹر طبی اداروں کے کاموں پر نگرانی رکھتے ہیں اور ساتھ ہی عوام میں حفظان صحت کے اصولوں سے دلچسپی پیدا کرتے ہیں تاکہ وہ گھر میں اور باہر اس پر عمل پیدا کریں۔

سویٹ روس میں صحت عامہ میں گزشتہ چند سالوں میں جو غیر معمولی ترقی ہوئی ہے اس کی بڑی وجہ صرف یہی نہیں بلکہ حکومت بے شمار تدابیر اختیار کرتی ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ ملک کی معاشی اور معاشرتی زندگی میں غیر معمولی انقلاب پیدا ہو گیا ہے۔ بے روزگاری کا بالکل خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ غربت افلاس اور جہالت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ صنعتوں اور سائنس کی غیر معمولی ترقی کی وجہ سے نئے نئے شہر اور دیہات آباد ہوتے جاتے ہیں جن کی تعمیر انتہائی صحت بخش اصولوں پر کی جاتی ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کے انتہائی تنگ و تاریک غاروں کی جگہ خوبصورت۔ صاف ستھرے اور ہوادار

مکانات لیتے جاتے ہیں۔ ایشیائی روس کے جیسے پس ماندہ حصوں کے دیہاتوں تک میں نئی زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ ایک اور نہایت اہم چیز جس نے ملک کی جسمانی صحت پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے وہ غذا کی نوعیت اور قسم ہے جو عام لوگوں کے لئے فراہم کی جاتی ہے۔ ہر شخص کو کافی مقدار میں گوشت روٹی وغیرہ ملیں ملک میں کھاتے کے ہوٹلوں اور مرکزوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے جن میں تمام غذائیں حفظان صحت کے اصولوں پر تیار کی جاتی ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں ایسے اداروں میں روزانہ تقریباً ۲ کروڑ آدمی کھانا کھاتے تھے۔

سوئٹ دستور کی دفعہ ۱۲ کی رو سے ہر روسی باشندے کا یہ حق ہے کہ اسے ہر قسم کی طبی امداد مفت دی جائے۔ بڑھاپے میں ہر قسم کی طبی امداد اور معاشی تحفظ حاصل رہے اور بیماری اور بیکاری کی صورت میں اس کی تمام ضرورتوں کی تکمیل کی جائے۔

طبی سائنس کی روز افزوں ترقی کے لئے تمام ہسپتالوں میں جدید ترین آلات و اوزار اور ادویات مہیا کی جاتی ہیں تاکہ ہر شخص کو اعلیٰ سے اعلیٰ طبی امداد بروقت مل سکے۔ چھوٹے بچوں اور ان کی ماؤں کے لئے بہت اعلیٰ پیمانہ پر طبی امداد مہیا کی جاتی ہے جس کا تذکرہ اکیسویں باب میں تفصیل سے کیا گیا ہے۔

صنعتی علاقوں میں خاص قسم کے بے شمار ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ جو شینوں اور گیسوں کے حادثات کے اسباب دریافت

کرتے ہیں اور ان کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان حادثات سے بچنے کی تدبیروں سے دوسرے لوگوں کو بھی واقف کرواتے ہیں اور ہر کام کرنے والے کو اس پر مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ حادثات سے بچنے کی تدابیر اختیار کرے اس کے علاوہ ممکنہ کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے از خود کام کرنے والی مشینیں عام ہوتی جا رہی ہیں اور انکی وجہ حادثات میں بہت کمی ہوتی جا رہی ہے۔ ہر کارخانے پینچا تھی اور سرکاری غرضے میں فوری طبی امداد کے مرکز قائم کر دیے گئے ہیں جہاں زخمیوں اور بیماروں کے لئے فوری طبی امداد چھائی جاتی ہے اور ضرورت پڑنے پر مناسب ہسپتال میں منتقل کر دیا جاتا ہے۔ صنعتی اداروں اور مراکز میں صحت کے مرکز بھی قائم کر دیے گئے ہیں جو تمام کام کرنے والوں کی صحت پر نگرانی رکھتے ہیں۔ ہسپتالوں میں ایسے مراکزوں کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔ یہ مراکز ان اداروں کی صفائی پر نگرانی رکھتے ہیں۔ اور ایسے طریقہ اختیار کرتے ہیں جن سے بیماریوں اور حادثات میں زیادہ سے زیادہ کمی واقع ہو بیماریوں کے لئے ضرورت پڑنے پر دوا خانوں۔ صحت گاہوں۔ اور آرام گاہوں میں بھی انتظام کرتے ہیں۔ اور خاص قسم کی غذا اور دوا میں بھی مہیا کرتے ہیں۔

آپریشن کے ٹرے۔ ہسپتالوں کی تعداد بھی ملک میں بڑھتی جا رہی ہے۔ جن لوگوں کی علالت سخت ہوتی ہے انہیں ان

بھیجا دیا جاتا ہے۔ یہ اب اکثر عام بڑے شہروں اور ضلعوں کے متفرقوں میں قائم ہو گئے ہیں۔ ان میں طب کی تمام شاخوں کے ماہروں اکٹھا رہتے ہیں۔ اور ہر قسم کے لاشعاعی اور یرین نبشتی مشاعوں کے آلات کا انتظام رہتا ہے اکثر شہروں کے ہسپتال اتنے بڑے بڑے ہیں کہ روزانہ ان میں کئی کئی ہزار نئے مریض داخل ہوتے ہیں۔ ماسکو کے ریلوے مزدوروں کے ایک ہسپتال میں ۴۰۰ ڈاکٹر اور ایک ہزار دوسرے ماہرین کام کرتے ہیں۔

ہر ضلع کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے اس میں بڑے ہسپتال اور چھوٹے ہسپتال قائم کر دیے جاتے ہیں اور ہر ہسپتال کے طبیب اپنے اپنے علاقے کے مریضوں کی خبر گیری کرتے ہیں ہر صفے کے مریض اپنے طبیب کے پاس رجوع ہوتے ہیں اور وہ ضرورت پڑنے پر اسے بڑے ہسپتال بھی بھیج دیتی ہیں ہر ڈاکٹر کا فرض ہے کہ ضرورت پڑنے پر اپنے مریضوں کے گھر بھی جائے تمام قسم کے ترقی یافتہ آلات اور ادویات ہر ڈاکٹر کی دسترس میں ہوتے ہیں۔

زار شاہی میں۔ دق۔ سل اور امراض خبیثہ مزدوروں اور کسانوں میں عام تھے۔ اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ملک لوٹ کھسوٹ کا شکار تھا۔ بے روزگاری اور اخلاص عہدوں کو اپنا جسم بیچنے پر مجبور کرتے تھے۔ ہر قسم کی طبی امداد اس طبقہ کی دسترس سے باہر تھی۔ اشتراکی نظام معیشت نے معاشرتی اونچ نیچ اور تباہ

۲۸۴
 حالی کا خاتمہ کر دیا تو یہ امراض باسکل کم ہو گئے اس کے علاوہ تقریباً
 ۳ ہزار ہسپتالوں میں چھ سات ہزار امراض خفیہ کے ڈاکٹر ان
 بیماریوں کو ملک سے نیست و نابود کر دینے کی جدوجہد میں مصروف
 ہیں۔ آتشک جوان بیماریوں میں سب سے زیادہ مہلک تھی زیادہ
 تر بازاری پیشہ و عمر لائق کی وجہ سے پھیلی تھی۔ اب عورتوں کو
 معاشی آزادی اور معاشی تحفظ حاصل ہو جانے کی وجہ سے یہ پیشہ
 باسکل ختم ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان بیماریوں کا بھی
 وجود مٹ گیا ہے۔ چنانچہ ۱۹۲۵ء میں پورے ملک کے لوگوں کے
 عام طبی امتحان سے یہ تہ چلا کر پورے ملک کا ایک بھی آتشک کا مریض نہیں تھا اس
 کے مقابلہ میں انگلستان امریکہ اور دوسرے ترقی یافتہ ممالک میں
 آبادی کا ۲۵ فیصد حصہ کسی نہ کسی خفیہ مرض میں مبتلا ہے۔ دق کے
 مرض میں بھی ۸۳ فیصدی کے قریب کمی ہو گئی ہے۔ بچوں کو دق
 سے محفوظ رکھنے پر خاص طور سے توجہ کی جاتی ہے اس کے لئے نہ صرف
 دق کے مریض بچوں کی صحت گاہیں قائم کی گئی ہیں بلکہ محافظ
 دق اسکول۔ بچوں کے کیمپ اور صحت بخش تفریح گاہیں پورے
 ملک میں قائم کی گئی ہیں۔ ایک ہزار سے زائد دوا خانہ قائم کئے گئے
 ہیں جو نہ صرف دق کے مریضوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ اس
 مرض کے خلاف باقاعدہ جہاد کرتے ہیں۔

ملک کی اتنی بڑی آبادی کے لئے طبی امداد کا انتظام کرنے کے

لئے بھی ضروری تھا کہ مختلف شعبہ جات کے لئے ماہرین تیار کئے جاتے
چنانچہ انقلاب کے بعد ہی سے اس جانب توجہ کی جا رہی ہے پورے
ملک میں ۱۹۲۹ء میں ۱۲ طبی کالج تھے۔ جن میں ایک لاکھ سے
زیادہ طلبہ زیر تعلیم تھے۔ ان طلبہ سے تعلیم کی نہ صرف کوئی فیس
نہیں لی جاتی بلکہ اکثر کو وظیفے بھی دیئے جاتے ہیں

سویت یونین میں طبیوں۔ سائنٹفک تحقیقاتی کام کرنے والوں
اور پروفیسروں کی بڑی عزت کی جاتی ہے۔ چنانچہ اکثر ان کو حکومت
کی جانب سے بڑے بڑے اعزازات اور انعامات دیئے گئے ہیں
اور کئی ڈاکٹر اور پروفیسر اعلیٰ اور دوسری سویتوں کے رکن
ہیں۔

طبی تحقیقات اور ملک کی ضروریات میں خاص ربط ہوتا ہے
۱۹۲۹ء میں سویت روس میں ۲۳۰ کے قریب طبی تحقیقاتی ادارے
قائم تھے۔ جن میں دس ہزار کے قریب سائنسدان اور طبی سائنس
کے مختلف مسائل پر تحقیقاتی کام انجام دیتے تھے اور ان مشکلات
کو حل کرتے رہتے تھے۔ جو طبیوں کو وقتاً فوقتاً اپنے تجربے میں محسوس
ہوتی تھیں۔

طب زمانہ جنگ میں :- موجودہ جنگ نے سویت روس
کے طبی اداروں کے لئے نئے نئے مسائل پیدا کر دیئے ہیں ایک مسئلہ تو
میدان جنگ پر فوری امداد کی تنظیم کا ہے دوسرے میدان جنگ

کے پیچھے ایسے مریضوں کے لئے انتظام کرنا ہے جن کے زخم عجیب
 عجیب قسم کے اور نئے نئے آلات سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گزشتہ
 ڈھائی سال میں اندازہ کیا گیا ہے کہ میدان جنگ میں ۳۰ لاکھ ۵۰
 لاکھ کے درمیان روسی زخمی ہوئے۔ ان میں سے تشریفی
 سے زائد زخمیوں کو کمال صحت ہو گئی ہے۔ پروفیسر جیلین نے
 آپریشن کے اس قدر حریت خیز طریقے ایجاد کئے ہیں کہ زخمی اور زاکاڑ
 تمام اعضا آپریشن کے بعد بالکل اصلی حالت میں آجاتے ہیں پہلے
 لڑائیوں میں موتیں خون کے بہہ جانے کی وجہ سے زیادہ واقع
 ہو کر تھیں۔ اب اس سے ایک جان بھی ضائع نہیں ہوتی
 وہیں میدان جنگ پر خون پہنچانے کا انتظام کیا جاتا ہے یعنی
 جن کی حالت فریش ہوتی ہے میدان جنگ سے فوراً ہوائی
 جہازوں کے ذریعہ ہسپتال منتقل کر دیے جاتے ہیں۔ طبی سائنس
 کی تکنک میں جنگ کی وجہ سے نئی نئی چیزیں داخل ہو رہی
 ہیں۔ زخمی سپاہیوں کے رگ و پٹھے کٹ جانے کی صورت میں
 ان کی جگہ مردہ سپاہیوں کے پٹھے لگا دیے جاتے ہیں۔ زخموں
 کو پیر فٹو نیم کے ذریعہ بہت جلد اچھا کر دیا جاتا ہے۔ خون بہنے
 سے روکنے کے لئے تھروٹن نامی ایک سیسہ دوا ایجاد کی گئی ہے
 زخموں کے ساتھ ہمیشہ خون پہنچانے کا سامان رہتا ہے اور وہ
 زخمی سپاہیوں کو فوراً خون پہنچا دیتی ہیں۔ ایک خاص قسم کی
 دوا ایجاد کی گئی ہے جس کے استعمال سے کسی بھی صدمہ کا اثر مہلک

نہیں ہوتا۔ ملک کی اکثر تفریح گاہیں اور صحت گاہیں فوجی مریضوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہیں۔

حال ہی میں برطانیہ کی طبی تحقیقاتی کونسل نے برطانوی ڈاکٹروں کی ایک جماعت سوئٹ روس بھیجی تھی۔ جس میں مسٹر۔ ای۔ راک میشر وزارت صحت عامہ اور شاہی بحریہ اور شاہی ہوائیہ کے طبی میشر بھی شامل تھے۔ اس کونسل نے پورے میدان جنگ کی طبی امداد کا مطالعہ کیا ہے۔ مسٹر راک نے انگلستان آنے کے بعد اپنے تاثرات ایک تقریر میں بیان کئے ہیں۔ جن میں انھوں نے کہا کہ ”ہم روس میں سپاہیوں کی طبی امداد کی تنظیم سے بے حد متاثر ہوئے۔ ہمیں یقین ہے کہ وہاں کے سپاہی انتہائی قابل ماہرین کے ہاتھوں میں ہیں اور ان میں سے اکثر ۹۰ فیصد ہی تک عورتیں ہیں۔ ہمارے دلوں میں روسی علاقوں کے متعلق تعریف اور احترام کے بہت گہرے جذبات ہیں۔ خاص طور سے روسی زریں۔ نہایت حیرت انگیز کام انجام دہ رہی ہیں۔ روسی عورتوں کی ہم نے ہر جگہ حتیٰ کہ آئرلینڈ کے میزوں پر انتہائی قابلیت سکون اور ماہرانہ انداز سے کام کرتے دیکھا۔ جب ہم میدان جنگ پر پہنچے تو ہمارے جذبات ان کی توفیق توصیف سے بڑھ گئے۔ وہ وہاں نہ صرف زریں تھیں۔ زخمی سپاہیوں کی مدد کرتی تھیں۔ انھیں اٹھا کر میدان جنگ سے لاتی تھیں بلکہ وہ ہر کام کرتی تھیں حتیٰ کہ لڑتی بھی تھیں۔ اور اپنی فرصت کے اوقات

میں جنگل کاٹ کر عارضی ہسپتال بھی بناتی تھیں۔

روسی طبی اداروں کے سامنے باوجود یکہ اس قدر بڑی تعداد میں مریضوں کی دیکھ بھال اور علاج کرنا ہے۔ لیکن ہر کام انتہائی تیزی سے کیا جاتا ہے۔ ہمارا مشن سب سے زیادہ خون پہنچانے کے کام سے متاثر ہوا۔ یہ کام بہت بڑے پیمانے پر اور نہایت کامیابی سے کیا جاتا ہے۔ آج کل ان خون دینے والوں میں ۹۰ فیصدی عورتیں ہیں۔ ان میں بعض تو ایسی ہیں جنہوں نے سال میں سات سات مرتبہ اپنا خون دیا ہے۔ اس کے معاوضہ میں انہیں جو رقم دی جاتی ہے اس کا ۸۰، ۸۵ فیصدی حصہ وہ جنگی کاموں کے قذ میں دے دیتی ہیں البتہ انکی غذائی رسد میں ضرور اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ دوسری جس چیز نے ہمیں سب سے زیادہ متاثر کیا وہ یہ تھی کہ ہرزخمی کو جس قسم کے بھی خاص طبی ماہر کی امداد کی ضرورت ہوتی ہے وہ فوراً مہیا کی جاتی ہے اور طرفہ یہ کہ بروقت مہیا ہوتی ہے۔“

کھیل :- کھیل اور ورزش جسمانی کو سوئٹ یوین کی اتنی اہمیت کسی اور ملک میں نہیں دی جاتی۔ پورے سوئٹروس میں بے شمار کلب اور ورزش جسمانی کے ادارے ماہرین کی نگرانی میں قائم ہیں۔ جہاں ہر قسم کے کھیلوں کی سہولتیں بہم پہنچانی جاتی ہیں۔ تقریباً ایک کروڑ لڑکوں اور لڑکیوں کی مختلف کھیلوں کی انجمنوں اور کلبوں میں تنظیم کی گئی ہے۔ تقریباً ۴ کروڑ

بچوں کے لئے مختلف شہروں اور دیہاتوں میں کھیل کے میدان اور ورزش جہانی کے ادارے قائم کئے گئے ہیں۔ کھیلوں کی انجمنیں خاص قسم کے تنغے بھی ہر سال بکثرت تقسیم کرتی ہیں جو کام اور مدافعت کے تنغے کہلاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کو دیئے جاتے ہیں جو خاص قسم کی جہانی ورزشوں اور کھیلوں کے امتحانات کامیاب کرتے ہیں۔ اس امتحان میں دوڑنا۔ کودنا۔ تیرنا۔ بندوق چلانا اور اسی قسم کی بے شمار چیزیں شامل ہیں۔ ان کو حاصل کرنے کی ہر نو جوان مرد و عورت اور بچہ کوشش کرتا ہے۔ ۱۹۲۹ء میں ۷ لاکھ کے قریب نو جوان اور گیارہ لاکھ سے اور بچے مختلف درجوں کے کام اور مدافعت کے تنغے حاصل کر چکے تھے۔ ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ملک کی نئی نسل کی صحت جہانی انتہائی عرت کے ساتھ ترقی کر رہی ہے۔

گزشتہ دو پانچ سالہ نظام العمل میں حکومت نے بے شمار کھیل کے میدان اور اسٹیڈیم تعمیر کروائے ہیں۔ چنانچہ ۱۹۳۱ء میں ۶۵۰ بڑے اسٹیڈیم ۲۰۰ کھیل کے میدان ۳۰۰ کے قریب ورزش جہانی کے مختلف کلب ملک کے مختلف حصوں میں موجود تھے۔ شہروں کے علاوہ اکثر مشترکہ کھیتوں میں بھی بے شمار کھیل کے میدان۔ کلب اور تیرنے کے حوض تعمیر کروائے گئے ہیں۔ جن سے ہر شخص بلا امتیاز

استفادہ کرتا ہے۔ کھیل کے ان تمام اداروں میں غلی حصہ لینے والوں کی تعداد ۳۹ء میں ایک کروڑ سے اوپر تھی۔ ملک کے اتنے بڑے حصہ میں اور اس قدر بڑی تعداد میں ورزش جسمانی کے مختلف قسم کے ادارے قائم کرنے کے بعد یہ ضروری تھا کہ ان کے لئے ماہرین بھی کافی تعداد میں فراہم کئے جاتے۔ اس کے لئے ملک کے مختلف حصوں میں ۶ بڑے کالج اور ۱۲ اسکول قائم ہیں جہاں سے ہر سال ہزاروں نوجوان تعلیم پا کر نکلتے ہیں۔ اور ملک کے مختلف حصوں میں ورزش جسمانی اور کھیلوں کی سائنٹفک اصدوں پر تنظیم کرتے ہیں۔ یوں تو سویٹ روس میں ہر قسم کے کھیل عام ہیں لیکن ورزش جسمانی برف کے کھیں۔ فٹ بال۔ والی بال۔ ٹینس۔ تیرنا۔ کشتی رانی۔ ہوائی چھتری۔ کھدیر لیمہ کو نا۔ نشا۔ بازی۔ شکار۔ گھوڑوں کی سواری۔ موٹروں کی دوڑ بے حد مقبول ہیں۔ اور ان تمام کھیلوں کے سویٹ نوجوانوں نے نئے نئے ریکارڈ قائم کئے ہیں۔

کھیل اور ورزش جسمانی کو قومی حیثیت حاصل ہے۔ ہر جگہ اور ہر موقع پر کھلاڑیوں کی بہت افزائی کی جاتی ہے۔ کیونکہ کھیلوں کی عام مقبولیت کا اثر ساری قوم کی صحت پر پڑتا ہے۔ اور ایک صحت مند قوم ہی تعمیر میں مدد ملتی ہے ہر سال گرامین ماسکو کے ریڈ اسکوائر کے سامنے رے ایک کے کھلاڑیوں کی بہت بڑی بریڈ منعقد ہوتی ہے جس میں خود شاہل کیونسٹ پارٹی کے لیڈر اور تمام جمہور تیلوں کے لوگ شریک

ہوتے ہیں۔ تمام جمہوریتوں اور قوموں کے لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں۔ جس میں مختلف کھیلوں کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ جسمانی کرتب دکھلائے جاتے ہیں۔ اور جینیہ والوں کو اعزازات اور انعامات عطا کئے جاتے ہیں۔

بیسواں باب

عورتوں کی حیثیت

سوئٹ روس میں عورتوں کی موجودہ حیثیت اور تمام اصلاحی کوششوں کو سمجھنے کے لئے انقلاب کے قبل کے حالات سے کسی قدر واقفیت ضروری ہے۔ ۱۹۱۷ء کے قبل کے روس میں عام معاشی حالت ہمارے ملک کی موجودہ حالت سے کسی طرح بہتر نہ تھی۔ لوگ زیادہ تر زراعت میں مصروف رہتے تھے۔ ان میں سے سب کے سب افلاس قرض اور جہالت کے عام طور پر شکار تھے۔ اور اس مفلسوں اور فاقہ کشوں کی بستی میں عورتوں کی حالت اور بھی در ماندہ اور پست تھی۔ کھیتوں اور کارخانوں

میں عورتوں اور چھوٹی چھوٹی کمر عروانی لڑکیوں سے کام تو مردوں
 ہی کے برابر یا جاتا تھا۔ لیکن مزدوری مقابلتا بہت ہی کم ملتی تھی۔
 عورتوں کے فرائض میں محنت و مزدوری کے علاوہ خانہ داری کے
 تمام امور کی ذمہ داری بھی تھی۔ انھیں مرد کے حکم اور ارادے کا بہت
 کچھ پابند ہونا پڑتا تھا۔ ملک کے معاشی۔ معاشرتی اور سیاسی
 اداروں میں عورت کو کوئی مقام حاصل نہیں تھا۔ شادی بیاہ میں
 اکثر معاشی اسباب کا فرما رہتے۔ تعلیم تو سرے سے مفقود ہی تھی۔
 چرچ اور ملاؤں کے اثرات پوری طرح حاوی تھے۔ تو ہم پرستی زندگی
 پر چھائی ہوئی تھی۔ زندگی میں انتہائی بے کیفی اور جمود چھایا
 ہوا تھا۔

دستلی ایشیائی علاقوں کی حالت روس کے دوسرے حصوں
 مقابلہ میں اور بھی بدتر تھی۔ گیارہ سال اور اس سے بھی کم عمری
 میں شادیاں اس طرح ہوتی تھیں۔ جیسے مولیشیوں کی تجارت ہوتی
 ہے۔ عورت آزادی تو کجا آزادی کے تصور سے بھی محروم تھی۔
 سخت قسم کی نقاب اس کا دم گھٹنے کے لئے ہر وقت پہرے
 پر لگی رہتی تھی۔ شوہر کی وفات پر بیوہ شوہر کے خاندان کے قبضہ
 میں اس طرح آجاتی جس طرح اس کا مال و اسباب۔ روس کے کسی حصہ
 میں بھی عورت کو اپنے شوہر کے خلاف کسی قسم کی قانونی پناہ حاصل
 نہیں تھی۔ زار روس کے قانون دیوانی میں یہ صاف طور پر درج تھا

کہ عورت کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے شوہر کی مرضی کی پابند رہے۔
 وہ کسی صورت میں بھی اپنے آقاے مجازی کے حکم کی خلاف ورزی
 نہیں کر سکتی تھی۔ اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر وہ کوئی پیشہ یا ملازمت
 اختیار نہیں کر سکتی تھی۔ عورت بالکل مرد کی ملکیت ہوتی تھی وہ
 جس طرح چاہے اسے برت سکتا تھا۔ عورتوں کو ملک کی معاشی
 زندگی میں کوئی جگہ گرتی تھی تو صرف اس قدر کہ انھیں خاتجی ملازمت
 مل جایا کرتی تھی۔ چنانچہ انقلاب سے قبل تمام برسر روزگار عورتوں
 میں ۵۵ فیصدی گھریلو خدمت گار ۲۵ فیصدی زرعی مزدور ۱۳
 فیصدی صنعتی مزدور تھیں اور صرف ۴ فیصدی تعلیمی اور دوسرے
 اداروں میں تھیں۔

۱۹۱۷ء کا انقلاب جب کچلی ہوئی انسانیت کے لئے نیا پیام
 زندگی لایا تو اس نے عورت کو بھی اس کے صحیح مقام پر پہنچا دیا۔
 انقلاب کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ انسانیت کی نئی تعمیر کرنا چاہتا ہے
 اور وہ انسانیت کو اس کے صحیح اور اعلیٰ ترین مقام پر پہنچانا چاہتا
 تھا۔ چنانچہ انقلاب کے بعد سویت حکومت نے سب سے پہلے
 عورتوں کی آزادی پر توجہ کی اور انھیں معاشی۔ سیاسی اور معاشرتی
 زندگی میں ہر طرح مردوں کے مساوی درجہ دیدیا اور انھیں ہر قسم
 کی غلامی سے نجات دلا دی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انقلاب کے
 ایک ہی سال بعد نومبر ۱۹۱۷ء میں جب تمام روسی مزدوروں

اور کاشتکاروں کی کانفرنس ہوئی تو اس میں شریک ہونے والے نمائندوں میں مختلف مذاہب مختلف قوموں اور نسلوں کی ۱۲ سو عورتیں بھی تھیں۔ ان میں سے بہت ساری جاہل اور نادان بھی تھیں۔ اور انہوں نے وہاں بہت ساری بے سرو پا باتیں بھی کیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ صاف طور پر معلوم ہوتا تھا۔ کہ نئی زندگی کے جراثیم ان میں اعلیٰ ہو چکے ہیں۔ اور وہ ترقی کی منزلوں تک ضرور بڑھتی جائیگی۔

روس کی دستور حکومت کی دہائی ۱۹۱۷ء میں درج ہے ”سوئٹ روس کی تمام عورتوں کو تمام معاشی۔ معاشرتی اور سیاسی اور حکومتی شعبوں میں مردوں کے مساوی حقوق حاصل رہیں گے۔ اور ان حقوق کے پورا ہونے کا یقین اس طرح حاصل کیا جائیگا۔ کہ عورتوں کے لئے مردوں کے مساوی کام کے مواقع مہیا کئے جائیں گے۔ مساوی کام کا مساوی معاںہ دیا جائے گا۔ مردوں کے برابر آرام۔ فرصت معاشرتی بیمہ اور تعلیم سے استفادہ کا موقع حاصل رہے گا۔ ماں اور بچے کے مفادات کا تحفظ کیا جائیگا۔ زچہ کو زچگی سے پہلے اور بعد پوری تنخواہ کے ساتھ رخصت لیگی اور زچہ خالوں۔ نرسرینز اور بالک گھروں کا ایک مال ملک کے طول و عرض میں پھیلا دیا جائیگا۔“ اور دستور کے فقرہ ۱۳۷ میں اس کی صراحت ہے کہ ”عورتوں کو مردوں کے مساوی اساس پر مختلف اداروں میں منتخب ہونے اور ان کے لئے دوسروں کو منتخب کرنے کا حق حاصل رہیگا۔“

ان دونوں دفعات کی رو سے عورتوں کو معاشی معاشرتی

اور سیاسی زندگی میں مردوں کے مادی حقوق دے دیئے گئے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عورتوں نے انتہائی سرعت کے ساتھ زندگی کے مختلف شعبوں میں ترقی کرنی شروع کر دی۔ اور آج زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جہاں عورتیں مردوں کے دوش بدوش موجود نہ ہوں۔ چنانچہ صرف پہلے دو پجنالہ نظام العمل میں عورتوں کی تعداد مختلف روزگاروں میں ۹۰ لاکھ تک پہنچ گئی۔ تعداد کے ساتھ ان کے کام کی نوعیت میں بھی تبدیلی ہو گئی۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء میں سائنٹفک تحقیقاتی اداروں میں عورتوں کا تناسب مردوں کے مقابلہ میں ۳۴ فیصد ہی تھا۔ جامعات میں ۴۲٪ فیصدی۔ بڑی صنعتوں میں ۳۹٪ فیصدی۔ طبی شعبہ جات میں ۵۰٪ فیصدی۔ مشترکہ کھیتوں میں ۳۰٪ فیصدی۔ شعبہ تعلیمات میں ۶۴٪ فیصدی ہو گیا۔ جنگ کے غیر معمولی حالات میں اس تناسب میں اور بھی تغیر ہو گیا ہے۔ مردوں کی بہت بڑی تعداد کو میدان جنگ پر رہنا ضروری ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اب تقریباً ۹۰ فیصدی طبی خدمات پر عورتیں آگئی ہیں۔ تمام ریلوں۔ بسوں۔ حمل و نقل کے جملہ انتظامات دفاتر کارخانوں اور مشترکہ کاشت کے کھیتوں۔ اکثر ضروری اہم رسانی خدمات اور بہت سارے اہم شعبوں میں عورتوں کا تناسب ۶۰، ۶۵ فیصدی ہو گیا ہے۔ خود میدان جنگ پر طبی خدمتوں اور انجینیری کے اکثر شعبوں میں عورتیں مردوں کے دوش بدوش کام کر رہی ہیں

لاکھوں کی تعداد میں دشمن کے مقبوضہ علاقوں میں گیر لیا فوجوں میں شریک ہو گئی ہیں۔ اور سپہ گری۔ حب الوطنی اور ایثار کے لافانی نقوش چھوڑ رہی ہیں۔ مرد جس جابجازی اور ایثار سے مختلف محاذوں پر غیر معمولی کام انجام دیرہے ہیں عورتیں ان سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ یہ عورتیں نہ صرف صنعتوں اور زراعت میں مردوں کے دوش بدوش کام کر رہی ہیں۔ بلکہ ان کے ساتھ پیداوار بڑھانے کے بھی ریکارڈ قائم کر رہی ہیں۔ کئی عورتوں نے صنعتی پیداوار کے مقابلوں میں مردوں پر بھی سبقت حاصل کی ہے۔ حال ہی میں مختلف مشینوں کھیتوں میں شکر قند زیادہ پیدا کرنے کا ایک مقابلہ ہوا تھا جس میں ولایت کا سہل عورتوں ہی کی ایک جماعت کے سر رہا۔

صدیوں مردوں کا (جو عورتوں کو اپنا دستگیر اور غلام رکھنا چاہتے تھے) یہ خیال تھا کہ عورتیں مردوں سے کمزور ہیں اور وہ کام جو مرد کر سکتے ہیں عورتیں نہیں کر سکتیں۔ آج روسی عورتوں نے اس خیال کو اپنے عمل سے جھٹلایا ہے۔ آج روسی عورتیں ہوائی جہاز چلاتی ہیں۔ ریلیں چلاتی ہیں اور کارخانوں اور فرارعوں کی منتظم ہیں۔ اس جنگ سے قبل ہ لاکھ کے قریب عورتیں ریلوں کے مختلف شعبوں میں کام کرتی ہیں۔ ۴۰۰ کے قریب اسٹیشن ماسٹر ۱۴ سو اسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر اور دس ہزار

انجینیر اور ٹیکنیشن تھیں۔ اس کے علاوہ ایک لاکھ سے زیادہ عورتیں مختلف کارخانوں میں انجینیر اور ٹیکنیشن تھیں۔ جنگ کے زمانے میں تو ان میں کمی گئی اضافہ ہو گیا۔ ۱۹۳۹ء میں ایک لاکھ ۳۲ ہزار عورتیں طب کے مختلف شعبہ جات میں تھیں۔ ایک کروڑ ۹ لاکھ مشترکہ کھیتوں اور سرکاری مرزعوں میں انجینیر منظم اور حساب نویس تھیں۔

عورتوں کے لئے اس کے زائد سے زائد مواقع فراہم کئے جانے ہیں کہ نہ صرف وہ کسی کارخانے۔ کھیت یا دفتر میں کام کر کے ملک کی پیداوار و دولت میں اضافہ کریں بلکہ اس کے بھی مواقع پیدا کئے جاتے ہیں کہ وہ ملک کی معاشی اور سیاسی سرگرمیوں میں بھی حصہ لے سکیں۔ اس کے لئے بچوں کے لئے نرسریز اور بالک ٹچر کافی تعداد میں قائم کئے گئے ہیں تاکہ وہ جس وقت کام پر رہیں یا کسی معاشرتی تفریحی مشغلہ میں مصروف رہیں تو ان کے بچے انتہائی صحت بخش ماحول میں قابل اور تربیت یافتہ افراد کی زیر نگرانی اپنا وقت گزار سکیں۔ چنانچہ ۱۹۳۳ء میں ۸۰ لاکھ بچوں کے لئے ایسے ادارے تھے اور میرے چچا لہ نظام العمل میں ۲۲ لاکھ کی گنجائش پیدا کرنے کی اسکیم تھی۔ سرکاری اور مشترکہ کھیتوں سے ملحق بالک ٹچر اور نرسریز ان کے علاوہ ہیں۔

سویٹ حکومت ہمیشہ اس کی کوشش کرتی ہے کہ بچوں کو والدین کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائی جائیں تاکہ صحت مند بچے

پیدا ہوں اور انکی پرورش انتہائی صحت بخش ماحول میں ہو چنانچہ اس کا انتظام خاص طور سے کیا گیا ہے کہ حاملہ عورتیں زچگی خانوں میں رجوع ہو کر وقتاً فوقتاً طبی مشورے حاصل کرتی رہیں یہ حاملہ عورتیں کسی نہ کسی زچگی خانے میں اپنا نام درج کروا دیتی ہیں۔ اور مفتہ میں ایک دو مرتبہ وہاں جا کر طبی معائینہ کرواتی ہیں اگر وہ کسی وجہ سے دوا خانہ نہ جائیں تو وہاں کے طبیب خود ان کے گھر جا کر ان کی خبر گیری کرتے ہیں۔ کمزور اور بیمار ماؤں کو صحت بخش مقامات پر بھیجنے کا حکومت کی جانب سے انتظام کیا جاتا ہے۔ ہر کارخانے۔ ہر ضلع اور ہر ادارے سے ملحق ایک زچگی خانہ ہوتا ہے۔ ایسے مقامات جہاں آبادی کم ہو اور ریل نہ ہو وہاں کے لئے خاص طور سے موٹر لاریاں فراہم کی جاتی ہیں جن میں ہر قسم کا سامان۔ بستر اور ادویات وغیرہ ہوتی ہیں اور انکے ساتھ ڈاکٹر اور نرسیں بھی رہتی ہیں۔ پورے ملک میں اس وقت مختلف زچگی خانوں میں ایک لاکھ بیس ہزار زچاؤں کے لئے انتظام ہے۔ اس پوری طبی امداد کے لئے زچاؤں کو ایک پیسہ بھی خرچ کرنا نہیں ہوتا بلکہ زچگی سے دو ماہ قبل اور دو ماہ بعد کل چار ماہ کی چھٹی بھی پوری تنخواہ کے ساتھ ملتی ہے۔

عورتوں کو خانہ داری کے جھگڑوں سے بچاتے دلانے کی بھی کوششیں انتہائی سرعت سے جاری ہیں۔ کوشش یہ کی جا رہی ہے

کہ کھانے اور کپڑے دھونے کا انتظام بالکلیہ مقامی بلدیوں کے سپرد ہونا چاہئے۔

عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دینے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر وہ کام جو مرد کرتے ہیں ان کے کرنے پر عورتوں کو بھی مجبور کیا جاتا ہے۔ دستور حکومت میں اس کی خاص طور سے وضاحت کی گئی ہے کہ کسی صورت میں بھی ان سے کوئی ایسا کوئی کام نہیں لیا جاسکتا جو ان کی جسمانی حالت اور قوت برداشت سے باہر ہو۔ حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے والی عورتوں سے رات کو بائیکل کام نہیں لیا جاتا۔ کام کے اوقات میں بھی بچوں کی دودھ پلانے کی چھٹی دی جاتی ہے اور اس زمانے میں ایسے کام نہیں لئے جاتے کہ ان کی صحت متاثر ہو سکے۔

سوئیٹ دستور میں شادی اور خاندان کے معاملہ میں ماں اور بچہ کے حقوق کی حفاظت پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے۔ شادی کے نام سے عورتوں کی خرید و فروخت کو قطعاً مسدود کر دیا گیا ہے۔ شادی کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ سرکاری رجسٹر میں نام اور تاریخ کا اندراج کرا دیا جاتا ہے تاکہ ماں اور بچے کے حقوق کی حفاظت میں سہولت ہو۔ غیر رجسٹری شدہ شادیوں کی بھی وہی حیثیت ہے جو رجسٹری شدہ شادیوں کی۔ جس طرح مرد اور عورتوں کو طلاق دے سکتے ہیں اسی طرح عورتیں مردوں سے بھی

طلاق لے سکتی ہیں۔ جدائی کے بعد حکومت اس کا تعین کرتی ہے کہ بچوں کی پرورش کی دونوں پر کتنی کتنی ذمہ داری ہوگی اور بچے کس کے پاس رہیں گے۔

سوشل حکومت بڑے خاندان والوں کی بھی کافی مالی امداد کرتی ہے۔ ساتویں بچے کی پیدائش پر ماں کو دو ہزار روپے (۳ ہزار روپے) سالانہ اس وقت تک دیئے جاتے ہیں۔ جب تک کہ بچہ پانچ برس کا نہیں ہو جاتا۔ ساتویں بچے کے بعد ہر بچے کے لئے اسی طرح رقم ملتی ہے دس بچوں کی ماؤں کو ہر بچے کی پیدائش پر ۵ ہزار روپے سالانہ دیئے جاتے ہیں اور جب بچہ پانچ سال کا ہو جاتا ہے تو یہ امداد پانچ ہزار سے ۳ ہزار روپی جاتی ہے۔

خاندان کے استحکام کے متعلق ۱۹۳۶ء کے قوانین اور رکنوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ طلاق کی شرح نہایت سرعت سے گر گئی۔ چنانچہ ماسکو میں جس کی آبادی ۳ اور ۴ لاکھ کے درمیان ہے ۱۹۳۶ء میں ۱۶۱۳۲ طلاقیں ہوئی تھیں اور ۱۹۳۷ء میں یہ تعداد گھٹ کر ۶۹۶۱ ہو گئی۔ ۱۹۳۶ء میں ماسکو میں ۱۰۷۲ بچے پیدا ہوئے تھے اور ۱۹۳۷ء میں ۸۴۸۵ بچے پیدا ہوئے۔

تعلیم کھیل کود اور ورزش جسمانی کاشتق بھی عورتوں میں انتہائی سرعت سے بڑھ رہے ہر قسم کی درسگاہوں میں عورتوں کی تعداد نہ صرف مردوں کے لگ بھگ ہے بلکہ بعض اداروں میں زیادہ ہے خاص طور سے طبی مدارس میں زیادہ عمر کی عورتوں میں بھی پڑھنے

پڑھنے لکھنے کا شوق کافی ترقی پر پہنچنا پختہ انقلاب کے بعد کے
۲۰ سالوں میں ہم کرور کے قریب بڑے آدمیوں کو کھٹنا پڑھنا سکھایا
گیا جن میں کافی بڑی تعداد عورتوں کی تھی۔ ۱۹۴۴ء میں ساڑھے تین
کرور تختانی و ثانوی مدارس کے طلباء اور ۶ لاکھ ۲۰ ہزار جامعات کے
طلبہ میں سے ۴۳ فیصد عورتیں تھیں۔ جنگ سے قبل ۱۵ لاکھ عورتیں
ایسی تھیں جنہوں نے درزش جسمانی کے امتحان پاس کئے تھے اور ایک
لاکھ عورتوں نے نشانہ بازی اور دوسری نیم فوجی ورزشوں کے لٹا
کی تکمیل کر کے ورشلون نامی تمغہ حاصل کیا تھا۔ اکثر عورتوں نے تو ہوائی
جھتری کے ذریعہ ہوائی جہاز سے کودنے اور مہا بازی کے عالمی رکارڈ
قائم کئے ہیں۔

اکیسواں باب

مذہب اور اخلاق

مذہب :- گزشتہ چند سالوں میں موجودہ نظام کے خلاف ساری دنیا میں جو پروگینڈہ کیا گیا ہے اس میں سویٹ حکومت کے مذہب اور مذہبی اداروں کے متعلق طرز عمل کو خوب اچھا لایا گیا ہے اور ساری دنیا کو یہ باور کروایا گیا ہے کہ روس میں مذہب کے زندہ رہنے کے تمام امکانات کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس مسئلہ کے صحیح نقطہ نظر اسی وقت قائم ہو سکتا ہے۔ جبکہ ہم اس سے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی نظر ڈالیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مارکسیت اس کو تسلیم نہیں کرتی کہ اتناں کا شعور پہلے پیدا ہوا اور وہ خود

بعد میں وجود میں آیا بلکہ اس کا نظریہ اس کے بالکل برعکس ہے
 اس کے نزدیک انسان کا مادی اور معاشرتی وجود دراصل اس
 کے شعور کا یقین کرنا ہے۔ کراہے ارض پر پہلے صرف بے جان اور
 بے شعور مادہ تھا۔ یہ مادہ جب ارتقائی منازل طے کرتا ہوا ایک
 خاص مقام پر آگیا تو پھر اس میں حیات نمودار ہوئی۔ اور اس کے
 بعد شعور پیدا ہوا۔ اس کا خیال ہے کہ مذہب انسانی ذہن اور
 سوسائٹی کے ارتقا کے ایک خاص زمانے کی پیداوار ہے جبکہ
 انسان کی زندگی بالکل غیر محفوظ تھی اور پنچر پر اس کا اقتدار
 بالکل نہیں تھا۔ جوں جوں انسان کو معاشی تحفظ حاصل ہو جائیگا
 مشینوں کی غلامی سے نکل جائیگا۔ مشین اس کی غلامی میں آجائیگی
 جس کی وجہ سے پنچر پر اس کا تسلط ہو جائیگا۔ طبقہ داری تفریق کے
 ختم ہونے سے اسکو حقیقی معنوں میں کامل آزادی میسر آجائے گی۔
 بعد اسے دنیا میں ہی ایسی زندگی نصیب ہو سکتی کہ اسے آئندہ زندگی
 کے رنگین خوابوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ تو اس غیر طبقہ دار سماج
 میں مذہب کی کوئی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی البتہ ایک روحانی
 کلچر ضرور ترقی پائے گا جس میں انسان کی روحانی قوتیں آزادانہ
 طور پر ترقی پائیں گی۔

مارکسیت کے اس نقطہ نظر کی صحت یا عدم صحت کا صحیح انداز
 اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ روس میں طبقہ داری کشمکش کے خاتمہ

اور چھوٹے صنعت پیشہ لوگوں کی جیبوں پر بھی ڈاکے ڈالنے شروع کر دیئے۔ یہ غریب ایک طرف تو اپنے جاگیردار اور مقامی عہداروں کے ظلم و ستم اور لوٹ کھسوٹ کے تلے دبے جا رہے تھے دوسری طرف یہ مذہبی پیشوا جونک کی طرح ان کا خون چوس رہے تھے۔ ۱۹ ویں اور او آخر ۲۰ ویں صدی کے شروع میں اس طبقہ کی حالت اس قدر گر گئی کہ یہ انتہائی شرمناک حرکتیں اور سازشیں کرنے لگا۔ راسپوٹین اور اس کے ساتھیوں کی داستانیں آج روس کے باہر بھی ہر شخص جانتا ہے۔

پورے روس کے مذہبی پیشواؤں نے صرف ان غریبوں کے لوٹنے کھسوٹنے ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ روحانی قوت اور اثر کو برقرار رکھنے کے لئے ہر امکان کی کوشش کی کہ اس طبقہ میں تعلیم کی کرن بھی نہ آنے پائے۔ ہر قسم کے توہمات اور جادو۔ ٹونوں اور معجزات کے چکر میں اس کچلی ہوئی انسانیت کو ڈھکیل دیا۔ اس کو جبکہ عوام پر ان ٹونگوں کا اثر تھا تب ہی تک انکے پورا رہ گئے۔ اس طبقہ کی یہ حرکتیں آہستہ آہستہ جاگیردار طبقہ اور سارے نظام کے خلاف عوام کے دل میں استقام کی آگ لگنا رہی تھیں۔ عوام کی لوٹ کھسوٹ کے علاوہ یہ طبقہ مخالف انقلاب قوتوں میں سب سے زیادہ پیش پیش تھا۔ انقلابی قوتوں کے خلاف حکومت کی سرگرمیوں میں سب سے زیادہ یہی طبقہ معین تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب انقلاب رونما

ہوا اور اسکے بعد زار شاہی کا طبقہ الٹ گیا تو سارے ملک کے عوام
 نہ صرف یہ کہ سرمایہ داروں اور زمینداروں کے خلاف ٹوٹ پڑے
 بلکہ غصہ اور نفرت کی آگ کا یہ طبقہ بھی شکار ہوا۔ اور بہت سارے
 اس خلفشار میں موت کے گھاٹ اتر گئے۔ عوام اس جوش و خروش
 میں بعض گرجاؤں کو بھی جلا دیا۔ ان واقعات کو سویت حکومت
 سے کوئی تعلق نہیں تھا اس لئے کہ اسے ابھی پورے ملک پر اقتدار ^{پورے} ^{دیں}
 حاصل ہی نہیں ہو سکا تھا۔ تمام دنیا کے ریس نے عوام کی ان ^{یہ سب کام}
 حرکتوں کے نتیجے میں اس بات کو سمجھنے کی کبھی کبھار ^{حکومت کا} ^{میں تھا} ^{سے} کوشش نہیں کی اور اس کا
 سارا الزام حکومت پر لگا کر اسے سخت بدنام کرنا شروع کر دیا۔
 سویت حکومت نے برسرِ اقتدار آتے ہی جنوری ۱۹۱۸ء میں
 ایک حکمنامہ جاری کیا جس کی رو سے تمام گرجاؤں۔ مذہبی داروں
 اور پادریوں وغیرہ کی زمینات پر حکومت کا قبضہ قائم کر دیا۔ مذہب
 کو یاسٹ سے بالکل علیحدہ کر دیا۔ تعلیم کو مذہبی اداروں سے الگ
 کر دیا ہر قسم کی مذہبی آزادی دیدی۔ اور تمام شہروں اور دیہاتوں
 کے باشندوں کو یہ ہدایت دی گئی کہ گرجاؤں کی عمارتیں اسوقت
 ان کے تحت دی جائیں گی جبکہ وہ انکی تعمیر و مرمت کی ذمہ داری لیں
 اور کم از کم ہیں آدمی اس کو اپنی مذہبی ضروریات کے لئے استعمال
 کر نیکی واسطے تیار ہوں۔ پادریوں کی گذر بسر کے لئے حکومت کوئی
 ذمہ داری نہیں لی بلکہ اس کے پیروؤں پر اخراجات کا بار عائد کیا۔

۳۱۲
روس میں بھی مذہب کے متعلق تقریباً وہی نقطہ نظر اختیار کیا گیا جو کہ انقلاب کے بعد ترکی میں اختیار کیا گیا تھا۔

انقلاب کے بعد جس طرح سویت حکومت نے مذہب کی

تبلیغ کی آزادی دیدی تھی اسی طرح مذہب کے خلاف تبلیغ کو بھی اس نے نہیں روکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں بے شمار مخالف مذہب ایجنٹس قائم ہو گئیں۔ جنہوں نے بے شمار عجائب گھر قائم کئے اور تقریروں پوسٹروں وغیرہ کے ذریعہ ہر جگہ اپنا پروپیگنڈہ شروع کیا جس میں وہ بتاتے تھے کہ کس طرح گزشتہ سالوں میں یہ مذہبی سپوا اور مذہبی ادارے زار شاہی حکومت کے دست راست تھے۔

کس طرح وہ غریبوں کو لوٹتے تھے اور جہالت اور توہمات گڑھا میں ڈھکیلتے تھے۔ لوگوں کو توہمات۔ قدامت پسندی اور جادو ٹوٹنے وغیرہ سے نجات دلانے کے لئے مدارس میں سائنٹفک اور ٹیکنیکل تعلیم پر زیادہ زور دیا گیا اور لوگوں کو زندگی کے حقائق سے زیادہ سے زیادہ قریب لانے کی کوشش کی گئی۔

جیسے جیسے ملک میں صنعتی ترقی ہوتی گئی۔ تعلیم عام ہو گئی مخالف

انقلاب قوتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ امن اور خوشحالی کا ملک میں دور دورہ ہو گیا۔ جہالت اور توہمات جڑو بن سے نکال پھینکے گئے تو اب یہ مخالف مذہب ادارے اور ایجنٹس بھی آہستہ آہستہ ختم ہو گئے اور ۱۹۳۶ء کے دستور کے لحاظ سے یادروں کو بھی تمام شہری حقوق

دید میے گئے۔ اور انھیں بھی حق رائے دہی عطا کر دیا گیا۔ حکومت کے اس عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے اس زمانے میں اسٹالن نے اپنی تقریر میں کہا تھا "ایک زمانہ تھا جبکہ ان لوگوں نے عوام کے خلاف ایک کھلا محاذ قائم کر دیا تھا اور سویت قانون کی خلاف ورزی کیا کرتے تھے۔ سویت حکومت نے جو انھیں حق رائے دہی سے محروم کر دیا تو یہ حکومت کا طرز عمل ان کے خلاف رد عمل تھا۔ اس کو کافی وقت گزر چکا ہے۔ اس عرصہ میں ہم لوٹنے کھوٹنے والے طبقہ کو مٹانے میں کامیاب ہو چکے ہیں اور سویت قوت ناقابل شکست ہو چکی ہے اور اب یہ طبقہ اس قابل نہیں رہا ہے کہ ہمیں کوئی غرر پہنچا سکے۔"

اخلاق :- سویت روس کے مذہب کی طرح اخلاق کا مسئلہ بھی تمام دنیا میں بہت زیادہ زیر بحث آتا رہتا ہے لیکن اس مسئلہ پر غور کرتے وقت جذبات سے زیادہ کام لیا جاتا ہے اور حقائق کو سمجھنے کی کوشش کم کی جاتی ہے۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ سویت روس میں اخلاق اور اخلاقی اصول کو تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔ حالانکہ یہ چیز واقعہ کے بالکل خلاف ہے۔ اخلاق اور نیکی کوئی مطلق چیز نہیں ہیں۔ ہر سوسائٹی میں اخلاق کا تصور بدلتا رہتا ہے۔ سودا خوری ہاگیر دارانہ نظام میں انتہائی معیوب سمجھی جاتی تھی اور آج سرمایہ دارانہ نظام کی بنیاد اسی پر قائم ہے اور جو سب سے

زیادہ سود کھاتا ہے۔ جس کے پاس بڑے بڑے بینک ہیں وہی سب سے زیادہ شریف۔ قابل عزت اور بڑا آدمی ہے۔ عہد غلامی اور جاگیرداری میں غلام رکھتا اور غلاموں کی پرورش کرنا شرافت کی نشانی سمجھا جاتا تھا لیکن سرمایہ دارانہ نظام میں اس جرم سمجھا جاتا ہے۔ جاگیردارانہ سماج میں عورت کے لئے مرد سے علیحدگی چاہنا انتہائی معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اور آج سرمایہ دارانہ سماج میں اس کو کوئی جڑا نہیں سمجھتا۔ اسی طرح سرمایہ دارانہ نظام میں کوئی چیز اس لئے خریدنا کہ اس سے اور زیادہ دولت پیدا کی جائے نہ صرف اچھا سمجھا جاتا ہے بلکہ ایسا شخص آئندہ چلکر اپنے ملک کا بڑے سے بڑا آدمی بن سکتا ہے لیکن یہ چیز سویت روس میں جرم سمجھی جاتی ہے۔ قدیم زمانہ میں بید کی سزاجچوں کی تعلیم کیلئے ضروری سمجھی جاتی تھی اور اب قطعاً منع ہو۔ جاگیردارانہ نظام میں کئی کئی بیویاں رکھنا اور ان کے ساتھ لونڈیاں علیحدہ باننا عین سجا بت اور شرف کی نشانی تھی اور آج یہ انتہائی بد اخلاقی سمجھی جاتی ہے۔ سویت روس میں دہی چیز اخلاق کے عین مطابق ہے جو سوسائٹی کے ارتقاء اور ترقی میں معاون ہے۔ جو چیزیں سوسائٹی کے مفاد کے خلاف ہیں وہ اخلاقی نقطہ نظر سے بھی خراب ہیں۔ چنانچہ سوائی اور افراد ایک دوسرے کے مفاد کو آگے بڑھاتے ہیں۔ سوسائٹی کا یہ مرض ہے کہ وہ افراد کو طبقہ داری نوٹ کھسوٹ سے محفوظ کر دے۔

ہر قسم کا معاشی تحفظ بہم پہنچانے کے لیے روزگاری سے بجات
دلائے۔ بیماری اور معیسی میں معاشی تحفظ مہیا کرے۔ راحت اور
آرام پہنچانے اور دماغی اور وحانی نشوونما کے ذرائع مہیا کرے
اور افراد کا یہ فرض ہے کہ اپنے ذمہ کے تمام کام انتہائی ذمہ داری
سے پورا کریں ایسا کوئی کام نہیں جس سے کسی کو کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا
خوشہ ہو وہ نقصان مادی بھی ہو سکتا ہے اور روحانی بھی۔

اس سلسلہ میں سب سے اہم چیز صحت کی برقراری ہے
سوسائٹی اور حکومت کا فرض ہے کہ افراد کے لئے عمدہ مکانات
مہیا کرے۔ صفائی کا انتظام کرے۔ ہر قسم کے طبی وسائل مہیا
کرے۔ اور ہر شخص کو اپنی صحت برقرار رکھنے کی تعلیم دے۔ اس کے
ساتھ ہی افراد کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ وہ خود صاف تھوڑے
رہیں۔ روزانہ نہائیں۔ ہر قسم کی غلاظت سے نفرت کریں۔
روزانہ ورزش کریں غذائیں احتیاط برتیں اور اس کے ساتھ
سگریٹ نوشی۔ شراب نوشی اور جنسی تعلقات میں احتیاط برتیں
جوان اخلاقی فرائض کو پورا نہیں کرتے وہ سوسائٹی میں اچھی نگاہ سے
نہیں دیکھے جاتے اور اس لئے ہر شخص ان چیزوں کا خیال رکھنے
کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کی صحت جسمانی سلسل
بہتر ہو جاتی رہی ہے۔ ملک میں شراب نوشی اس لئے معیوب
نہیں سمجھی جاتی کہ کسی قانون میں اس کا پینا جرم تبلا یا گیا ہے

بلکہ اس کے پینے سے آدمی کے دل و دماغ معمولی حالت پر قائم نہیں رہتے۔

ہم اپنی سوسائٹی میں جب کسی شخص کے اطوار کا تذکرہ کرتے ہیں اور کسی کے اخلاق اور چال و چلن کی برائی کرتے ہیں خصوصاً کسی عورت کے چال و چلن کی تو ہمیشہ ہماری مراد جنسی تعلقات سے ہوتی ہے۔ سویٹ روس کے جنسی تعلقات کے مسئلہ کو برنی دنیا میں بہت زیادہ اچھا لایا ہے۔ اور کچھ دن پہلے تک یہ چیز عام تھی کہ سویٹ روس میں شادی بیاہ نہیں ہونے بلکہ جو شخص جس عورت کے ساتھ چاہے اپنے تعلقات پیدا کر سکتا ہے۔ یہ تخیل باوجود اپنی انتہائی مضحکہ خیزی کے بہت عام رہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو سمجھنے کی عام طور پر بہت کم کوشش کی گئی ہے۔

انقلاب کے فوراً بعد جس طرح ملک کی معاشی زندگی میں ایک ہیجان اور طوائف الملوکی پیدا ہو گئی تھی اسی طرح سے معاشرتی زندگی بھی متاثر ہوئی تھی۔ صدیوں کے کچلے ہوئے مردوں اور عورتوں کو آزادی ملی تو اس نے انہیں اپنے سے باہر کر دیا اور ہر قسم میں بے اعتدالیوں نے گھر کر لیا۔ اسی زمانے میں ایک اور یہ نظریہ بعض غیر ماریکیوں نے یہ عام کیا کہ چونکہ محبت اور شادی شخصی مسئلہ ہے اس لئے مرد اور عورتیں آزاد ہیں

بس حرج پر حسب خواہش کھانا کھا لیتے ہیں۔ پانی پی لیتے ہیں۔ اسی طرح جنسی تعلقات بھی حسب مرضی قائم کئے جاسکتے ہیں۔ لیکن کیونسٹ پارٹی اور لینن نے خاص طور سے اس کی انتہائی شدید مدد سے مخالفت کی کھارا لیکن نے اپنی ایک ملاقات میں لینن کی ایک گفتگو کا حوالہ دیا ہے اس میں اس نے کہا ہے کہ ”پانی کے گلاس کا نظریہ بالکل غیر مارکسی ہے اور معاشرتی اصولوں کے خلاف ہے۔ جنسی تعلقات میں صرف انسانی فطرت کو ہی نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ اس کے کلچرل پہلوؤں کو بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ اعلیٰ ہیں یا ادنیٰ۔ اس میں شک نہیں کہ پیاس ضرور بجھانی چاہئے لیکن کیا ایک اچھا بھلا آدمی معمولی حالات میں تالی میں گر کر مرے اور گندے پانی سے اپنی پیاس بجھانا چاہیگا کیا وہ ایسے گلاس سے پانی پینا پسند کرے گا۔ جس میں آدھوں کے ہونٹوں کی چکناہٹ لگی ہوئی ہو؟ اس مسئلہ کا معاشرتی پہلو سب سے اہم ہے۔

پانی پینا اور پیاس بجھانا پھر بھی شخصی فعل ہیں لیکن محبت سے

دو آدمیوں کا تعلق ہوتا ہے اور ایک نئی زندگی وجود میں آتی ہے اور یہ تین جانوں کا مسئلہ بن جاتی ہے اس لئے یہ مسئلہ معاشرتی مسئلہ ہے جنسی تعلق صرف شخصی نہیں بلکہ پورے معاشرہ کا مسئلہ ہے۔

لنین کا یہ قول اور اصول ہمیشہ کمیونسٹ پارٹی کا نشان رہا ہے۔ سوئٹ روس میں جیسے ہی امن و سکون ہوا معاشی اور معاشرتی خوشحالی پیدا ہوئی تو آہستہ آہستہ ان جنسی بے اعتدالیوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ شادی کے لئے صرف اس قدر کافی ہے کہ میونسپلٹی کے دفتر میں صرف نام رجسٹر کروایا جائے اور مرد اور عورت دونوں کو اس کا اختیار حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں ایک درخواست دیکر طلاق حاصل کر سکتے ہیں لیکن آج یورپ اور امریکہ کے ہر ملک سے کم طلاقیں روس میں ہوتی ہیں اس کی کئی بنیادی وجوہات ہیں۔ ایک یہ ہے کہ پورے ملک سے معاشی اونچ نیچ کا خاتمہ ہو گیا ہے اس لئے کوئی معاشی سبب دونوں جوانوں کی شادی کو نہیں روک سکتا نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ۱۸-۱۹ سال کی عمر میں تعلیم سے فلغ ہو کر برسرِ روزگار ہوجاتے ہیں اور فوراً شادی کر لیتے چنانچہ پورے روس میں ۲۰ سال سے زیادہ عمر کے غیر شادی شدہ نوجوان ایک ہزار میں ایک بھی نہیں ہیں۔ ایسی صورت میں جبکہ تمام شادیاں اپنی پسند کی ہوتی ہیں۔

شوہر اور بیوی پوری طور سے صحت مند ہوتے ہیں۔ انکی باہمی تمام

جنسی خواہشات پوری ہو جاتی ہیں۔ زندگی میں ہر قسم کا معاشی تحفظ حاصل رہتا ہے۔ نہ شوہر کے بیمار ہونے سے بیوی معاشی مشکلات میں مبتلا ہوتی ہے اور نہ بیوی کے بیمار پڑنے سے شوہر بچہ پیدا ہو جانے کے بعد گھر اور خاندان سے محبت اور وابستگی ٹوٹ جاتی ہے۔ اچھی صحت۔ آرام اور بے شمار قسم کی معاشرتی دلچسپیاں اور سرگرمیاں میسر رہتی ہیں ایسی صورت میں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ایک عورت دوسرے مردوں سے جنسی تعلقات پیدا کر لے کی ضرورت محسوس کر لے یا ایک مرد دوسری عورتوں سے تعلقات پیدا کرے۔ اس کے علاوہ شادی چونکہ ایک معاشرتی فعل ہے اس لئے طلاق کو سماجی میں بری نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ قانون نے بھی اس پر رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں مثلاً اگر کوئی شخص طلاق لے لے تو بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ماں اور باپ پر رہتی ہے سارے روس میں آج کوئی پیشہ ور عورت نہیں ہے۔ اس لئے کہ پیشہ ورانہ نتیجہ تھی معاشی ٹھانی کا۔ کون عورت ایسی ہو گی جو خوشی سے یہ لعنت اپنے سر لگی ایک طرف سیکڑیوں بیماریوں کے تلے کھلی جائے دوسری طرف سماج کی نگاہوں میں خوار رہے۔ آج ہر عورت کو مرد کے مساوی ہر طرح کے حقوق حاصل ہیں اور اس کے لئے بھی حکومت اسی طرح روزگار مہیا کرنے پر مجبور ہے جس طرح مرد کے لئے۔ شراب نوشی اور سگریٹ نوشی کے خلاف بھی گزشتہ چند

۳۲۰ سالوں سے کافی جہاد جاری ہے اس لئے کہ دونوں سے ایک طرف
صحت متاثر ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف قومی دولت پر فضول
بار پڑتا ہے۔ نوجوانوں اور بچوں کی انجمنیں اس جدوجہد میں
سب سے زیادہ پیش پیش رہتی ہیں

انگلستان کے سب سے بڑے کنٹرولری کے پادری مسٹر ہیلٹ
جانسن نے روس کی اخلاقی حالت کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک جگہ
لکھا ہے کہ ”مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے جبکہ یورپ اور امریکہ کے
لوگ روس کی اخلاقی حالت کا تذکرہ کرتے ہیں۔ کیا ایسے لوگوں
کو جسکے سارے نظام کی بنیاد دوسروں کی لوٹ کھسوٹ، ظلم اور جھوٹ
پر نہوا سکا حق حاصل ہے کہ وہ سوئٹ معاشرت پر اعتراض کریں
جہاں تاریخ میں پہلی مرتبہ انسان کو انسانی حیثیت حاصل
ہوئی ہے۔ جہاں لوٹ عداوت، اور جھوٹ کی جگہ بھائی
چارے اور اخوت اور انصاف کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جہاں
قومی نسلی، صنفی، طبقہ داری غرض کے سارے امتیازات یکسر
مٹا دیے گئے۔ اور انسان کو بطور انسان کے سمجھنے کی کوشش
کی گئی“

حضرت بابائے حق
میرزا غلام احمد دہلوی
میں سے ہے اور دنیا کی بہت سی
جگہوں پر ان کی تعلیم دی گئی ہے۔

